اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا

بار خدایا میں نے یقیناً اپنی جان پر بڑا ستم کر ڈالا

(قول محمد صاحب)

CHECKED

رسالہ

امہات مومنین

یعنی

دربارہ مسلمانی کے اسرار

پیغمبر اسلام کے اخلاق اور انکی ازواج کے احوال کا آئینہ

بجواب

تنقید الکلام فی احوال شارع الاسلام

مصنفہ آنریبل سید امیر علی و مترجمہ مولوی سید ابو الحسن صاحب

جسکو ڈاکٹر احمد شاہ صاحب شایق حال ساکن انگلستان نے

مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی کی تحدی و ہزار روپیہ کے

انعام کے وعدہ کے معاوضہ میں شایع کرکے اسکی ہزار جلدیں

مفت اہل اسلام میں تقسیم کر دیں

حسب فرمایش مشتہر

مطبوعہ آگرہ مشن پریس [illegible]

1995

الف ۲۵

یہ نسخہ مفت نذر کیا گیا ہے

کتاب پانے والے کی خدمت مین مشہر کا التماس

جناب بندہ - آپ کو یہ کتاب بلا قیمت بطور تحفہ عیسایون کی طرف سے بدین غرض نذر کیجاتی ہے کہ آپ اسکو غور سے پڑہین - اور اسکا جواب دین اور حضرت محمد صاحب کو گناہون سے معصوم ثابت کر کے اہل کتاب کا معارضہ کرین - اور اگر آپ علم مناظرہ مین دخل نہین رکھتے یا خود عیسایون کے مقابلہ مین آنے کی جرءت نہین کر سکتے تو اپنے شہر یا ملک کے کسی بڑے جید عالم مولوی مناظر کو جو اسلام کی حمایت کا مدعی ہو یا جس سے آپکی دانست مین جواب کی امید ہو سکتی ہے - یہ کتاب دکہلا دین - اور اُس سے جواب کی درخواست کرین -

مین آپکو نیک نیتی سے ایک امر حق کا یقین دلاتا ہون کہ دار الاسلام مین کوئی مولوی موجود نہین ہے - جو اس رسالہ کے دلایل کو باطل کر کے آنحضرت کو معصوم اور بیگناہ ثابت کر سکے اور اب آپکو ذاتی تجربہ بھی ہو جاوے گا کہ دراصل عیسایون کے دعوے کو نہ تو آپ اور نہ آپکا کوئی اور معاون محمدی عالم باطل کر سکتا ہے - فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ -

الملتمس - احمد شاہ شایق - از اکسفورڈ انگلینڈ

مورخہ نومبر ۱۸۹۶ء

اعلان مقدس

مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی اڈیٹر اشاعت السنۃ نے
اپنے مضمون "عصمت انبیاء" مین (رسالہ مذکور نمبر ۴ جلد ۱۷ صفحہ ۱۲۳-۱۲۵)
جسمین انہون نے رئیس المتکلمین امام المناظرین مسٹر اکبر مسیح کے دلائل
عدم عصمت محمد صاحب کا جواب لکھنا چاہا ہے (کہ جسکا جواب الجواب رسالہ
شہادت قرانی بر کلمہ ہمائی مین ادا ہو چکا ہے) تمام عیسائیون کے روبرو عموماً و مسٹر موصوف
کے خصوصاً ایک بے باکانہ تحدی پیش کی ہے جسکو وہ ان الفاظ مین تحریر فرماتے
ہین "- اگر مسٹر اکبر مسیح دل سے آنحضرت کو ایک مقدس مصلح نہین جانتے اور وہ
آنحضرت کو عیاذاً باللہ صریح گناہونکا مرتکب خیال کرتے ہین - تو وہ مرد میدان
بنین- آنحضرت کا کم سے کم ایک گناہ (جسمین آپنے قران اور اپنی شریعت کا
عمداً خلاف کیا ہو اور آنحضرت کیطرف سے مسلمانون نے اسکا کافی عذر نہ کیا اور شافی
جواب نہ دیا ہو) ثابت کرین اور اسکا اس خاکسار سے ایکہزار روپیہ انعام لین" اس عام تحدی
کو جو مسٹر اکبر مسیح کو دی گئی تھی مولوی صاحب نے بابعد عام کر دیا ہے کہ جس سے علاوہ مسٹر
موصوف اور لوگ بھی ایکہزار کے بلکہ دو ہزار کے امیدوار ہو سکتے ہین چنانچہ آپنے اپنے
خطبہ مین (جسکو روبرو حاضرین جلسہ اعظم مذاہب" منعقدہ لاہور بماہ دسمبر ۱۸۹۶ء پڑھا تھا اور جس کو اب
آپنے رسالہ اشاعت السنۃ مین شایع کیا ہے بڑی بیباکی سے اپنے اشتہار پر تاکید کی ہے اور فرماتے ہین
(نمبر ۱ جلد ۱۷ صفحہ ۳۰۲) "ہمین نے آجکل اپنے رسالہ اشاعت السنۃ مین ایک مضمون "عصمت انبیاء"
درج کیا ہے ..... ہمین مین سے اس مضمون کا اشتہار دیا ہے کہ اگر کوئی
شخص .... آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک گناہ ثابت کرے تو مین اُسکو ایکہزار روپیہ انعام
دونگا۔ اس مقام مین اس کا لفظ گناہ کے ساتہہ خطا بہی زیادہ کرتا ہون۔ اور یہ
کہتا ہون کہ اگر کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایسی خطا ثابت
کرے جس پر منجانب اللہ اطلاع ہو کر اسکی اصلاح نہ کی گئی ہو تو وہ بہی
ہم سے ایک ہزار روپیہ انعام لے" ہمکو نہیں معلوم کہ حاضرین جلسہ نے
اس اشتہار کو سنکر بروقت کیا خیال کیا ہوگا۔ مگر اسقدر تو مولوی صاحب نے
سمجھ ہی لیا ہے کہ بوجوہ چند در چند مہذب اشخاص مولوی صاحب کی تحدی
کو انکے طرز موجودہ کے موافق قبول کرنے سے اجتناب کرینگے۔ چنانچہ
اپنے مخاطب اکبر مسیح سے بعد تحدی وہ یہ فرمایش کرتے ہین کہ " اگر آپ
کو اپنا انداز ظاہری تہذیب و طرز ملائمت اس ثبوت سے مانع ہو تو آپ اُن
عیسائیون مین سے جو اسلام سے مرتد ہو کر کرسچن ہوئے ہین۔ اور اُن
کا مقصود اس تبدیل مذہب سے صرف ٹکڑہ کما کھانا ہے کسی کو پیش کرین
اور وہ بہی یہی انعام لین" یہ تحدی بہی بڑی مزہ کی ہے۔ اکبر مسیح کو تو مولوی
صاحب نے تحدی قبول کرنے سے بوجہ اُنکے " انداز ظاہری تہذیب و طرز
ملائمت" کے قائم سمجھا اور دوسرا دروازہ اپنی شرائط ناقابل تعمیل سے بند
کر دیا کیونکہ بیچارہ اکبر مسیح ایسا کوئی عیسائی کہان پاوے جو اسلام سے مرتد
ہو کر کرسچن صرف ٹکڑہ کما کہانے کے لئے ہو گیا ہو" عیسائیون مین تو پول
کے سے مسلمان دین فروش دنیا طلب تو ہین نہین جنکی جان کو کوئی مصطفی
خلیل آفندی دمشقی روویٰ (دیکہو مہیہ اخبار ۶ مارچ ۱۸۹۶ء)
افسوس! مولوی صاحب اپنے جوش حمایت اسلام مین اپنے سے خود رفتہ
ہو گئے۔ اور بالکل بہول گئے کہ اُس اکہاڑے مین جس کے اپنے للکارا ہے۔
ایک نہین بیسون مرد میدان موجود ہین اور اگر دراصل کہین آپ اُنکو

بثبوت فی گناہ ایک ایک ہزار روپیہ دینے لگیں تو خزاین سلاطین اسلامیہ
ایک آن مین خالی ہوجاوین مجکو ان ڈپور نکی اشتہارون کی وقعت معلوم
ہے اور آپ کو بھی معلوم ہے اس دیندار شیخ چلی کے جسکو آپ جہلا کر
کذاب وکیاد لاثانی دجال کادیانی" کہا کرتے ہین ہزارون روپیہ کے انعامو بلکہ
سیکڑون اشتہار دیکھ سنکر چودہ روز اپنے اباطیل کے رد کرنے والون کو
دونون ہاتھون سے دینیکا وعدہ کیا کرتا ہے مین آسودہ ہوگیا ہون اور
افسوس کرتا ہون کہ آجتک ان مین سے کوئی انعام جناب کو نہین ملا۔
ان اشتہارون کی بابت اے جناب مولانا آپ ہی نے یہ فرمایا ہے
اور خوب فرمایا ہے کہ "کادیانی نے بارہا لوگون کو اپنے مقابلہ کے لئے
اشتہار دے ہین اور ان اشتہارون مین علاوہ زاد راہ کے سال بہر تک دو سو روپیہ
ماہوار تنخواہ (یہ تو آپ کے ہزار پر بھی ۱۴ سو زاید ہوئے جاتے ہین) دینے
کے وعدے کئے ہین مگر اکثر لوگون نے اس کو فریبی پاگل سمجھکر اس کے
اشتہارون کا جواب تک بھی نہ دیا بعض نے اسکا جواب یہ دیا کہ مجنے تیری
اشتہار کو آگ مین ڈال دیا بعض نے ایسا ہی کچھ اور سنایا اس لئے اس (مرزا) نے
بعد شکست پسنہار جلسہ تحقیق مذاہب جاری کر دیا جس سے وہ مقابلہ مخالفین
سے تو سبکبار ہے ۔ . . . . . وہ سمجھتا ہے کہ ہماری مخالف مولوی ہزار بار عام لوگون
کو ہماری فریبون سے آگاہ کرین مگر جہان احمقون سے خالی نہین ہے ۔
کبھی ہوا نہ آئندہ ہوگا شیخ چلی مرگیا تو کیا ہوا اُسکے وزیات کا ابتک خاتمہ
نہین ہوا" اشاعۃ السنۃ نمبر ۱۲ جلد ۱۶ صفحہ ۳۰۷ و ۳۰۹

بس آپ کو معلوم ہو کہ ہم آپکے اس اشتہار کو مرزائی اشتہارون سے
کچھ زیادہ وقعت کی نگاہ سے نہین دیکھتے مگر ہم کو جہان کے احمقون کا
خصوصاً پنجاب کے شیخ چلیون کا ڈر ہے۔ کیونکہ آپ کو بھی معلوم ہے کہ

عیسائی پادری ہزار بار محمد صاحب کو گنہگار خود انکو اپنے مونہہ سے اقبال کراکر ثابت کر چکے ہین اور اُن کی تاریخ زندگی کے اعمال نامہ کو روشنی دکھلا چکے مگر آپ کی یہ بادہوائی تحدی جو ڈہائی پنسری چاندیکے ساتہہ آپنے دی ہے ابلہ فریبی کا کام ضرور کریگی - لهذا ہمارا فرض ہوا کہ ہم خالص نیت سے محض بغرض احقاق حق آپ کی اس تحدی والے ہزاری انعام کے جادو کو توڑ دین اور دکھلا دین کہ آنحضرت ایک یا دو خطا کا ذکر کون کرے سراپا خطا تہے اور آپ سیکڑون گناہون سے جو قولی بہی ہین فعلی بہی ہین اور خیالی بہی - اور جو قرانی بہی ہین - اخلاقی بہی ہین - اور رسمی بہی ہین - لدے ہوئی تہے جنکے لئے مسلمانون نے گو طرح طرح کے حیلے تراشے اور عذر کئے مگر عیسائیون نے اُنکو رد کر دیا اور ان پرستے مولویون کی ہر معذرت کے جالے کو جہاڑ پہینکا - لو اتم بہی کیا کہوگے - تمہارے تحدی کو ہم یون قبول کئے لیتے ہین - کہ ایک عیسائی سے جو نہ کسی شہرت کا خواستگار ہے اور نہ اپنے پرائے سے کسی نفع کا محمد صاحب کو بربنائے واقعات تاریخ اسلامی گنہگار ثابت کراکے اس تحریر کو جسکی منشیا نہ تہا - ست محققانہ روش وظریفانہ مذاق پر آپ بہی لوٹ جاوین شایع کرتے ہین - اور آپکے ایک ہزار روپیہ کے انعام کی رعایت سے اسکتاب کی ایک ہزار جلدین مفت بصیغہ ڈاک پیشہ ایکہزار مسلمانون کے نذر کرتے ہین کہ وہ گہر بیٹہے آپکی تحدی بہی سن لین اور اسکا جواب بہی -

لاکلام ہم حضرت کو اُنکے ابتدائی عقاید اور دینی تعلیمات کی وجہ سے جبر ہین وہ مصدق کتب سماوی ضرور تہے - عرب کا ایک بڑا مصلح مانتے ہین اور اس سبب سے انکی واجبی عزت وتوقیر بہی کرنا چاہتے ہین - اور اپنی طرف سے صرف اس امر حق پر اکتفا کرنے کو تیار تہے کہ اُنکی نسبت عدم

عصمت کا اقرار جو ہر فرد و بشر کو عارض ہے۔ آپ لوگوں سے بھی کرا دیں
تاکہ آپ انہیں اور ابن مریم میں حقیقی و واقعی امتیاز کرنیکی قابلیت حاصل
کریں۔ ہم کو کیا ضرور کہ ہم انکی خطاؤں اور گناہوں کا جنکے وہ خود مقر تھے
شمار کرکے ایک ناگوار بحث میں الجھیں مگر جب دیکھتے ہیں کہ آپ
لوگ اپنی سخت نافہمی و تعصب کی وجہ سے اسکو ہمارے عجز پر محمول
کرتے ہیں اور ہمکو تحدی کرتے ہیں۔ اور اس بدیہی و لازمی بات سے
کہ آنحضرت بھی مثل دیگر بنی آدم کے بار عصیان سے لدے ہوئے
تھے۔ انکار کرکے سچوں کو جھوٹا بنا کر نادانوں کی گمراہی کا باعث ہوتے
ہیں۔ تو ایسے وقت میں اصلی کیفیت سے چشم پوشی کرنا اور لوگوں
کو مغالطہ میں رہنے دینا بحکم

اگر بینم کہ نابینا و چاہ است ۔ اگر خاموش بنشینم گناہ است

ہمارے لئے ہرگز زیبا نہیں۔ یہ کتاب دراصل ایک پہاڑ ہے جو آپ
لوگوں کے سروں پر اچانک ٹوٹ پڑا ہے۔ اسکا جواب بجز اس کے
کہ ع سر پر گرے پہاڑ تو فریاد کیا کریں۔ کچھ نہیں ہوسکتا۔ ہم کو کوئی
منصب نہ تھا کہ ہم اس کتاب کے مضمون یا عبارت میں کوئی دخل دیں
اور واجبی طور سے ہم دخل دے بھی نہیں سکتے ہمارا کام صرف یہ
ہے کہ ہم انکو بجنسہ آپ لوگوں کے روبرو لے آویں۔ جسکے لئے ہم یقیناً
معذور ہیں۔ اور ہم بادب التجا کرتے ہیں کہ آپ لوگ غور کریں اور
انصاف کو کام میں لاویں۔ ؎

سخن سنج کو بات حق نے دی گوش و ہوش
حق بطرف جسکی ہو آج تر سیو خموش

المشتہر ڈاکٹر احمد شاہ شایق سابق بیجل افسر لداخ ملک تبت خورد ساکن

فہرست مضامین رسالہ امہات مومنین

دیباچہ ـ سیرت محمدی کی خصوصیات متقدمین و متاخرین مناظرین اسلامی کا طرز سید امیر علی کی قابل افسوس روش مناظرین اسلام پادریوں سے خائف وجہ تسمیہ مولویوں کی تہمتوں کو جواب مصنف کی معذرت کتب سیر جن سے سند پکڑی اور اوسکی وجہ ـ ۱-۱۰

فصل اول ـ تعدد ازدواج ـ عہد قدیم ـ عہد جدید ـ قران و اسلام تعدد ازدواجی کی ناشائستگی پر اقوال اہل اسلام ـ علماء اسلام خیالات کہنہ سے گرانبار ـ سنت نبی سے خطر ـ ۱۱-۱۵

فصل دویم ـ سنت نبی حضرت کے ایک درجن ازواج ـ ۱۵-۱۷

فصل سوم ـ قران و تعدد ازدواج ـ ۱۷-۲۴

دفعہ اول ـ نئی تاویل عدل کی دل لگی ـ ۱۷

دفعہ دویم عدل و سنت نبی ـ ۲۰

دفعہ سوم ـ حد تعدد نمایشی ـ ۲۱

دفعہ چہارم ـ لونڈیاں حلال ـ ۲۲

دفعہ پنجم ـ متعۃ النساء ۲۴

فصل چہارم تنزیہ المطاعن ـ ۱ ـ حضرت کا تجاوز شرعی ـ ۲ ـ ہبۂ نفس ـ ۳ وجوب تقسیم کی جزائی ـ ۴ ـ بیوہ و مطلقہ کی حق تلفی ـ ۲۴

فصل پنجم ـ امہات مومنین ۲۷

اول ـ بی بی خدیجہ

دفعہ اول ـ مال و جمال ۲۸

دفعہ دوم افلاس حضرت ۳۲

دفعہ سوم - خدیجہ پر سوت کیون نہین ۳۶ دفعہ چہارم - عیاشی مالداری ۳۹

دوییم سودہ - خدیجہ کا کفن - سمجھے اور نہین مجھی مشہور نہین - کثیر سنی میں طلاق جدل

فیاضی و مروت کا برتاؤ - پلاؤ و نان جوین کا لطیفہ - ۴۳ و ۴۷

سوم عایشہ - ۴۸ - ابوبکر کی مخالفت نکاح - عایشہ کی کم سینی - شوہر درویش بر جان

درویش - شہوت پرستی پر دلیل - عایشہ پر الزام زنا ۵۳ - قولہم علی مریم بہتانا عظیما - ۵۸

چہارم حفصہ - خلفاء راشدین کے اخلاف - آتش مزاجی حفصہ - نکاح کا سچا نہ ۵۹-۶۱

پنجم ام حبیبہ - دختر ابوسفیان - نکاح کی پالیسی - ۶۱

ششم ام سلمہ - اسکے خواستگار - عذر بے غیرتی - ۶۲

ہفتم ام المساکین - ۶۳

ہشتم - زینب - ۶۴-۹۰

دفعہ اول - زید بن محمد ۶۴ دفعہ دوم - زید و زینب کی ناچاقی کا باعث ۶۸

دفعہ سوم - حضرت و عشق زینب ۷۱ دفعہ چہارم - اخفای عشق ۷۵ دفعہ

پنجم - طلاق زینب - دفعہ ششم - زید بن حارثہ ۸۱ دفعہ ہفتم زید کی وفاداری

۸۲ - دفعہ ہشتم غیرت صحابہ کرام - جورو بدلول - حرمت خنزیر ۸۳ دفعہ

نہم - ازالۃ الشکوک ۸۵ کو این من زینب سے حضرت نے کیون نکاح نہ کیا ۸۵

رسم تبنیت کو توڑنے کا حیلہ ۸۵ - قرآن میں اس قصہ کی مصلحت ۸۹ دفعہ دہم

مطاعن ۸۹ -

نہم - جویریہ - حضرت کا اسپر فریفتہ ہونا - آزادی قوم ۹۰-۹۱

دہم صفیہ - دفعہ اول - بیوہ ہونا ۹۲ دفعہ دوم باپ کی شہادت ۹۳

دفعہ سوم - اسلام صفیہ ۹۴ دفعہ چہارم حسن صفیہ کہ از چنگال گرگم ربودی ۹۵

دفعہ پنجم - جبراً صحبت کے قرائن ۹۶

یازدہم میمونہ - دفعہ اول اوسکی ذرا بندا بیان ۹۶ - دفعہ دوم -

فصل ششم ہبہ نفس ۱۰۰ **دفعہ سویم** - حضرت کی نسبت بدگمانی ۱۰۰
حالات مزید ۱۰۱
پنجم - جویرحان ۱۰۲ ابنت ضحاک کلابیہ ۱۰۲ - اسمار کندیہ ۱۰۲ - ملکہ بنت کعب ۱۰۳
ہمشیرہ وحیہ ۱۰۳ الیلی بنت خطیم ۱۰۳ امرہ بنت عوف ۱۰۴ امہانی بنت ابی طالب ۱۰۴ تا ۱۰۴
فصل ہفتم - حضرت کی لونڈیاں ۱۰۵
اول - ماریہ ۱۰۵ **دفعہ اول** تحریم ماریہ کا قصہ ۱۰۶ **دفعہ دوم** نص قرآن ۱
دفعہ سوم مغز مفسرین ۱۰۹ لطیفہ ۱۱۱ **دفعہ چہارم** اصل قصہ ۱۱۱
دوئم ریحانہ - اوس زمانہ کا دستور اور اوس زمانہ کے حضرت ریحانہ والی روایت
چھانٹ کر رسید ۱۱۴ ۱۱۶
فصل ہشتم - عیاشی و معجزہ نبوت - جبرئیل و نسخہ باہ بہترین امت محمدیہ ۱۱۶ - ۱۲۰
فصل نہم - حضرت کی کثرت ازدواجی کی معذرت ۱۲۰ **دفعہ اول** خواہش
اولاد ذکور ۱۲۰ **دفعہ دوئم** - صلح و اتحاد خاندانی ۱۲۱ **دفعہ سوئم**
بیوہ پروری ۱۲۲ **دفعہ چہارم** - تبلیغ اسلام و تعلیم نسوان - رسم پردہ
د اسلام - عورت کے ساتھ بے شرمی کی گفتگو ۱۲۵ و ۱۲۶ **دفعہ پنجم** کثرت ازدواجی حضرت
قبل آیت نکاح غلط ۱۲۹ - حضرت نبی عدیتین نہیں کر سکتے غلط ۱۳۰ وہ حکم منسوخ و
بے معنی ۱۳۲ **دفعہ ششم** - سنت انبیاء السابقین کا حیلہ ۱۳۴ حضرت
کی کثرت ازدواجی کی اشد ضرورت ۱۳۶
فصل دہم متعۃ النساء - اس پر نص قرآن - اس پر احادیث اس پر تاریخ ۱۳۶
فصل یازدہم - تقدیم پارینہ ع نے نوکن اسے دوست پر نو بہار روزنامچہ
ازواج مطہرات - چینی محل حبشی محل فرنگی محل - جوان عورتوں کی خواستگاری ۱۴۰ تا ۱۴۲
فصل دوازدہم - طلاق مولوی صفدر علی صاحب کے قول کی تائید -
امام حسن کے حالات - دنیدار بدمعاش ۱۴۶

فصل شانزدہم ۔ حیثیت زنان تعلیم محمدی ۔ عورت صورت شیطان فتنہ شوم ۔ پلید ۔ جہنمی ۔ مکار ۔ شیطان کی خالہ ۔ عورت کی عزت قرآن میں ندارد ۔ انجیل کی تعلیم ۔ عورت مرد کی ہمسر مستحق عزت ۔ ۱۵۰-۱۵۴

صحت نامہ رسالہ امہات مومنین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
ب	۲	اس کا	اس	۶	۱۰	پہیشتر	بیشتر
″	۱۶	پیاوہی	پاوے	″	″	مہلات	حالات
ج	۲	ڈہونڈہیکہی	ڈہپول سنکہی	۷	۱۷	عام	عوام
″	۱۲	نشرہ	نشئے	۹	۱۳	سکیا	کہا
″	۱۷	ہوگاہ	پراگاہ	۱۵	۲۵	ہوتے	ہوتے ہیں
″	۱۸	وزیات	ذرّیات	″	″	حصالہ	حضالہ
د	۱	انکو	انھکے	″	۱۶	بےفکر کہہ گیا	بےفکرا کہہ گیا
″	۲	نام	نامہ	″	۱۲	خبرت	اہل خبرت
″	۱۱	پہینگا	پہینیگا	″	حاشیہ	ہی	ہے
د	۶	بدبہی	بدیہی	۲۰	۱۰	میرا	مبرّا
″	۲۲	یہ	لیہ	۲۴	۳	بہتری	بہتیری
۱	۱۰	برٹے	پرٹے	″	۱۲	ضعف	ضعیف
۲	۷	سوو	سوء	۲۵	۱۶	سنے	لیے
۳	۳	صرف	نہ صرف	۲۶	۱۹	حرکت	حرمت
″	۲۱	مشش	مثل	۳۲	۹	اُمسی	اُمّی
۴	۵	شسید	سید	۳۳	۱	تمنگ	پتنگ
″	۱۲	خیبرت	خبرت	۳۴	۱۱	اورا	او
۵	۷	العلوم	للعلوم	۳۵	۱	دراہ	درراہ
″	۱۴	طراز	طرز	۳۹	۱۳	گنجنے	گنجیے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۹	۱۳	نہا	خدا
۴۰	۱۹	نبی	ہی
۴۲	۱۰	کہودہا	کہورہا
〃	۱۷	دور	دودھ
۴۳	۲۰	نشبیہ	تشبیہ
۴۴	۲۱	ماہ	دوماہ
۴۵	۱	سکے	آئے
〃	۳	گئے	گنے
〃	۱۰	سمعہ	زمعہ
〃	۲۲	کبجبکن	کمرسن
۵۱	۱۴	مبا	مباشرت
۵۲	۴	استنزلج	امتزاج
۵۳	۸	الاثہ	اثاثہ
〃	۱۵	اسم	اندر
۵۸	۳	متدعی	مستدعی
۶۱	۲۰	ثاپی	کا ایجاد
۶۲	۲۲	عنہا	عنہما
۶۵	۷	چبہ	سمجھہ
〃	۱۰	لینے	لیتے
〃	〃	خالص	خلاص
۶۷	۲	اُن کو	اُن

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۹	۲۱	مصمون	مطعون
۷۰	۷	قبول	مقبول
۷۱	۱۱	لوم	معلوم
〃	۲۲	غل	مُغتسل
۷۲	حاشیہ	لنون	لیمون
۸۹	۶	حلال	حال
۹۳	۷	قہات	قساوت
〃	۸	تہورے	تہور سے
۹۷	۲۱	رضاعت	رضا و رغبت
〃	۲۲	گورنمنٹ کلکتہ	کورٹ کلکتہ
۹۸	۶	کرو	کردو
۹۹	۱	ن	لیے والی
۱۰۴	۱۲	گرد	گرود

دیباچہ مصنّف

ابطال نبوت محمدیہ مین اہل کتاب کی محکم دلیل ہمیشہ سے یہ رہی ہے
کہ حضرت محمد صاحب کا چلن شایان شان پیغمبری و نبوت ہرگز نہ
تھا۔ وہ صفحۂ تاریخ کو اُلٹا اُلٹا کر مدام دکھلاتے رہے ہین کہ شہوت پرستی
اور خونریزی محمد مدنی کی سوانحمری کے جزو اعظم ہین۔ حتی کہ
کوئی کتاب انکی سیرت پر کہی نہین جا سکتی جسمین ان امور کی بابت
سکوت ہو سکے۔ متقدمین اسلامی مورخین کی نگاہ مین تو یہ کوئی عیب
نہ تھا۔ اسی لئے وہ خصائص نبوی سمجھکر بلا تامل انکو قلمبند کر گئے مگر
جب مسلمانون کو اہل کتاب خصوصاً عیسائیون سے مناظرہ درپیش آیا
تو اپنے نبی کی ذات کو بچانے کی غرض سے انکو وقتاً فوقتاً طرح طرح
کے عذر اور مختلف پہلو بدلنے پڑے۔ ابتدا مین تو انھون نے
اس عیاشی اور خون ریزی کی کثرت ازواجی اور جہاد کی متبرک اصطلاحون
سے تعبیر کر کے حمایت کی۔ اور اپنے مقابلہ مین عقل و شعور اور اخلاق
اور تہذیب کو جنکی انکو حسب مقتضائے زمانہ چندان پرواہ نہ ہوتی
تھی۔ پرانا بانڈنے سے لڑتے دیکھا۔ مگر جب زمانہ نے ترقی کی اور ہر سے
عیسائی ملکون کا دم بجود ہوتا پڑا اتجب نئی اور زیادہ تعلیم یافتہ نسل نے ایسے

گرامی دشمنون سے تاب مقاومت نہ لاکر اعلیٰ تہذیب کے نام سے دیانت وحق گوئی سے نادانستہ عداوت پیدا کی اور کبھی توشائع سلام سے (جو اپنی نظیر آپ تھے) اطوار کی نظیر تلاش کرنے مین انبیا سلف کی تاریخ کی عبث ورق گردانی کی۔ کبھی انکو اپنے زمانہ جاہلیت کے اخلاق کا نتیجہ بتلا کر انکے لئے معذرت کی اور جب یہ بھی کافی نہ ہوا (اور کیونکر کافی ہو سکتا تہا) تو انکے مدمقابل مین معترضین کے بزرگون کے سوء اخلاقی دکھلا کر گویا یہ قبول کر کے سستے چھوٹنا چاہا کہ ہان میرا باپ کانا تہا تیرا بھی تھا۔ اور جب اس الزام سے بھی شرمندہ ہوتا پڑا اور کوئی چارہ باقی نہ رہا۔ اور روشنی کے زمانہ نے ہر با قرینہ معذرت کا دروازہ بند کر دیا تو حامئے اسلام نے اپنے پیغمبر کے لئے صرف اسی مین مفر دیکھا کہ ایک دفعہ آنکھ بند کر کے تاریخی واقعات سے انکار کر جاوے۔ اور اس انکار اور دروغ کو صرف اپنے نام اور نئی روشنی کی شہرت اور انگریزی زبان کی تحریر اور حمایت اسلام کے جوش اور اظہار تعصب اور پادریون کو بھلا برا کہنے سے ناواقفون کے روبرو فروغ دیکر کچھ مدت کے لئے سرخرو بنے

سید امیر علی صاحب جنکی کتاب کے ایک جزو کا تفصیلی جواب لکھنے کے لئے ہم نے قلم اٹھایا ہے ہم افسوس سے کہتے ہین اسی آخری گروہ سے ہم کو معلوم ہوتے ہین۔ ہمارے لیکش کے ملانے جو شائستگی اور تہذیب مین صرف بدوی اور گروہ وحشی عربون کو اپنا مقتدا بنائے تھے اور اسلام کی حمایت مین صرف شمشیر اوٹھانا جانتے تھے۔ جب انکو قلم اٹھانا پڑا تو عجب نہین کہ بہت سی ناگفتنی باتین لکھہ ڈالین ہم کو انکی بطلان زیبا نہین۔ کیونکہ وہ اسکی لایق تھی۔ اور یہ انکے گے [illegible] امیدوار

جنکے دماغ کو مغربی شائستگی نے منور کیا ہو جب وہ اسلام کی حمایت
مین حق کو باطل اور باطل کو حق کہنے کے لئے تاریخ سے انکار اور سچ
بولنے سے انحراف کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ تو ہم کو صرف افسوس
بلکہ ترس آتا ہے! اُنکی انگریزی کتاب جسکا ترجمہ اردو۔ **تنقیل الکلام**
فی احوال شارع الاسلام ہمارے زیر نگاہ ہے۔ دراصل ایک ایسی
تالیف ہے۔ کہ جیسی کسی تالیف کو جو جواب سے شخص کی ہو نہ ہونا چاہئے
ہم نے صرف اُنکے **چودھوین باب** کا جواب لکھا ہے جسمین سید صاحب
نے **تعدد ازدواج** سے بحث کر کے خاصکر حضرت کی کثرت مناکحت
کے لئے بے بنیاد و فرضی اغراض دکھلا کر اُنکے لئے معذرت چاہی ہی
ہمارے جواب سے معلوم ہو جاویگا۔ کہ شارع اسلام کے اخلاق عورات کے
باب مین اپنے اصل مین کیسے نفرت انگیز تھے اور اسلام پر اُنکا اثر کیا
ہو سکتا ہے۔ اور انکے اظہار کے واسطے کس قسم کے کلمات ناگزیر ہین۔
اور فی الحال اسباب پر اپنی بحث کو محدود کرنے کی وجہ ایک یہ بھی ہے
کہ **حضرت محمد صاحب کی معصومیت کی مدعیان**
کو ہم انکی زندگی کے ایک پہلو کا یہ کچا چٹھا سنا کر امید رکھتے ہین کہ آیندہ
وہ اپنے دعوون کو زیادہ معتدل بنانا سیکھین گے۔ یہ باب سید صاحب
کی کل کتاب کے لئے گویا مشتے نمونہ از خروارے ہے۔ ناظرین کو اندازہ
ہو جاوے گا۔ کہ اور اور امور مین ہمارے مخاطب نے تاریخ کی کیا کچھ
گت بنائی ہوگی۔ اور ہم یہ کہنے مین تامل نہین۔ کہ اس نے شاذ ہی
کہین سچ بولا ہے۔ اور اگر بولا بھی تو ادھورا۔ اور جس بے باکی سے وہ
تاریخی واقعات کا انکار کرتا ہے۔ اسکی مثل ہمکو زمانہ حال کی مغربی تصنیفات
مین تو ہرگز نہین مل سکتی کو مشرقی جاہل علما کی تحریرات مین ملنا

دشوار رہو -

حامیان اسلام بہی ایک طرحسے مجبور ہین - عیسایون نے اپنے مناظر
کو انکے مقابلہ مین وہ جلا دی ہے - کہ علماء محمدی عنان صبر و قرار ہاتہہ سے
کہو چکے ہین - اس کتاب کا مترجم دردو سے کہتا ہے کہ "بعض متعصبین
اہل کتاب نے حضرت سید الانبیا اور دین خدا و شریعت رسول
اللہ پر ایسا طعن و مضحکہ کیا ہے - کہ انکی تصنیفات کو دیکہکر مسلمان کا دل کٹا
لگتا ہے - اور اسکی آنکہون مین خون اتر آتا ہے اور اگرچہ وہ اپنے دل کو
اس خیال سے تسکین دے لیتا ہے کہ مناظرین اسلام مثل ملا جواد سا
باطی اور مولوی آل حسن موہانی - اور ڈاکٹر وزیر خان اکبر آبادی کے پادریون
کے اعتراضات کا دندان شکن جواب لکہہ چکے ہین - مگر پہر جو زیادہ غور کیجاتا
ہے - تو یہ تصور ضرور ہوتا ہے کہ جو لوگ اہل حل و عقد مین داخل ہین اور اہل
خبرت و ارباب بصیرت سمجہے جاتے ہین - وہ تو ایسے جوابات کو ہرگز تسلیم نہ
کرین گے - تا وقتیکہ انکے شبہات انہین کے مذاق مین نہ دفع کئے جاوین
یہ صفت اسی کتاب سے مخصوص ہے - کہ جن مسایل شرعیہ پر متعصبین نصاریٰ
نے بہت سخت طعن و تشنیع کی ہے مثل تعدد ازدواج و بردہ فروشی و جہاد
اور جنت و نار کو جسمانیات و مادیات سے تعبیر کرنا اسکو اس خوبی سے دفع
کیا ہے - کہ یورپ کا معقول پسند فرقہ جو طعن و مضحکہ کو دفع کرنے کے لئے
یہ کتاب تصنیف ہوئی ہے - اب اسکو قیل و قال کی مجال نہین باقی رہی
دالتماس مترجم صحیح ہے اور واقعی علماء عیسائی نے شارع اسلام پر ایسا
جرح کیا ہے - جیسے کوئی مرہم اسلامی دنیا مین نہین اور اسطرف
کے حملات نے اسلام کو ایسے زلزلہ مین ڈالا ہے - کہ حامیان اسلام
کا دل کا پہٹنے لگتا ہے - "اور انکی آنکہون مین خون اتر آتا ہے ... غصہ

وندامت وبیچارگی سے۔ اورگو وہ ہزار جان سے مناظرین اسلام کی پادری
تحریرات کو "پادریون کے اعتراض کے دندان شکن جوابات" ماننا چاہتے
ہین۔ مگر پھر بھی زیادہ غور کرنے پر انکو آپ معلوم ہو جاتا ہے کہ پادریو
کے مقابل لڑنا گو یا جنگ اُحد مین شہید ہونا ہے۔ "اہل خبرت
اور ارباب بصیرت ایسے جوابات کو ہرگز نہ تسلیم کرین گے"

اس لئے ہم بھی اس برہان قاطع کی حقیقت دکھلانا چاہتے ہین۔ جسکا موضوع
"الجامع العلوم القدیمۃ والجدیدۃ" ہمارا مخاطب ہے تاکہ اہل اسلام کو معلوم
ہو جاوے کہ آنکی طرف باین ہمہ ہنوز روز اول ہے۔ اور شارع اسلام
پر جو کچھہ "طعن ومضحکہ" کیا گیا۔ اسمین کچھہ بھی طعن ومضحکہ نہین بلکہ وہ نری
حقیقت ہے۔ جسکا دفع کرنا نہ علوم قدیمہ کے امکان مین ہے نہ جدیدہ
کے اور جس پر ہماری یہ کتاب شاہد ہے۔ ہمارے مخاطب مصنف کی
غرض ہرگز شارع اسلام کی سوانحعمری کے سچے واقعات بیان کرنا نہین
تھے۔ بلکہ اُسکو منظور ہے کہ پیغمبر اسلام کی سوانحعمری اور اُنکے مواعظ و
نصایح مین جو عمدہ اوصاف ہین۔ اونکو ایک عام پسند طرز سے بیان
کرے۔ اور اکثر ناظرین کے دل سے ظنون فاسدہ وتعصبات بیجا کو دفع
کرے" اسلئے ہماری غرض ہے کہ ہم دکھلا دین کہ اس مصنف نے حضرت
کی جھوٹی تصویر پیش کرکے لوگون کو مغالطہ مین ڈالنا چاہا ہے۔ پس ہمنے
حضرت کی زندگی کے ایک پہلو پر بالتفصیل نظر ڈالکر بطور نمونہ مصنف
کو جواب دیا ہے۔ تاکہ معلوم ہو جاوے کہ مصنف نے اپنے ہادی کی
زندگی کے ہر پہلو کے ساتھہ یہی سلوک کیا ہے۔ بردہ فروشی کے بارہ
مین بھی جہاد کے بارہ مین بھی۔ اور جنت اور نار کے بارے مین بھی غرضیکہ
وہ کتاب جسکا ہم جواب لکھتے ہین ایک عظیم الشان دروغ ہے جسمین

بڑا عجوبہ صرف یہ ہے کہ وہ ایک اپنے سمت سے پیدا ہوا صدہا برس سے اوسکی پیدائیش کا اندیشہ معمولی تجربہ سے نہین ہوسکتا تہا - علماء یورپ ہو تاریخ اسلام سے ماہر ہین - اورعوام الناس بہی جنکی معلومات سر ولیم میور صاحب وغیرہ سے نے اپنی عالمانہ اور محققانہ تحریرات سے بڑہا دی ہین آمیر ہنستے ہین کہ جہلاء ہند جنکو تحقیق سے چندان سروکار نہین اسکو پادریون کے مقابلہ مین تریاق اکبر ہی سمجہ بیٹہے ہین - اسی سے تو اسکا ترجمہ کرکے اردو خوانون کے درمیان شایع کیا گیا ہے - پس ہم انکے خیالات کی اصلاح کے لئے زبان اردو مین یہ مختصر رسالہ تیار کرکے پیش کش اہل اسلام کرتے ہین -

ہمارا یہ رسالہ بیشتر آنحضرت کے ازواج کے حالات پر مشتمل ہے اس لئے اسکا نام امہات مومنین رکھا - جس معزز اصطلاحی لقب سے وہ مشہور ہین - ہم نے اپنی اس بحث کو ہر جانب سے پورا کرنے کی خاطر ساتہہ ہی ساتہہ علاوہ اور چہوٹے موٹے مولویون کے جنکا نام تمن ہے - مولوی محمد علی[۵۱] کانپوری اور مولوی حکیم نورالدین[۵۲] بہیروی اور مولوی فیروزالدین[۵۳] فیروز ڈسکوی - اور مولوی ابو سعید محمد حسین[۵۴] بٹالوی - کہ جو مسلمانون کے درمیان سر آمد مناظرین عصر سے سمجہے جاتے ہین - اور خود بہی اس بحث مین قلم اٹہا چکے ہین جابجا

---

[۵۱] پیغام محمدی اور دافع تلبیسات انکی تصنیف سے ہے - [۵۲] انکی تصنیف کا نام فصل الخطاب ہے - [۵۳] دافع طعن از نکاح زینب انکی تصنیف ہے - [۵۴] انکا مضمون "مسائل نکاح وطلاق پر اعتراضات کا جواب" انکے دینی رسالہ اشاعۃ السنۃ کی جلد دہم کے نمبر ۵، ۶، ۷ مین چہپا ہے -

جہانتک اسکے خیالات سید امیر علی کی کمی کو پورا کرنے کی وجہ سے ہماری
اس بحث مین متعلق سے تھے جواب دیا ہے۔ تاکہ اس رسالہ کے بعد پھر کسی
صاحب کو یہ عذر باقی نہ رہ جاوے کہ فلانے **منشی** صاحب یا فلانے
مولوی صاحب یا فلانے **سید** صاحب نے جو فلان جواب دیا تھا
اوسکی رعایت نہیں رکھی گئی۔ پس ہمکو دعوے ہے کہ آجتک اس بحث
پر جو کچھ لکھا گیا۔ اور جو عذر پیش کیا گیا۔ ہم نے اُسکا جواب ہدیہ ناظرین
کر دیا ہے۔ اس جہت سے یہ رسالہ بالکل نیا رسالہ ہے۔

ہم افسوس کرتے ہین کہ اس باب مین حضرت کے حالات تہذیب کے
پایہ اور اخلاق کے مرتبہ سے ایسے گرے ہوئے ہین کہ اُنکے تذکرہ کے
لئے ایسے خیالات اور ایسے کلمات لازمی ہین جنکا مذکور اور مواقع پر کوئی
شخص بلا معذرت نہین کر سکتا۔ مگر وہ تاریخ ہی ایسی ہے جسکے نزدیک
اگر کوئی شخص اپنی زبان وخیال کو کچھ دیر آلودہ کئے بغیر بچ نہین سکتا
بہرکیف ناظرین کو یہ معلوم ہو جاوے گا۔ کہ جس امر کا بیان ہی تہذیب سے
ہٹ جاتا ہے۔ وہ امر فی نفسہ تہذیب کا کس قدر دشمن ہوگا۔ حضرت کی
ایسی تاریخ کو ہاتھ لگانے سے ہم ضرور اجتناب کرتے گر ہمارا منصب ہمکو
مجبور کرتا ہے۔ ناظرین معذور ہین۔ اس کتاب کی تالیف مین ایک
امر یہ بھی ملحوظ رکھا گیا ہے کہ عام الناس جنکی مغالطہ کے لئے سید امیر علی
صاحب کی انگریزی کتاب کا اردو ترجمہ تیار کیا گیا وہ اُن واقعات پر اپنی
تحقیقی رائے خود قایم کر سکین۔ اس لئے بڑی بڑی عربی کتابون کی
نامون سے جو نہ صرف عوام کی رسائی سے باہر بلکہ جنکے مضامین اونکے علم
سے بھی اُنکو ڈرایا نہین گیا۔ بلکہ اُن کتابون سے استدلال کیا گیا ہے
جنکو انہین کتابون سے بڑے بڑے جید اور دیندار علماء اسلام نے

جنکے مقابل اسوقت کوئی ایک عالم بھی سارے ہندوستان مین موجود نہین عوام الناس کے فایدہ کے لئے بڑی تحقیق وتفتیش سے تالیف کیا ہے۔ تاکہ محمد صاحب کے حالات کو وہ بڑی شرح وبسط سے بیان کرین۔

وہ کتابین روضۃ الاحباب، مدارج النبوۃ وحیاۃ القلوب ہین۔ ان اخیر دونون کتابون کا جنہین اول بیشتر روضۃ الاحباب پر مبنی ہے اُردو ترجمہ ہوگیا ہے۔ اور ہر کہین ہر شخص کو جو اردو بھی پڑھ سکتا ہے۔ میسر آسکتا ہے۔ مین نے روضۃ الاحباب مطبوعہ لکھنؤ ۱۲۹۷ھ اور مدارج النبوۃ کا اردو ترجمہ نولکشوری جسکا نام منہاج النبوۃ ہے۔ استعمال کیا ہے۔ اسی طرح تاریخ واقدی اور تاریخ ابو الفدا کا حوالہ بھی اُنکے اردو ترجمون سے دیا گیا ہے۔

حیات القلوب ملا باقر مجلسی جسکی جلد دویم نولکشوری اس رسالہ کے کام مین آئی شیعون کی ایک بڑی معتبر تاریخ ہے۔ اور روضۃ الاحباب اور مدارج النبوۃ کی بابت شاہ عبد العزیز صاحب جو گویا مسلمانان ہند کے آخری امام ہوئے اپنے رسالہ عجالہ نافع مین (اسکا بھی اردو ترجمہ ہوگیا ہے) یہ فرماتے ہین "احادیث تاریخ وسیر را دو قسم کردہ اند آنچہ متعلق بوجود با جود پیغمبر ما صلے اللہ علیہ وسلم وصحابہ کرام وآل عظام اوست از ابتدائی تولد انجناب تا غایت وفات آنرا سیرت نامند۔ سیرۃ ابن اسحق وسیرۃ ابن ہشام وسیرت ملا عمر ودیگر کتب بسیار درین باب مصنف شدہ بالفعل نسخہ صحیحہ روضۃ الاحباب میر جمال الدین محدث حسینی اگر بہم رسد کہ خالی از الحاق وتحریف باشد بہتر از ہمہ تصانیف این باب است[1] ومدارج النبوۃ

[1] اسکی بہی نسخے صحت کے ساتھ دہلی اور لکہنو کے نامی مطبعون مین شایع ہوچکے ہین

شیخ عبدالحق محدث و سیرت شامیہ مواہب لدنیہ مبسوط تر ین سیر تھا اتد"
پس ہم نے اُس کتاب سے جو "بہتر از ہمہ تصانیف ابن باب است" او
اُس کتاب سے جو اُس سے ماخوذ ہے اور خود مبسوط ترین سیر تھا"
ہے جسکی خوبی و اعتبار پر شاہ عبدالعزیز سا عالم اجل شاہد ہے اور جو ہر
شخص کو ہر کہین اُسکی اپنی زبان مین میسر آسکتی ہے۔ اس رسالہ
مین سند پکڑی ہے۔ اور وہ کہلایا ہے۔ کہ آنحضرت پر ایمان لانے والے
احادیث کے کما حقہ پہنچاننے والے۔ نرم گرم روایات مین تمیز کرنیوالے
حضرت کے محامد بیان کرنے والے اور زمانہ حال کے نیم شرمولویون
کے استادونکے پڑہانے والے۔ علم حدیث کے امام کہلانے والے حضرت
کے حالات ہمکو کیسے سناتے ہین۔ تاکہ عوام کو نہ پھر یہ کہنے کی گنجایش رہی
کہ اُن کتابون تک ہم پہونچ نہین سکتے اور نہ یہ کہنے کی گنجایش رہی کہ
ہمنے اپنی طرف سے حضرت کے حالات مین تصرف کیا ہے۔ بلکہ اگر عاری ہی
ہو کر کہا چاہین۔ تو صرف یہ کہکر لوگون کو اپنے اُپر ہنساوین کہ میر جمالالدین
محدث حسینی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور ملا باقر مجلسی جہوٹے یا
دروغ گو یا کم علم یا جاہل یا دشمن اسلام تھے۔ مگر ہم یہ بہی انہین سے سنتے
ہین گے۔ جنکو اُن بزرگ علماء اسلام سے بزرگ تر ہونے کا دعوے
ہو اور نیز اُنکے اقوال کے غلط ہونے پر کوئی دلیل لانے کا یارا۔
ہمکو خوب معلوم ہے کہ جو دلائل ہمنے اپنے دعوون کے ثبوت یا اپنے
مخالفین کے تردید مین بیان کئے ہین وہ بالکل ہمارے نام و شہرت
یا شخصیت سے غیر متعلق ہین۔ لہذا ہم اپنی اس کتاب کو تحیر و تنہا تمام

مدارج النبوۃ وا یکو دعوی ہے کہ انکی کتاب حضرت رسول کے احوال سب اور تمال مین مثال الا
نقل اقوال کو شامل ہے۔ مقدمہ جلد اول صلہ

مسلمانون کے روبرو پیش کرکے اُسکی نہ کہ اپنی تائید یا تردید کے خواستگار ہین اور امید کرتے ہین کہ ناظرین حضرت علی کے اِس گرانبہا مقولہ پر کاربند ہون گے لاتنظروا الی من قال وانظروا الی ما قال -
مت دیکھو کس نے کہا دیکھو کیا کہا -

فصل اول تعدد ازواج

تمام عیسائی قائل ہین کہ عہد قدیم مین کثرت ازواجی اُس زمانہ کی تہذیب
کے اندازہ سے حلال و مشروع تھا۔ بنی اسرائیل نے اس رسم کو اپنے
پیشینیون کی تقلید مین جاری رکھا۔ اُنکے انبیا و صلحا نے اسکے جواز کو تسلیم
کیا۔ مگر عہد جدید مین جو مسیح موعود کی بعثت سے شروع ہوا۔ اور جسنے نبی
قوم کی ترقی تہذیب کا نیا سنہ جاری کیا وہ رسم جو طلاق کے ساتھ ہمیشہ
توام رہی ہے اُٹھ گئی۔ اُسکے اور اِسکے جواز کی سچی فلسفی کو خداوند مسیح
نے ایک ہی جگہ اسطرح بیان کردیا کہ اب کثرت ازواجی کے حرام
وناشروع ہونے مین کسی عیسائی کو شک کی گنجائش نہین رہ سکتی۔

موسیٰ نے تمہارے سخت دلی کے سبب سے تمہین اپنی جوروؤن کو
طلاق دینے کی اجازت دی ہے پر شروع سے ایسا نہ تھا۔ (متی $\frac{19}{8}$)

یہان سے مرد و عورت کے تعلقات کی بنا ابتدائی منشاء خالق بتلایا گیا
شروع مین ایک مرد تھا ایک عورت۔ انکی مصنوعی جدائی کی جسکو طلاق
تعبیر کرتے ہین کوئی رعایت فطرت نے نہین رکھی۔ انسانی سخت
دلی نے جوروؤن کی تعداد بڑھائی اور عقلا نے اسکی برائیون کو طلاق سے
کم کیا۔ کثرت ازواجی کو اٹھا دو طلاق جو اس کا لازم ملزوم ہے اُٹھ جا
دین عیسائی کی حقیقی منشا کے کثرت ازواجی اسقدر خلاف ہے کہ پرانے
خیالات سے لدے ہوئے علماء یہودی بھی اسکو مسیح کی تعلیم کی مقدمہ
مین جسکا نتیجہ یہ ہوا آپ تسلیم کرتے ہین کہ ممالک عیسائی یعنے یورپ
کے تعدد ازواج کو فی نفسہ ایک فعل قبیح سمجھتے ہین اور اسکو صرف

قانوناً ناجائیز نہین جانتے بلکہ عیاشی وفسق وفجور کا نتیجہ سمجھتے ہین" ص ۲۱۲
اور حق بھی یہی ہے - کیونکہ عیاشی وفسق وفجور سب صریح سخت دلی کے
ثمرے ہین - پس روئے زمین پر بجز عیسایون کے کوئی ملت نہین جو
اس رسم کے خلاف شرعاً وقانوناً تاکید کرے - عیسائی دین ہی نے انسانی
اخلاق کی حقیقی اصلاح کا ذمہ لیکر سوسایٹی کی اس "قبح عظیم" کی بیخ کنی
کی ہے - برخلاف اسکے اسلام نے کثرت ازدواجی کو - جو غیر مہذب یا نیم
مہذب وسخت دل قومون کے درمیان سوسایٹی کی ضروریات سے متصور
ہوسکتی تھی - اور جسکا فایدہ اہل مقدرت اپنی عیاشی کے وسائل کی وسعت
کے موافق بآسانی اوٹھاتے تھے - نہ صرف بے عیب بتلاکر روا ہی رکھا
بلکہ شارع اسلام اور اکثر صحابہ اور ائمہ دین و آدابہ نے اپنے عمل
سے اسکی تصدیق کر دی - مگر پھر بھی انسانیت واصول شائستگی وفلاح
قومی وخاندانی کے اسقدر یہ رسم خلاف ہے کہ تہذیب کی ترقی اسکو
خود مسدود کرتی جاتی ہے - اور وہی لوگ جنکی شرع نے اسکو جائیز
اور حکم بھی نے اسکو مقدس قرار دیا ہے باوجود حصول تمام وسائل کے
اوس سے فایدہ اوٹھانے کو راضی نہین اور فی نفسہ اسکو اپنے آرام و
آسایش کے ایسا خلاف دیکھتے ہین کہ عملی طور سے اس سے بیزار و دست
بردار ہوکر اپنی بیٹیون کو اسکے مصائب سے [illegible] بچنے کی بڑی بڑی [illegible]
کرتے ہین - اور وہ لوگ جنکے ذہن "نئی روشنی" سے منور ہوگئے ہین -
بایں جماعت اسلام کے ایسی معروف رسم کو نہ صرف ایک "قبح عظیم" جاننے
لگے ہین بلکہ [illegible] "زناکاری" کا تعلق لکھ رہے ہین -
[illegible] عیسائیت نے اس بارہ مین کیا اثر [illegible] سے
معلوم ہوسکتا ہے کہ مسلمانان ہند نے [illegible]

کے سایہ عاطفت مین طرح بطرح اس رسم کو انسانی ترقی کی ضد قرار دیا ہے۔ اور وہ اُن اسلامی ممالک کے مسلمانون سے کس درجہ ممتاز ہو گئے ہین۔ جن پر اس تعلیم کا اثر نہین ۔۔۔ پڑنے پایا اور جو سراسر انھین "علماء اسلام" کی رہبری قبول کئے ہوئے ہین جنکو "خیالات کہنہ" کے بار سے سبکدوش ہونے کا موقع بالکل نہین ملا ابھی ہرگز۔ روم۔ عرب۔ ایران۔ افغانستان جو خالص اسلام کو لئے ہوئے ہین۔ اپنے ہندی مسلمانون کی نیک تعلیم کو سننے کے لائق نہین۔ اردو خوان قصہ مبتلا (محصنات) حافظ نذیر احمد صاحب سے درس لے چکے ہین۔ اور کثرت ازواجی کی خرابیون کو دیکھ چکے ہین۔ اور اگر کوئی صاحب خود محمد صاحب کی ازواج کے حالات مین دوسری محصنات قائم کرین تو وہ سب سے زیادہ عبرت بخش ہو۔

مگر ہمارے مخاطب سید امیر علی صاحب بہت درست فرماتے ہین اور جو کچھ فرماتے ہین۔ عین دین عیسوی کی تعلیم کی فلسفی کے مطابق ہے کہ "ابتدائی خلقت انسان مین یعنی تمدن کی ابتدائی زمانہ مین جبکہ اس قوت ماسکہ کی تکمیل نہین ہوئی تھی جو ترقی عقل و تہذیب نفس کے زمانہ مین نظام تمدنی کی اجزا کو یکجا رکھتی ہے اور متفرق نہین ہونے دیتی اس زمانہ کے لئے تعدد ازدواج ایک اصل الاصول تحفظ نفس کا تھا جسکو اس ترقی و تہذیب کے زمانہ مین ایک قبح عظیم تصور کرنا چاہیے" صفحہ ۱۹۰ "اور کہ رسم تعدد ازدواج "آخر زمانہ مین جو عقل و اخلاق مین ترقی ہوئی اسکے سراسر خلاف ہے" صفحہ ۲۱۱ حاشیہ۔ عیسایون نے اپنے قوانین مین اس تعدد ازدواج کو صرف ایک "قبح عظیم" نہین بلکہ صاف صاف زنا ٹھہرایا ہے اور ہمارے سید صاحب کی رائے پر صاد کر دینے مین ذرہ تامل نہین۔ چنانچہ وہ اپنی انگریزی کتاب مین اس مضمون کے آخر فرماتے ہین کہ مین افسوس کرتا ہون کہ مسٹر ان واقعات کی منصفانہ تنقید

جو زمانہ سلف مین کثرت ازدواج کے ممد ہوے پادری جی ڈی ہیٹس صاحب الہ آبادی نے
اپنی کتاب کلیمس آف اسمعیل مین یہ اخذ کیا ہے کہ گویا مین کثرت ازدواج کی حمایت
کرتا ہون مین کثرت ازدواج کو اس زمانہ مین ایک حرامکاری کا تعلق اور منشا اسلام
کے خلاف سمجھتا ہون جس رائے مین ایک جماعت کثیر اہل اسلام کی میرے
شریک ہے صفحہ ۲۷۵ کہ فہمیدہ اذہان نے اسلامی تعلیم کثرت ازدواج اور طلاق پر کیا فتوے
کفر لگا دیا ہے - اور اس فتوے کا کیا کچھ اثر ظہور مین آچکا ہے - مولوی محمد حسین کی اس بانگ
بے ہنگام سے روشن ہے - ہم ان اعتراضات کی کچھ پرواہ کرتے اور نہ انکے جوابات کے درپے ہوتے اگر یہ
اعتراضات ہمارے نوجوان اسلامی اخوان انگریزی خوانون پر ساحرانہ تاثیر نہ کرجاتے اور
انکی تاثیر سے متردد و متوحش ہوکر اصل اسلام مین مذبذب نہو جاتے "مسائل نکاح صفحہ ۱۳۶
مولویو تمہارے جوابات کی پرواہ کون کرتا ہے کہین موج دریا تمہارے روکے رک سکتی ہے
کہین یہ "اسلامی اخوان" تمہارے قابو مین آسکتے ہین - مولف کا یہ قول آب زر سے
لکھنے کے قابل ہے - کہ "ایسا فتوے جب ہی دیا جاوے گا کہ جب علماء اسلام
خیالات کہنہ کے بار سے سبکدوش ہون اور واقعات کو اچھی طرح سمجھ لین اور رسول اللہ
کے احکام کو کما حقہ سمجھ سکین اب ہم نئی روشنی سے آنحضرت کے احکام دیکھے جاتے ہین
لہذا امید ہے کہ تعدد ازدواج کا رسم بالکل موقوف ہو جاویگا صفحہ ۱۳۶ حاشیہ ۲ یا دوسرے
الفاظ مین یون کہین کہ رسول اللہ کے احکام کو "علماء اسلام" کما حقہ نہین سمجھ سکتے جبتک
کہ انگریزی یونیورسٹی مین تعلیم نہ پاوین اور یورپ کی سیر نہ کرین اور انکی آنکھین نئی
روشنی سے منور نہ ہون - یا عام فہم اور مختصر طور پر ہم کہین کہ رسول اللہ کے احکام
کو کما حقہ " سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ مولوی صاحبان نیچری بن جاوین
(اصطلاحی اصطلاح مین) اوسکو ہم یون ظاہر کرین کہ نئی معنے کو پرانی [illegible]
[illegible] جس خطرہ سے ڈر تو یہ ہے کہ اسلام کی بنا پر کثرت ازدواج کو مردود
ٹھہرا جاے - اصطلاح کی غلط بنیاد ڈالی جاے [illegible] ہے کہ ہمارے [illegible]

ساداوت کا اخلاق و تہذیب و تقاضاے نئی روشنی کو تو بخوبی سمجھو مگر اسلام کو نہین سمجھو
بھول چوک کی عیوب ہیت ہی کیا امید کیجاتی ہے کہ ایا ہمارے مسلمان خالص اسلام کے پیرو اپنے
نبی کی سنت موکدہ سے دست بردار ہو جاوین گے - اور کیا وہ یہ روشنی جملہ کہکر کہ "اس
ترقی و تہذیب کے زمانہ مین کثرت ازدواجی کو ایک قبیح عظیم تصور کرنا چاہیے" جو اس
آخری زمانہ مین جو عقل و اخلاق مین ترقی ہوئی اسکے سراسر خلاف ہے" یہ مان لینگے کہ
اُنکے نبی کو اپنے زمانہ مین جب روح الامین انپر وحی لیکر نازل ہوا کرتے تھے
اور جبکو شب معراج خدا سے امنا سامنا ہوا تھا - اسقدر بھی "ترقی و تہذیب
عقل و اخلاق" میسر نہ تھی جتنا آج کسی نئی روشنی والے کو حاصل ہے - کہ انکو کثرت
ازدواجی سے روک سکین - اور آپ یاد رکھین کہ آپکے یہ چکنی چکنی تہذیب کے الفاظ سنت نبی پر
فدا ہونے والون کے دل پر کتنا اثر پیدا کرینگے - جبکہ آپ خود تسلیم کر رہے ہین - کہ
جب بادشاہ وقت اس رسم (تعدد ازدواج) کو عمل مین لاتا تھا اور بادشاہ سیر
ملک مین ظل اللہ سمجھا جاتا تھا تو رعایا بھی اس رسم کو مقدس سمجھتی تھی" (صفحہ ۱۹ افضل
الترہیتہ) قول سے فعل زیادہ ہوتا ہے لھذا جب بادشاہ ہون کے متعدد محلات ہون تو
رعایا انکی تقلید سے کب چوکتی تھی" - شاید آپ بھول گئے کہ نبی اور انکے اُمتی کے
تعلقات بادشاہ اور انکی رعایا سے کئی درجہ بڑھکر ہوتے ہین ع حسنت جمیع خصالہ حضرت کی شان
[illegible] بے فکر رکھا گیا ہے -

فصل دویم سنت نبی

مگر نہین - ابھی ہم ہی بھولے ہوئے ہین آپ کچھ اور فرمایا چاہتے ہین
سب سے بڑی خطا اور سب سے زیادہ لائق الزام قصور مورخین عیسائی نے یہ کیا ہے
کہ یہ فرض کر لیا ہے کہ شارع اسلام نے تعدد ازدواجی کو اختیار کیا یا جائز کر دیا
ہے ...... یہ قول کہ آنحضرت نے اس رسم کو اختیار کیا اور اوسکو مشروع کر دیا
اکثر عوام کالانعام مین بلکہ بعض حضرات نصارے کے ....

* جو وہ کہہ رہے ہین وہ اسلام نہین وہ نئی روشنی ہی نہین -

نزدیک بھی اب تک مسلم و معتبر ہے اس سے کاذب تر کوئی قول نہین ہے"
ہم اس کے جواب مین بجز اسکے اور کچھ نہین کہہ سکتے" اس سے کاذب تر کوئی قول
نہین" کیا ہم سے یہ کہا جاتا ہے کہ شارع اسلام نے اپنی ذات کے لئے
تعدد ازواج کو جایز نہین رکھا۔ پھر آگے چلکر ہمکو حضرت کی متعدد ازواج
کا حال آپ کیا سناتے ہین۔ جب انہون نے اس رسم کو اختیار ہی نہین
کیا پھر انکے لئے اسوجہ سے آپکی معذرت کیا معنے رکھتی ہے؟ حضرت نے ضرور
اس رسم کو اختیار کیا کوئی شخص جسکو اپنی صداقت کا لحاظ ہو انکار نہین کرسکتا۔
چنانچہ روضۃ الاحباب والا کہتا ہے کہ حضرت کی ۱۱ عورتون سے کسی اہل تحقیق
کو انکار نہین ہوا ص۹۹ مگر وہ آپ سے قبل گذرا ہے اور مدارج النبوۃ مین
مرقوم ہے "متفق علیہ یعنی سب متفق ہین اسبات پر بے خلاف کہ رسول خدا
کی گیارہ قبیلے ہین۔ چھ قریش سے (انکے نام) چار عربیہ ہین غیر قریش سے (انکے
نام) اور ایک غیر عربیہ ہے بنی اسرائیل سے" جلد ۲ ص۴۷۰ "یہ گیارہ مستورات
تہین کہ حضرت نے انکی خواستگاری کی ہے۔ اور ان سے زفاف فرمایا ہے
اور ایک جماعت نساء اور ہین بیس یا زیادہ (روضۃ الاحباب والا کہتا ہے
"سی زن دیگر بودند" ص۹۹) کہ بعض کے تئین حضرت نے تزویج فرمایا
زفاف نہین کیا اور پیش از دخول مفارقت کی ہے اور بعض کے تئین خطبہ
کیا ہے اور خواستگاری کی ہے لیکن تزویج نہین کیا اور بعض کے تئین التی تزوج
کیا تخییر کیوقت جبوقت آیت نازل ہوئی حبالہ نکاح سے اس جناب کے باہر گئین
[illegible] اور حضرت کی چار لونڈیان تہین انکے نام بھی بتلائے ہین جنکا شمار ان گیارہ عورات کے سوا ہے ص۴۸۲ اور
[illegible] کہتا ہے کہ رسول اللہ کا نکاح ۱۵ بیبیون سے ہوا تھا۔ اور [illegible]
سے صحبت کی [illegible] باقی [illegible] سے نہین کی" ص۳۶۸ اور حیات القلوب [illegible]
جلد ۲ ص۵۶۶ مین حضرت کی ازواج کا شمار [illegible] ابن بابویہ [illegible]

معتبر از حضرت صادق روایت کردہ است کہ حضرت رسول پانزدہ زن تزویج کردو بہ سیزدہ نفر از ایشان مقاربت نمود" اور دوسری روایت سے کل شمار اُن بیویون کا جنسے حضرت نے تزویج کی اکیس[۲۱] بیان کرتا ہے ص۲۶۵ جنمین وہ بھی داخل ہین جنکی ساتھ صحبت کرنا محمد صاحب کا لوگون مین مشہور نہین ہے "موافق این روایت آنجناب بست ویک زن تزویج کردہ" مگر سید امیر علی کس بے باکی سے فرماتے ہین - اور حاشا اس بے باکی کی مد "نئی روشنی" جوابدہ نہین ہے - کہ یہ قول کہ آنحضرت نے اس رسم کو اختیار کیا اور اسکو مشروع کردیا - اکثر عوام کالانعام ہین بلکہ بعض اہل خبرت نصارے کے نزدیک مسلم و معتبر ہے - اس امر کا دب ترکوئی قول نہین ہے"

فصل سوم قران تعدد ازواج

دفعہ اول ایک نئی تاویل قرانی حکم کثرت مناکحت کی سید صاحب سناتے ہین اور وہ تاویل "نئی روشنی" کا حصہ ہے علماء اسلام اسکی داد نہین دے سکتے ہین - سورہ نسا مین ہے "نکاح کرو جو تمکو خوش آوین عورتین دو دو تین تین چار چار پھر اگر ڈرو کہ برابر نہ رکھوگے تو ایک ہی یا جو اپنے ہاتھ کا مال ہے" اور پھر ع مین ہے "تم ہرگز نہ رکھ سکوگے عورتون کو برابر اگرچہ اسکا شوق کرو - سو نرے پھر بھی نہ جاؤ کہ ڈال رکھو ایک کو جیسے ادھڑ مین لٹکتی"

سید صاحب فرماتے ہین کہ شارع اسلام نے ازواج کی ایک خاص حد مقرر کردی اور ازواج کے مواجب و حقوق انکے شوہرون پر معیّن کردئے

اور شوہر پر فرض عین کر دیا کہ سب ازواج سے من جمیع الوجوہ برابر برتاؤ
رکھے.... تعدد ازدواج مین ایک قید ایسی لگا دی ہے جس سے یہ فعل
صرف محدود ہی نہین ہو گیا ہے۔ بلکہ جس آیت سے اون مفہوم ہوتا ہے۔
اس آیت کے معنے یہ ہوتے ہین کہ کوئی شخص ایک سے زیادہ زوجہ نکرے
اگر وہ چارون ازواج کے ساتھ برابر اور منصفانہ برتاؤ نکر سکے جیسا مولوی
سید احمد خان صاحب نے فرمایا ہے کہ تعدد ازدواج مین بہت سی شدید قیود لگا دی
گئے ہیں۔ اور بہت سی سخت قواعد مقرر کر دئے گئے ہین جیسا چارون ازواج
کے مواجب و حقوق مین مساوات کلی رکھنا اور چارون سے برابر الفت
اور محبت رکھنا وغیرہ وغیرہ...... پس بہرکیف حکم تعدد ازدواج کو از قبیل
نواہی سمجھنا چاہیے۔ نہ از قبیل اوامر" صفحہ ۲۰۴ و ۲۰۵ اب یہ ظاہر ہے کہ قرآن
چار عورتون کو بشرط عدل جائز بتاتا ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ "تم ہرگز
عدل نکر سکوگے عورتون مین اگرچہ اسکا شوق کرو" پس یا تو یہان بقول
سید صاحب بمفاد اذا فات الشرط فات المشروط "تعدد ازدواج حرام ہوا
اور تعدد ازدواج کو از قبیل نواہی سمجھنا چاہیے کیونکہ عدل ناممکن ہے"
جیسا قرآن کہتا ہے اور سید صاحب خود تسلیم کرتے ہین کہ "ایسا عدل کرنا
انسان کے امکان سے باہر ہے" حاشیہ صفحہ ۲۱۹ تو ماننا پڑا کہ یا تو
ہمارے سید صاحب بھی یکا امام حسن اور [illegible] یا ہزارون تک جن نے
کبھی تعدد ازدواج کو اپنے لئے جائز رکھا موافق شریعت اسلام حرام کاری
اور نواہی کا مرتکب ہوا۔ یا یہ قول کہ "تم ہرگز عدل نکر سکوگے عورتون
مین" باطل ہے۔ اور اگر یہ دونون قول درست ہین تو معلوم ہوا کہ عدل
سے مراد کچھ اور ہے جسکا کرنا دشوار نہین اور تعدد ازدواج [illegible]
سب ازواج سے من جمیع الوجوہ برابر برتاؤ رکھا [illegible] صاحب حقوق

مین مساوات کلی رکھنا اور چارون سے برابر الفت ومحبت رکھنا وغیرہ وغیرہ" ہرگز فرض نہیں۔ اور ہم یہ بھی دکھلا دین گے کہ ان شرطون کو نہ تو خود محمد صاحب نے کبھی پورا کیا اور نہ اپنے اوپر انکا پورا کرنا واجب جانا اور نہ کسی ایماندار مسلمان نے ایسا سمجھا اور یہ کیونکر ممکن تھا کہ جو فعل خود محمد صاحب کی ذات کے لئے ناممکن تھا کسی مومن امتی کے لئے ممکن ہو سکتا۔

قران نے حکم دیا تھا کہ بشرط عدل چار بیوئین رکھ سکتے ہو مگر فوراً کہہ دیا کہ "تم ہرگز عدل نکر سکوگے عورتون مین اگرچہ تم اسکا شوق کرو" چاہے کتنا ہی چاہو عدل کرنا ناممکن ہے وہ یہ صاف صاف کہدیا گیا کہ عدل کا لحاظ رکھنا انسانی قدرت سے باہر ہے" ۳۴۹ء انگریزی اور محمد صاحب کو ذاتی تجربہ ہے وہ زیادہ عورتین رکھ کے دیکھ چکے پس اب عدل کو کوئی شرط مقرر نہین کرتے بلکہ بجائے عدل کے جو ناممکن تھا ایک منفی حکم ہلکا سا دیتے ہین جو کسی کے لئے محال کیا مشکل بھی نہین اور وہ شرط صرف یہ ہے "سو مرے سے پھر بھی نہ جاؤ کہ ڈال رکھو ایک کو ادھر مین لٹکتی" صرف یہی ایک شرط ہے جب ایک سے زیادہ عورتین کرو تو انہین سے کسی ایک کو بالکل رانڈ کی طرح ڈال نہ رکھو نہ یہ ضرور ہے کہ "من جمیع الوجوہ برابر برتاؤ کرے" یعنے ازواج کے مواجب اور حقوق مین مساوات رکھے" اور نہ "چارون سے الفت اور محبت رکھے۔ اور محض اس ایک طرح سے اگلے اور پچھلے مسلمانون کی کثرت ازواجی شریعت اسلام کے مطابق ہو سکتی ہے ورنہ سب حرام کرتے رہے جسکا حاصل یہ ہوا کہ جناب بجائے کثرت ازواجی کے شرط عدل کو "از قبیل نواہی سمجھے نہ از قبیل اوامر"

چنانچہ محمد حسین بٹالوی نے بھی اسلامی مذاق کے موافق "اسولٹ کے دونون آنرایبل ریفارمرون" کی رائے شرط عدل کا بڑے زور شور سے ابطال کیا ہے اور اسکو گویا بہت جورون کے شوہر پر ظلم سمجھا ہے۔ دیکھو اشاعۃ السنہ رسالہ ۵ ص ۱۵۱-۱۵۷

دفعہ دوم شرط عدل و سنت نبوی

محمد حسین صاحب فرماتے ہین کہ عدل کو (جو فی الحقیقت ظلم ہے) قائم رکھنے کے لیئے شریعت اسلام نے چار سے زیادہ جورون کی اجازت نہین دی یعنی ہر ایک پر یہ ظن تو عموماً ہو سکتا ہے۔ کہ کثرت ازواج کی حالت مین وہ عورتون کی حق تلفی کرے گا۔ اور ان مین عدل نکر سکیگا اور آنحضرت صلعم چونکہ اُن ظنون اور برے گمانون سے پاک اور بری تھے اور اپنا حال وہ یقیناً جانتے تھے۔ اور بے اعتدالی کے خوف سے مطمئن تھے۔ لہذا آپ کے لیئے وہ تحدید (جو صرف مظنہ پر مبنی تھی) ضروری نہ تھی" اس لیئے آپ کو چار سے زاید جورون کی رخصت خدا نے دی پھر فرماتے ہین "مگر یہ جواب اُن ہی لوگون کے لیئے طمانیت بخش ہے جو آنحضرت صلعم کو نبی برحق مانتے اور ان ظنون سے بری جانتے ہین۔ آنحضرت صلعم کے مخالف اور دین اسلام سے منکر اس جواب کو تسلیم نہ کرین گے" ص ۱۶۷ و ۱۷۰

مین دکھلائے دیتا ہون کہ اس فرضی عدل والے قانون کو حضرت نے کیسے برتا اور آپ کسقدر جہ اور کس حد تک مین "بے اعتدالی کے خوف سے مطمئن تھے" کہ مخالف و موالف دونون کو کہنا ہی پڑتا ہے۔ سورۃ احزاب رکوع ۶ مین ہے [illegible]

اُن مین اور جگہہ دے اپنے پاس جسکو چاہے اور جسکو بھی چاہے تیرا اُن مین
سے جو کنارے کر دی تہین تو کچہہ گناہ نہین تجہپر" اسکی صحیح تفسیر مین
حسینی لکہتا ہے "در وسیط اورده که وجوب قسم بدین آیت از حضرت
صلعم ساقط شده" تو حضرت کے اوپر کسی قسم کا عدل و انصاف اس
آیت سے واجب نہ رہا۔ عام طور سے سمجہا جاتا ہے کہ مسلمانون پر واجب
ہے کہ درمیان عورات کے کسی قسم کی مساوات (گو وہ مساوات وہ
ہرگز نہین جسکے سید احمد یا سید امیر علی مدعی ہین) کی رعایات رکہین مگر
محمد صاحب آزاد کر دیے گئے چاہے کسی عورت سے ملین چاہے نہ
ملین چاہے چھوڑ رکہین چاہے چہوڑی ہوئی کو پہر بغل مین بلا لین۔
اور چاہین تو ڈال رکہین۔ کسی ایک کو ادہر مین لٹکتی" جیسا سودہ
کے بیان مین ہم دکہلا دین گے۔ چنانچہ حضرت کی عورات نا انصافی
وظلم سے نالان ہوئی تہین۔ "در روایت دیگر زینب گفت تو عدل نمی
کنی میان ما با آنکہ پیغمبر خدائی" حیات القلوب ص ٥٤٣ مگر حضرت پر
انصاف ہی فرض نہین شاید اسوقت ہمارے سید صاحب کو وہ سچا
سخن یاد نہ ہوگا کہ "فعل کا اثر ہمیشہ قول سے زیادہ ہوتا ہے۔ لہذا
جب بادشاہون سے منع دمحلات ہوئی تب رعایا انکی تقلید
سے کب چوکتی تہی۔"۔ سو اب تو محمد صاحب کا قول بہی موجود ہے
اور فعل بہی موجود ہے" اور فعل کا اثر ہمیشہ قول سے زیادہ ہوتا ہے
پہر کون ہے جو مسلمانون کو انکے نبی کی سنت موکدہ کے اثر سے
محروم کر سکتا ہے۔ کیا کسی نئی روشنی والے کا قول ؟

دفعہ سوم۔ عدم تعدد نہایتی نہ حقیقی۔

سید صاحب کا قول کہ "شارع اسلام نے ازدواج کی ایک تعداد حقیقی

کر دی" غلط ہے۔ اتنا تو سچ ہے کہ کوئی مسلمان ایک ساتھ چار سے زیادہ **منکوحہ** عورتین نہین رکھ سکتا مگر آگے اسی آیت مین ہے" جو اپنے ہاتھ کا مال ہے" اور سورہ احزاب ع۶ مین ہے۔ ہمکو معلوم ہے۔ جو ٹھہرا دیا ہمنے اُن پر اُنکی عورتون مین اور اُنکے ہاتھ کے مال مین" اور سورہ مومنون ع۱" اور جو اپنی شہوت کی جگہ تھامتے ہین مگر اپنی عورتون پر یا اپنے ہاتھ کے مال پر سو انپر نہین الاھنا" یہ ہاتھ کا مال" جنپر شہوت رانی مباح ہے لونڈیان ہین انکی کوئی حد نہین اگر کسی مسلمان کے ہاتھ ہزار لونڈیان لگ جاوین تو وہ انکو اپنی مدخولہ بنا کر اور اپنی چار جوروُن پر اضافہ کرکے شریعت اسلام سے باہر نہین جاتا۔ پس لونڈیون کی کوئی تعداد نہین۔ مگر لونڈ نہین جو منکوحہ ہون اور بے نکاح تصرف مین آوین عورتین ضرور ہین۔ پس یہ کہنا عین حق ہے۔ کہ اسلام کے روسے مرد کو اختیار ہے چاہے جسقدر عورتین اپنے حظ نفس کے لیئے جمع کرے۔ اُن مین عدل وغیرہ کسی قسم کی قید نہین اور حضرت کے پاس بھی باوجود ایک درجن سے زیادہ منکوحہ عورتون کے چار لونڈیان بھی تھین جن مین سے ماریہ قبطیہ اور ریحانہ بہت مشہور ہین۔

دفعہ چہارم لونڈی حلال ہے۔ مگر ہمارے مخاطب نے غضب ڈھایا ہے۔ وہ انکار کرنے پر آگئے ہین۔ اور سر حقیقت اور واقع کا جو آن اُنکے پاس انکار محض ہے۔ ہم ابھی قرآن کی آیات پیش کر چکے کہ لونڈیان مسلمانون کو حلال ہین اور اُنکی کوئی تعداد محدود نہین۔ سید صاحب فرماتے ہین مع یہ بھی کہنا ہے کہ آنحضرت نے اپنی اُمت کو علاوہ چار نکاح کے اجازت دی ہے۔ کہ جتنی لونڈیان چاہو کرو۔ . . . . . . یہ قول ہیچ احکام

شرع سے کسقدر خلاف ہے۔ اس بات مین حکم شرع یہ ہی جو شخص
تم مین سے اتنا مقدور نہ رکھتا ہو کہ ایک آزاد مسلمہ سے عقد کر سکے
تو اسکو چاہیئے کہ اُن لونڈیون سے نکاح کرے جنکو جہاد مین گرفتار
کیا ہو اسکی اجازت اس شخص کو دی جاتی ہے۔ جو ارتکاب معصیت
کا اندیشہ رکھتا ہو لیکن اگر تم پرہیز کرو تو تمہارے حق مین بہتر ہوگا"
صفحہ ۲۱۸ ہمارے دوست نہ سمجھے کہ یہان اسکی اجازت ہے کہ اگر کسی شخص
کے پاس لونڈی ہو اور آزاد عورت نکاح مین لانے کا مقدور بھی ہو
اور جورو چاہتا ہو تو اور کسی شخص کی لونڈی سے آسان شرائط پر نکاح
کرلے سورہ نساء ع دیکھئے یہان بے مقدور شخص کا ذکر ہے۔ اور ہم آپسے
اُس شخص کے بارہ مین بحث کرتے ہین جسکو علاوہ چار جورؤن کی لونڈیان
رکھنے کا مقدور ہے۔ افسوس آپ اتنا بھی نہ سمجھے کہ کیا دار الاسلام کی
لاکھون لونڈیان صرف بے مقدور لوگون کے نکاح کے واسطے ہو سکتی
ہین افسوس آپ مومنین کی حق تلفی کرتے ہین پہلے تو اُنکے چار
جوروئین رکھنے کے حق سے منکر ہوئے جاتے تھے۔ اب اُنکی لونڈیین
بھی خلاف شرع دین محمدی اُنسے جدا کرنے کا قصد کرتے ہین اور سنت
نبوی کا مطلق خیال نہین کرتے۔ آپکو کوئی منصب نہین کہ آپ زبان
درازی سے "علماء اسلام" کو جو قران اور سنت پر اس امر مین چل رہے
ہین "خیالات کہنہ کے بارے" الزام دین اور اُلٹا کہین کہ وہ رسول اللہ
کے احکام کو کما حقہ نہین سمجھ سکتے" یہ الزام آپ پر عاید ہوتا ہے مگر
تعجب ہے کہ آپ قران کی نص کا خیال نہ کرکے بلا تامل فرماتے ہین
کہ "ہمارے فقہا نے لونڈیان رکھنے کو جائز قرار دیا ہے۔ حالانکہ یہ
فعل آنحضرت کے اصل منشا کے خلاف ہے" صفحہ ۲۱۸ افسوس اہل

نشا کی کیسی خرابی کی ہے اگر اصل نشا یہی تھا تو محمد صاحب نے اپنے اوپر لونڈیان کیسے حلال کرین اور امام نسائی جنکی کتاب صحاح ستہ مین داخل ہے چار جوروؤن کے ساتھ بہتری لونڈیان صحبت مین کیون رکھتا تھا؟ ای حضرت "علماء اسلام" جن خیالات کہنہ کے بارے لڑے ہوئے ہین وہ بار آنکو مثل حدیث متصل و صحیح کے حضرت سے پہونچا ہے۔ حضرت محمد صاحب اس "نئی روشنی" کے اسلام سے واقف نہ تھے۔

دفعہ پنجم متعۃ النسا — ہم دکھلا چکے کہ اسلام مین نہ صرف چار جوروئین نکاحی حلال کی گئی ہین۔ بلکہ لاتعداد لونڈئین بھی جنکی حد صرف عیاشی و زر کی قدرتی انتہا ہے مباح ٹھری ہین۔ نہین بلکہ اُن سے بھی بڑھکر عام رنڈی بازی جسکو شرعی اصطلاح مین متعہ کہتے ہین حلال و مشروع ہے جسکے تمام شیعی قائل ہین۔ سنیون نے اس مسئلہ سے بغایت ضعف دو سو اسی شہادت کی بنا پر انکار کیا ہے۔ اور وجہ اُس انکار کی بجنسہ وہی ہے جس سے فی زمانہ نئی روشنی والے مہذب مسلمان اسلام مین زبردستی کثرت ازدواجی کو حرام ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہین۔ فصل دہم مین ہم اس ناپاک مسئلہ کا شریعت اسلام کے ساتھ تعلق ثابت کرین گے۔

فصل چہارم تنزیہ المطاعن

اب مصنف صاحب حضرت پر سے اس طعن کے دفع کرنے کی کوشش کرتے ہین کہ "آنحضرت نے متعدد ازواج کرکے اپنی نفس سے دور عایت کی جسکے مستحق آپ شرع شریف کے بموجب نہ تھے

صلہ۳۱۶ حق تو یون ہے کہ عورتون کے بارہ مین حضرت نے نہ حکم خدا کا لحاظ کیا نہ قانون قدرت کا نہ قران کا نہ اسلام کا نہ رسم ورواج شرفاء عرب کا سہرا صول حیا وشرم واخلاق وتہذیب کا خون کیا ہے۔ مصنف صاحب نے اُن مطاعن کے تذکرہ مین کوتاہی کی ہے ہم پہلے اُنکی تفصیل بیان کرتے ہین تاکہ بعد مین دیکہین اُن مین سے کن کن کا جواب ہمکو ملتا ہے۔

طعن اول۔ جو خدا و قران یعنی شریعت اسلام نے ازواج کی مقرر کی حضرت نے اُس سے بدرجہ انتہا تجاوز فرمایا۔ کوئی مسلمان ایک ساتھ چار سے زیادہ نکاح نہین کرسکتا حضرت نے چہار چند چہار پر بھی اکتفا نہ کی۔

طعن دوم۔ کوئی مسلمان شریعت اسلام کے مطابق بے مہر نکاح نہین کرسکتا حضرت نے بے مہر نکاح کیا یعنی اپنے تئین نکاح کی حقیقی ذمہ واری سے سبکدوش کردیا۔ اوسکو ہبہ نفس کہتے ہین جو مسلمانون کے لئے حرام ہے اس ہبہ نفس کا حکم حضرت کی ذات سے مخصوص ہے چنانچہ قران مین وارد ہوا ”اور جو کوئی عورت مسلمان اگر بخشے اپنی جان نبی کو اگر نبی چاہے کہ اسکو نکاح مین لے نری تجھے کو سوائے سب مسلمانون کے تا نہ رہے تجھپر تنگی“ احزاب ع مولوی ڈسکوی بڑی سرد مہری سے کہتے ہین کہ ”مہر کی اگر عورت دعویدار نہو تو صحت نکاح کے لئے وہ کب مانع ہے“ صلہ۳۶ اور نہین سمجہتے کہ مہر کا دعویٰ نہ کرنا اور بات ہے۔ اور بے مہر عورت کو جورو بنانا اور۔ چنانچہ قران مین صریح آیا ہے۔ ان تبتغوا باموالکم عورتون کو طلب کروا اپنے مال کے بدلے نساء ع پس جو مسلمان بلا مہر عورت کو جورو بناوے وہ زانی

ہے اسی لئے تو بغیر مہر جورو بنانے کے بارہ مین محمد صاحب نے
اپنے حق مین فرما لیا کہ "یہ صرف تیرے لئے خاص حکم ہے اور مومنون
کے سوا" ص ٣٦ پس کہو یہ خصوصیت کیسی تھی۔ یہان مہر شروع ہی سے
کد ہے کے سر پر سینگ ہو رہا ہے۔ پس عورت دعویدار کیسے ہو اور اگر
عورت شرعًا اپنا مہر شروع سے چھوڑ سکتی تو پھر اور مومنین اس استحقاق
محروم کیسے رہ گئے۔ نہین حضرت آنحضرت اپنی نفس کی رعایت چاہتے
ہین عورتون کی حقوق اپنی نسبت کو تباہ کر رہے ہین۔ یہان تنگی اور فراخی
کی باتین ہین "تا نہ رہے تجھپر تنگی"۔ حضرت کی ان ایسی باتون نے حامیان
اسلام کو کیسے ضیق مین ڈالا ہے۔

طعن سوم۔ مسلمانون کو بہرحال اپنی متعدد عورتون کے ساتھ کسی
نہ کسی قسم کی مساوات و رعایت فرض ہے مگر محمد صاحب ہر طرح کی رعایت
سے سبکدوش ہین۔ بالکل اُنکی مرضی پر منحصر ہے۔ جیسا چاہین اپنی عورتون
سے سلوک کرین چنانچہ نص قران ہم پیش کر چکے ہین

طعن چہارم ہر مسلمان مطلقہ عورت کو اختیار ہے کہ دوسرے شوہر
سے ملے۔ یعنی شوہر اگر بد سلوکی کرے اور وہ اُس سے راضی نہ ہو تو وہ
شوہر سے طلاق حاصل کرے۔ حضرت نے اپنی عورات سے یہ استحقاق
چھین لیا باوجود اسکے کہ اپنے اوپر معمولی مساوات بھی شرعًا فرض نہ رکھی
ادھر تو فرمایا وازواجہ امہاتہم احزاب ع جورو مین اُسکی مسلمانون کی مائین
ہین اور ماکی حرمت ہمیشہ واجب ہے۔ اور اُدھر یہ لکھا۔ یا تمکو نہین پہونچتا
کہ تکلیف دو اللہ کے رسول کو اور نہ یہ کہ نکاح کرو اُسکی عورتون کو اُسکے
پیچھے البتہ یہ بات تمہاری اللہ کے یہان بڑا گناہ ہے" احزاب ع
پس وہ جھوٹی اور ظالمانہ غیرت جسکو خدا کی شریعت سوا نہین رکھ سکتی

محمد صاحب نے اپنے لئے روا رکھی - اور مسلمانون کو بھی یہ امر بہت شاق گذرتا تھا کہ وہ دیکھتے تھے کہ ہماری آنکھون کے سامنے محمد صاحب ہماری عورتین لے لیتے ہین - اور اپنی عورتون کو ہماری مان بناکر ہم پر حرام کر دیتے ہین - چنانچہ حیات القلوب صفحہ ۶۰۵ مین ہے کہ یہ سنکر بھی صاحب کی جورؤئین مسلمانون کی مائین ہین " طلحہ بغضب امد و گفت محمد زنان خود را بر ما حرام میگرداند و خود زنان مارا تنزو یج می نماید اگر خدا محمد را بمیراند ہر آئینہ ما بکنیم با زنان او انچہ او با زنان ما میکرد " اور طلحہ وغیرہ کی بابت اس قسم کی روایت کا حوالہ اس آیت کی شان نزول مین اکثر تفاسیر مین آیا ہے - دیکھو حسینی احزاب ع اور نیز روضۃ الاحباب صفحہ ۱۴۲ پس یون اپنے اوپر وہ روا رکھا جسکا مستحق کوئی شریعت محمدی کا تابع شرعاً نہین ہوسکتا اور اپنی عورتون پر وہ ظلم کیا جس ظلم کی متحمل کوئی عورت مسلمان شرعاً نہین ہوسکتی - ہم نے یہ چار مطاعن چار جورؤن کی رعایت سے گنائے ہین جنکے جواب مین سید امیر علی صاحب "واقعات تاریخی کو بلا تعصب ونفسانیت" دکھلا کر یہ ثابت کرنیکا وعدہ کرتے ہین کہ ہمارے مطاعن "صاف باطنی اور ایمانداری اور عیسائی نیک نہادی سے بالکل معرا ہین" صفحہ ۲۰۶ آیا ہمارے مطاعن یا سید صاحب کے جوابات اس صفت سے زیادہ متصف ہونے کے سزاوار ہین - ناظرین تم ہی انصاف کر دینا -

فصل پنجم امہات مومنین

اوّل حالات بی بی **خدیجہ** جب آنحضرت کا سن شریف

۲۵ برس کا تھا یعنی عین عنفوان شباب مین جبکہ قوائے عقلی وقوائے
بدنی بالکل صحیح تھے اُسوقت آپ نے حضرت خدیجہ سے عقد کیا جو آپ
سے سن مین بہت بڑی تہین ۲۵ برس تک آپ نے خدیجہ کے
ساتھ کمال وفاداری اور راحت سے بسر فرمائی" صفحہ ۲ سید صاحب نے
ان واقعات کو کچھ رقت کے ساتھ بیان کیا ہے گویا حضرت محمد صاحب
نے اپنی عمر سے بڑی عورت کے ساتھ شادی کر کے کوئی حقیقی
خود انکاری کی تھی کیونکہ بڑی بے باکی سے اپنی انگریزی کتاب مین
ایک فقرہ یہ بھی اضافہ فرماتے ہین کہ آنحضرت نے افلاس اور تنگدستی
کی حالت مین ایک بڈھی عورت کی پرورش کے بار کا ذمہ اٹھایا۔
جسمین دراصل وہ ایک خود انکاری برت رہے تھے۔ جو کچھ ہلکی قسم کی
نہ تھی" صفحہ ۱۳۳ مین بی بی خدیجہ کے کچھ صحیح حالات سناتا ہون:۔
دفعہ اوّل تمول وحسن وجمال خدیجہ۔ آپ خود تسلیم کرتے ہین
کہ "خدیجہ ایک متموّل بی بی قریش کے قوم سے تہین" صفحہ ۱۲۱ "حضرت
خدیجہ خویلد بن اسد بن عبد العزی بن قصے بن کلاب کی بیٹی ہے
یہ سوداگر بھی عزت والی اور بڑی مالدار قوم قریش مین تھی" ابو الفدا صفحہ ۲
یہ اسکا نسب ہے۔
قصے محمد صاحب کے دادا عبد المطلب کا پردادا تھا نسب کی طرف سے عورت
اشراف قریش سے تھی" خدیجہ در ہر ناحیہ غلامان وحیوانات بے پایان
داشت تا آنکہ بعضے گفتہ اند کہ زیادہ از ہشتاد ہزار شتر داشت کہ متفرق
بودند در ہر ناحیہ وہر مکان ملازمان ووکلائے او بتجارت مشغول بودند
مانند مصر وشام وحبش وغیر آن" حیات القلوب صفحہ ۸۶ اب ہم آپکو ایک
متعصب حامی اسلام کی سنائین "سیرت ابن ہشام مین لکھا ہے۔ کہ

خدیجہ ایک عورت تاجرہ اور شریف اور مال والی تھین اوسوقت مین قدیم
نسب کی رُو سے تو اوسط مرتبہ کی تھین اور باعتبار شرافت کے بہت بڑی
تھین اور باعتبار مال کے سب قریش سے زیادہ تھین۔۔۔ لہذا اسوقت
کے لحاظ سے آنحضرت اتنے بڑے امیرون مین ہوگئے تھے کہ قریش
مین دوسرا آپکا مقابل نہ تھا" تلبیسات مولوی محمد علی کانپوری ص۲۲۶
اب اُنکے حسن وجمال کی سنئے" اندر مکہ ہیچکس بمال وجمال مثل خدیجہ نبود"
طبری جلد چہارم ص۳۲۵ اور اس مال وجمال کے ساتھ عقل وفضل کا بھی
اضافہ تھا۔ اور اس زمانہ مین تو یہ امر النادر کالمعدوم کا حکم رکھتا تھا" تھی
حضرت خدیجہ عورت فاضلہ عاقلہ حازمہ" منہاج جلد ۲ و ۴۴۸ اور اس سب پر
ایک بات اور تھی کہ یہ باایمان تھی اسکا بھائی ورقہ بن نوفل قریش سے
نکلکر قبل زمانہ اسلام عیسائی ہوگیا تھا۔ اور کتب مقدسہ کا پڑھنے والا
تھا۔ خدیجہ اس سے رجوع کیا کرتی تھین (بخاری پارہ اوّل بدو وحی)
اور اپنے بھائی کے دین کی معتقد بھی تھین۔ پس یہ تو ظاہر ہے کہ یہ عورت
نسب مین شریف مال مین بے عدیل اور حسن وجمال مین آپ اپنی
نظیر تھی۔ اور ان سب پر عقل وفضل سے ممتاز اور ایمان سے مزین
جس عورت مین انہین کی کوئی ایک صفت بھی ہو (چہ جاکہ وہ تمام
صفات سے متصف ہو) امید واران شوہری کیون اُسکے گرد دیدہ وا
وار جمع نہ ہون چنانچہ بخاری ومسلم مین ابوہریرہ سے روایت ہے
کہ حضرت نے فرمایا کہ نکاح کیا جاتا ہے عورت کا چار سبب سے اسکے
مال کے سبب سے اور اُسکے حسب ونسب کے سبب سے اور اُسکے جمال کے سبب سے
اور اسکے دین کے سبب سے" مشارق الانوار حدیث نمبر ۳۸ ۲۶
دیکھو خدیجہ مین یہ کل صفات ہین۔ حضرت بڑے خوش نصیب تھے

دنیا مین جورو اگر چراغ لیکر ڈھونڈتے تو خدیجہ سے بڑھکر انھیں کون ملتی مالدار ایسی کہ حضرت کو اوسکے غلامون مین شمار ہونا باعث فخر حسب ونسب مین حضرت کی ہمسر۔ جمال ایسا کہ دیار امصار مین شہرہ۔ دین ایسا کہ حضرت سے کبھی وجہ رنج وملال نہوئی۔ مگر ہان ایک نقص بتایا جاتا ہے۔ کہ "وہ سن مین بہت بڑی تہین" ہم دیکھتے ہین آیا صنادید۔ قریش اور رئیسان عرب کی آنکھو نمین بھی یہ کوئی نقص نظر آتا تھا۔ جبکہ اسعورت مین ایسی بڑی بڑی خوبیان موجود تھین جس سے زیادہ کی تمنا حدیثون مین بھی نہین کی گئی ہے۔ "خدیجہ زنے بود با عقل وجمال ودارای بزرگان مکہ ہمہ در آرزوی وی بودند واو قبول نمیکرد" طبری ص۲۳ "عقبہ بن ابی معیط وصلت بن ابی شہاب اورا خواستگاری کردند وہر یک چہار صد غلام وکنیز داشتند وابوجہل وسفیان نیز اورا خواستگاری کردند وخدیجہ ہمہ را جواب کرد" انتہیٰ حیات القلوب ص۱۹۸ "حضرت خدیجہ عورت دانشمند عاقلہ عازمہ تھی جاہلیت مین اُسے طاہرہ* کہتے تھے۔ حسب اور نسب عالی اور مال وافر رکھتی تھی صنادید قریش اہالہ وعتیق کے بعد چاہتے تھے کہ اُسے تزویج کرین اور اُس نے قبول نکیا تھا" منہاج النبوت جلد ۲ ص۲۲۳ جس عورت کے خواستگار رئیسان مکہ وصنادید قریش ہون اور جو اتنی صفات حسب ونسب مال وجمال عقل وفہم سے متصف ہو تو سِن مین بڑا ہونا جسکا مطلق خیال رئیسان واشراف قریش بھی نہ کرتے تھے اگر محمد صاحب نے گوارا بھی اسنے نہ کیا تو کیا ہوا اگر کوئی خدیجہ کا ہمیشہ بھی اسکا خیال کرکے اس عورت سے محروم رہتا تو ہم کیا تمام عرب معہ

---

* اسزمانہ مین بھی وہ حضرت سے سبقت لیگئی تم کہتے ہو کہ محمد صاحب کو لوگ جاہلیت مین بھی امین کہتے تھے ہم اسکو اس سے بڑھکر طاہرہ کہتے ہین ۔

ابوطالب کے اسکو دیوانہ اور پاگل کہتے ۔ مگر ڈاکٹر لیٹنر ایک یورپی حامی
اسلام بی بی خدیجہ کیطرف اشارہ کرکے فرماتے ہین کہ عرب کی چہل سالہ
عورت یورپ کی پنجاہ سالہ عورت کے برابر خیال کیجاتی ہے" ترجمہ مکمل
مترجمہ محمد کرامت علی صـ ۱۳ یہ کوئی کلیہ نہین ٹہرایا اور جوانی برسون کا شمار
نہین رنج وغم تنگی معاش مین شباب ہین بڑہاپے کو بلالیتے ہین ۔ اور عیش
آرام فارغ البالی بڈہون کو جوان بنائے رکھتی ہین خدیجہ نے زندگی بڑے
چین سے کاٹی تھی اور بڑی بے فکری سے بسر کی تھی ۔ سب طرح کی نعمتین
اسکو میسر تہین عمر کے برسون نے اسکے جسمانی قوا پر کوئی اثر نہ پیدا کیا تھا بلکہ
وہ بمصداق انگریزی مثل ۔ Fair fat & forty (حسین موٹی
چالیس سال) تھی ۔ اسکے حسن وجمال مین کوئی تغیر نہ آیا تھا ۔ اب بھی
لوگ اسکو دیکھکر گرویدہ ہوتے تھے ۔ صنادید قریش ورئیسان مکہ اسکے
خواستگار رہتے تھے ۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ گو سنہ پیدائش کے حساب
سے اسکا سن چالیس برس کا ہو ۔ مگر ابھی وہ بالکل جوان نظر آتی تھی
اپنی عمر سے کم اور محمد صاحب کے لئے اچھا جوڑ تھا ۔ چنانچہ اس عورت
کی عمر کا اندازہ اور اسکے قوائے جسمانی کی کیفیت اس ایک بات سے عیان
ہے کہ محمد صاحب سے اس عورت کے چار بیٹے پیدا ہوئے اور چار بیٹیاں ن
مسائل نکاح محمد حسین صـ ۱۹۱ اور نیز اس بات سے بھی یہ امر روشن ہے جسکو
محمد حسین صاحب بسند بخاری بیان کرتے ہین کہ " آپ کی قوت کا
یہ عالم تھا کہ اس پیرانہ سالی مین ایک ہی ساعت مین رات یا دن کے
سبہی ازواج سے ہمبستر ہوتے آپ کے صحبتی جو آپ کی عادت سے
واقف تھے یہ کہا کرتے تھے کہ آپ مین تیس مرد کی قوت ہے ۔ بعض
کا بیان ہے کہ چالیس کی ہے" صـ ۱۹۲ پس جو عورت اپنے پیرانہ سالی

مین ایسی جوان کی متحمل ہوسکے اور اوس سے آٹھ بچے بھی جن چکی اسکو بڑھی لکھنا اور اوسپر ترس کھاتا آپ لوگون کا کیسا بیمحل ہے۔
مولوی محمد فیروز الدین اپنی "تاریخ محمدی" حصہ اول صفحہ ۵۵ و ۵۱ مین کل حالات خدیجہ اور محمد صاحب پر نظر کرکے فرماتے ہین کہ "خدیجہ بنت خویلد ملکہ عرب جو اسوقت بڑی شریف اور نجیب اور باعتبار عزت و مال سب قریش سے بڑھ کر تہین۔ اہنون نے حضرت سے نکاح کی خواستگاری کی اور بہت چند قوم قریش کے بڑے بڑے معزز اور نامی سردار اُنکے حسن جمال اور شرافت کے سبب سے اُنکے نکاح کے خواہان تھے۔ مگر اُنھون نے اس اُسی یتیم و بیکس کو سب پر ترجیح دی . . . عمر حضرت خدیجہ کی ۴۰ برس کی تھی۔ مگر وہ بہت صاحب جمال تھین" پھر یہ کیا بیہودہ گوئیان اور ژاژ خائیان ہین جو ہم سنتے ہین کہ محمد صاحب نے ایک بڑھی عورت کی پرورش کا بار اٹھایا عورت پر رحم کیا بڑا احسان کیا جو نکاح کر لیا۔

دفعہ دویم افلاس وتنگدستی محمد صاحب۔

یہ کچھہ حالات تو ہم نے بی بی خدیجہ کے سنائے اب اُس کے مقابل مین محمد صاحب کی کیفیت یہ ہے کہ بجز اپنے نسب کے جو کسی طرح خدیجہ کے نسب سے افضل نہ تھا۔ آپ کے پاس کچھہ نہین مگر تقدیر کے دھنی ہین خدیجہ سی عورت اُنکو مل گئی۔ اور بیڑا پار ہو گیا۔ چنانچہ حیات القلوب والا لکھتا ہے "روزے حضرت رسول بنزد ابو طالب رفت واورا غمگین یافت فرمود کہ اے عم سبب اندوہ شما چیست ابو طالب گفت اے فرزند برادر سببش آنست کہ مالے ندارم و زمانہ بسیار بر من تنگ شدہ است و پیر و تنگدست شدہ ام و فاتم نزدیک شدہ است و آرزو دارم کہ ترا زنے بودہ باشد کہ من بآن شاد گردم و ضروریات آن میسر نیست"

تنگدستی و فقر و فاقہ سے حضرت اور انکے چچا دونون تنگ آئے ہوئے تھے ابوطالب کو آرزو تھی کہ اپنے بھتیجے کی شادی اپنے جیتے جی کرکر زندگی مین بہو کو دیکھے مگر سرمایہ شادی کا موجود نہ تھا کوئی عورت نہ ملتی تھی۔ حتی کہ ایک لڑکی ام ہانی جو ابوطالب کی تھی۔ اور جسکی خواستگار حضرت نے اس نوعمری مین کی وہ بھی حضرت کو نہین ملی ابوطالب نے اور شخص سے اسکا نکاح کردیا باوجودیکہ حضرت نے بڑے الحاح سے اسکو طلب کیا اور مابعد اپنی ناامیدی اور یاس بطور شکایت کے ابوطالب پر ظاہر کی (اس کا ذکر آگے آوے گا) پس نورالدین صاحب کا یہ فرمانا کہ اگر حضرت چاہتے تو "جوانی مین کئی بیاہ کرلیتے" فصل الخطاب ص۲۹ کتنا لغو ہے۔ ایسا ہی محمد حسین صاحب فرماتے ہین "آپ اپنی قوم مین صاحب حسب و نسب تھے اور مکارم اخلاق مین مشہور دمتاز ۔۔۔ اگر آپ نفسانی اغراض رکھتے اور ان اغراض سے عیش چاہتے تو عالم شباب مین رسم و رواج قوم کے مطابق بہت سی عورتین نکاح مین لاسکتے تھے سو بھی جوان و باکرہ جو نفسانی اغراض کا اصلی محل ہین اگر مخالفین یہ اعتراض کرین کہ جوانی کے وقت آپ تنگدست تھے اس لئے اسوقت اور نکاح نہین کرسکتے تو اسکا جواب یہ ہے ایک دو جوان عورتون کے نکاح پر کونسا مال کثیر صرف ہوتا تھا جس کے آپ متحمل نہ تھے اور اگر آپ ایسے ہی ہوتے تو یتیم و بیوہ عورتون کی پرورش کرنے سے انکے مربی و کفیل کیونکر کہلاتے" ص۱۷۲ و ۱۷۳ اشاعۃ السنہ۔ جناب بندہ اسکا جواب یہ ہے کہ اسوقت نسب و حسب کو شہد لگا کر چاٹنے والا کوئی نہ تھا خود آنحضرت کے چچا اسکے قدردان نہ ہوئے اور شادی کے معاملہ مین وہ غیرون کو آپ پر ترجیح دیتے تھے اور حضرت اس تنگدستی

سے اسدرجہ جاری ستھے کہ ایک گھڑے کی مچھلی یعنی چچا کی بیٹی بھی آپ
کے ہاتھ سے پھسل گئی اور آپ روتے رہ گئے۔ یہ زمانہ وہ تھا کہ حضرت
کو اپنا پیٹ پالنا دشوار تھا۔ ایک دو جوان عورتون کا ذکر کیا۔ اور یتیم اور
رانڈون کی پرورش کرنا یہ اس زمانہ کے خواب نہین ہین۔ اُسکا وقت
وہ تھا جب کہ ایک رانڈ کا مال حضرت کے ہاتھ لگا پس حق یہی ہے۔
کہ اگر حضرت چاہتے تو ایک بیاہ بھی نکر سکتے اور چاہا۔ اور نہ کر سکے افلاس
ایسا تھا زینت عشق ٹین ٹین اسی کو کہتے ہین۔ چنانچہ جس زمانہ مین
خدیجہ سے شادی ہوئی اس زمانہ مین بھی آپکی یہی کیفیت تھی "نفیسہ گوید
نزد آنحضرت رفتم وگفتم یا محمد چہ چیز مانع میشود ترا انکہ خدائی در جواب
فرمود آنہست (یعنی ساز وسامان) ندارم" اور جب اُس نے خدیجہ کا نام
لیا حضرت کی باچھین کھل گئین فرمایا "چون کنم تا او را او را آید درین امر
گفتم بعہدہ من کہ او را درین مہم راغب گردانم" روضۃ الاحباب صفحہ ۱۰۱
پس ایسی بے سرمائیگی اور تنگدستی مین یہ لوگ خدیجہ ہی کے دست نگر تھے
چاہتے تھے کہ اُسکے خادمون اور چاکرون مین ملکر کچھ نفع دنیا کا حاصل
کرین چنانچہ ملّا باقر مجلسی آگے لکھتے ہین "ابو طالب فرمود اے فرزند
برادر خدیجہ دختر خویلد مال بسیار دارد و اکثر اہل مکہ از مال او منتفع شدہ اند آیا
راضی ہستی کہ از برائے تو مالے بگیرم کہ بہ تجارت بروی شاید خدا نفع کرامت
فرماید کہ مطالب و آرزو ہائے مس بآن میسر گردد حضرت فرمود کہ بسیار
خوب است" حشیہ یون حضرت نے اس مالدار عورت کی ملازمت مین
کچھ وجہ کفاف حاصل کیا اور رفتہ رفتہ بقول شخصے ع شاہان چہ عجب گر بنوازند
گدارا۔ خدیجہ نے محمد صاحب کی خدمات کیقدر کی اچھا کارندہ پایا ہون
ہارحوان "صورت مین تشکیل اور اطوار مین رسیدہ" (تاریخ محمدی

فیروز الدین حصہ اول صفحہ) جی کو بہا گیا پس ع درراہ عشق فرق غنی وفقیر
نیست طرفتہ العین مین بکری چرانے والے کمبل اڑھنے والے فاقہ مست
خادم کو آتے بڑے امیرون مین کر دیا کہ قریش مین دوسرا جسکا مقابل
نہ تہا" چنانچہ بعد مین حضرت اکثر عائیشہ سے کہا کرتے تہے "وہا خدیجہ نے
مجھے اپنا مال اس ہنگام مین کہ محروم گردانا مجھے لوگون نے" منہاج صفحہ ۴۹
عباس و ابو طالب تو خدیجہ کے ساتھ محمد صاحب سے نکاح کی تجویز سنکر
بے اندازہ خوش ہوئے اور تقریب شادی کے بعد یہ ملار گانے ہوئے
اپنے قبیلے مین آئے سہ

ہم کسی زلف پریشان کی طرح اے تقدیر
خوب بگڑے تہے مگر خوب سنوارا ہمکو

مگر خدیجہ کا باپ خویلد اسمین ضرور تامل کرتا تہا کیونکہ نفع صرف محمد صاحب
کیطرف تہا حیات القلوب صفحہ ۹۹ پس خدیجہ کا محمد صاحب کے ساتھ شادی
کر لینا کچہہ اسی قسم کا تہا۔ جیسا رضیہ بیگم کا اپنے ایک غلام کی طرف
توجہ کرنا۔ مولوی محمد حسین صاحب و دیگر اسلامی مناظرین سے اس
خاص امر کو زیادہ سمجہہ سکتے ہین مگر افسوس ہمارا مخاطب صفحہ تاریخ کو
بدلتا ہے اور نہایت بے باکی سے کہتا ہے کہ " انحضرت نے اس بڑی
عورت کی پرورش کی بار کا ذمہ اٹہایا جس سے دراصل وہ ایک خودانکاری
برت رہے تہے جو کچہہ ہلکے قسم کی نہ تہی*۔ خودانکاری برتنے والی خدیجہ
تہی جس نے ایک مفلس قلاش کی پرورش و پرداخت کا ذمہ اٹہایا

× بخاری مین ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے بیان کیا تہا کہ مین نے ہی
مکہ والوں کی بکریان چند قیراط کی مزدوری پر چرائین تہین" ستارق الانوار حدیث نمبر ۹۰۸
جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خدیجہ کا نکاح سے پہلے افلاس کے کس درجہ تک اتر چکے تہے

تھا۔ آپ کیا اندھیر کرتے ہین کیا ابھی آپ خود نہین فرماتے تھے کہ اُس عقد سے انحضرت کی وقعت اپنے اہل وطن مین زیادہ ہوگئی" ص۱۳۱ اور صرف اسکی بدولت جب" آپنے افکار دنیا سے نجات پائی تو مراقبہ اور یاد الہی مین مصروف ہوگئے" ص۱۳۲ ورنہ آپ ع پراگندہ روزی پراگندہ دل رہتے۔ مگر محمد صاحب کے حامیون نے تو قسم کھائی ہے کہ وہ سچ نہ بولین گے اور جھوٹھ بولنے مین ایک پر ایک سبقت لے جاوین گے سید امیر علی صاحب تو وہ ہانک رہے ہین۔ مگر ڈاکٹر لیٹنر صاحب جنکو اپنی قران دانی اور علوم اسلامیہ پر حاوی ہونے کا ناز ہے اور جنکے ہر دعوے پر اہل اسلام صاد کرنے کو تیار رہین اندھیر مچاتے ہین "خدیجہ سے عقد آپ نے اس خیال سے کیا کہ وہ بی بی آپکی محسنہ تھین اور آپکی نبوت پر ایمان لاچکی تھین" (مجموعہ مترجم ص۱۳ ڈاکٹر صاحب کی معلومات کی داد مولوی صاحبان دین ہم آپ کو بتاتے مین محمد صاحب نے خدیجہ سے نکاح پہلے کیا تھا اور نکاح کے پندرہ برس بعد ان میان نے اپنی نبوت کا دعوٰی کیا اور پہر وہ بی بی آپکی نبوت پر ایمان لائی" پس ایمان خدیجہ باعث نکاح نہوا بلکہ نکاح باعث ایمان ہوا۔ مگر ہم کو تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت خدیجہ پر ایمان لاے تھے اور عالمگیر اول کے قول کی عملی تردید فرمائی جانان

جان دادہ ام ایمان نداده۔

دفعہ سوم۔ کیون خدیجہ کے عہد مین حضرت نے دوسری جورو نہین کی۔ پہر آپ فرماتے ہین" آپکے مخالفین اسکا انکار نہین کرسکتے بلکہ طوعاً وکرہاً اسکو تسلیم کرتے ہین کہ اس تمام عرصہ دراز مین آپ کے اطوار و عادات مین ایک بھی اخلاقی عیب نہین دکھائی دیا جبتک حضرت خدیجہ زندہ رہین آپنے دوسرا عقد نہین کیا حالانکہ اگر

آپ ایسا کرتے تو اُنکی قوم کے نزدیک ایسا کرنا جایز و مباح تھا "عجب
رنگی ہوئی بات ہے۔ غالباً یہ تو ہمارے مصنف نہین مانتے ہون گے
کہ کسی شوہر کا اپنی ایک بی بی کے ساتھ ۲۵ برس تک خوش گذران کرنا
متعذر ہے کیونکہ اسوقت بھی آپ فرماتے ہین کہ "ممالک مغربی و شمالی
ہین تعدد ازواج مسلمانون ہین النادر کالمعدوم کا حکم رکھتا ہے" صفحہ ۳۲
اور غالباً ان ایک جورو والے شوہرون کے اخلاق پر آپ داغ بھی
لگانا نہین چاہتے۔ جب یہ لوگ ایک ہی عورت کے ساتھ تمام عمر
کاٹ ڈالتے ہین۔ اگر محمد صاحب نے ایسا کیا اور نیک اخلاقی کے ساتھ
خدیجہ کے ساتھ بسر کی تو کوئی ستم کا کام تو نہین کیا۔ خصوصاً جبکہ ہم
دیکھتے ہین کہ خدیجہ انکی محسنہ تھی محمد صاحب اُسکے مکان ہین مثل ایک
ادنے چاکر کے بار یاب ہوتے تھے۔ اُسکی دولت سے اُنکی اور اُنکے بزرگوں
کی فاقہ کشی مٹی تھی "بی بی خدیجہ ہی کے مال سے آنحضرت غنی ہوگئے
تھے اور ایسے بڑے امیرون ہین ہوگئے تھے۔ کہ قریش ہین دوسرا
آپکا مقابل نہ تھا" البیسات صفحہ ۲۲۶ "اور پھر اُسکی بدولت" اُنہنے افکار دنیا
سے نجات پائی اور مراقبہ اور یاد الہی ہین ہمہ تن مصروف ہوتے" اگر
کوئی خراب سا خراب آدمی بھی جسکو خواری و ذلت کیحالت ہین کسی
دولتمند عورت نے اپنا شوہر بنا کر خاک سے اُٹھا تخت پر بیٹھا دیا
ہو اپنی سرپرست محسنہ کے ساتھ یہ بدسلوکی کرتا کہ اُسکے مال سے موٹا ہوکر
اُسپر ایک سوت لاتا اور اوسکی آنکھوں کے سامنے اُس سے علاقہ پیدا کرتا
تو دنیا اسکو کیا محسن کُش و دغا باز و ابلیس نہ کہتی؟ ہمارے خیالات محمد
صاحب کی بابت ایسے برے تو نہین کہ ہم ایسا خیال کرسکین کہ وہ ایسی
محسن کُشی کرنے کی جراءت علانیہ کرتے یا خدیجہ پر سوت بٹھانے ہین کامیاب

ہوجاتے۔ اگر وہ ایسا کرنے کی کوشش بھی کرتے تو بھی سخت ناکام رہتے
سید صاحب آپ ہندوستان کی رسم کو خود بیان کرتے ہین کہ "جس عورت
سے نکاح کرنا منظور ہوتا ہے اُس کے اعزا یہ تدبیر نہایت موثر کرتے ہین
کہ دولہا سے پہلے ہی یہ عہد لے لیتے ہین کہ کسی اور عورت سے کبھی
عقد نکریگا اور در صورت عہد شکنی کے وہ ایسا مبلغ خطیر دینے کا اقرار
کرتا ہے جو اُسکے مقدور سے باہر ہوتا ہے۔ پس اسوجہ سے وہ دوسری
بی بی نہین کرسکتا" صـ۲۲۱ اور یہ شریعت و قانون اسلام مین رائج
ہے عورت کو حق ہے کہ قبل نکاح کے اس قسم کا شرطیہ عہد لے کے
کہ وہ اُسکی حین حیات کبھی دوسری زوجہ نکریگا۔ پس کیا گمان کیا جاتا ہے
کہ ایک مفلس قلاش کے ساتھ ایک قریشی شاہزادی نکاح کرتے وقت
اپنی حرمت و رشک کا اسقدر بھی پاس نکرتی کہ شوہر سے کوئی عہد زبانی یا اور
قسم کا اس امر کا لیتی کہ وہ کبھی اسپر سوت نہ بٹھلائے خصوصًا خدیجہ سی
زنے باعقل و بال و رائے" کیا وہ ایسی معمولی دوراندیشی بھی نکرسکتی تھی
جبکہ خویلد و ورقہ سے پیران طریقت اُسکے اعزا مین سے تھے جو ممالک مغربی و
شمالی کی معمولی عورات اور اُنکے اعزا کیا کرتے ہین۔ اور اگر ایسا کوئی عہد
نہ بھی ہوتا تو مجال کسکو تھی کہ خدیجہ کا مقابلہ کرتا۔ اُسکے ایک سخن نے محمد
صاحب کی قومی اور مالی حیثیت کے عدم کو وجود دکھلایا تھا اسکا ایک سخن
الکوتہ و بالا کردیتا۔ اگر وہ سوت کے نام پر صرف یہ ساعتی جو کسی وقت
حضرت سعدی نے عورت کے منہ سے سنا تھا تو آن نیستی کہ پدرم بعد
دینار رہزار زقید فرنگ رہا کرد" اور بقول جناب سید" اس خطرہ کو کچھ عورتین
ہی خوب جانتی ہین" صفحہ ۳۰ کس کی مجال تھی کہ ایک دم تو اپنی حیثیت
بھول جاتا اور دوسری عورت کا خیال خدیجہ کے حین حیات کرسکتا پر

ع عصمت بی بی ست از بے چادری ۔

ہان ہم یہ بھی بتائے دیتے ہین کہ ورقہ عیسائی تھا۔ اور خدیجہ کی بہن تہی عرب کی جہالت اور اُسکی رسمین اُنکے مکان مین جگہ کم پاتی تہین ضرور خدیجہ و ورقہ دونون عیسائی قواعد ایک زوجہ کے ماننے والے تھے وہ عرب کے بت پرستون کی تقلید کرنے والے نہ تھے۔ اور نہ اسلام کی شریعت ابھی صفحہ روزگار پر آئی تھی۔ ابھی حضرت محمد صاحب ورقہ اور خدیجہ کے مکتب مین طالب علم تھے۔ شادی ایسی حالت مین ہوئی اور ضرور خدیجہ کے حین حیات محمد صاحب کے خیالات بھی اسی قسم کے تھے جو آپکے ہین خدیجہ کا اثر اُنکے شہوانی خیالات کی کل مین آنے کا پوری طرح مانع تھا۔ خدیجہ کوئی معمولی عورت نہ تھی حضرت ابتدا سے اُسکے چاکر اور اب اُسکے احسانات کے حلقہ بگوش تھے۔

ع زاہد نداشت تاب وصال پری رخان
کنجے گرفت و ترس خدا را بہانہ ساخت

دفعہ چہارم۔ حضرت بالطبع عیاش مزاج تھے۔

ذرہ صبر کرو اور یہ اثر موت کا اٹھانے دو اور ہم دکھلاوینگے کہ حضرت کیسے کھیل کھیلتے ہین۔ ابھی خدیجہ کو مرے ہوے دو ماہ نہین گذرین گے کہ حضرت عورت کے اوپر عورت لونڈی پر لونڈی کرکے ہم نفس کا سلسلہ جاری کرکے گل مین کنہیا بنجاوینگے۔ اور ہمکو حضرت عایشہ کا یہ سخن یاد آوے گا جو کبھی انہون نے ہنسی مین بطور طعنہ کے محمد صاحب کو سنایا تہا کہ اگر آج مین مرجاتی تو مجھکو دفن کفن کرکے گھر مین آکر اُسی بھول جاتے اور کسی بیوی سے دل لگا بیٹھتے پر کبھی یاد نہ رہتا" الخ المنارات ۲۳ پس آپکا یہ فرمانا بالکل بے محل ہے۔

کہ" آپکے مخالفین اسکا انکار نہین کر سکتے کہ اس تمام عرصہ دراز مین
آپکے اطوار و عادات مین ایک بھی اخلاقی عیب نہین دکھلائی دیتا" اول
تو یہ زمانہ اسلام کے قبل کا ہے اسوقت کا کوئی شخص ہمکو حضرت کی
صحیح تواریخ سنانے والا موجود نہین کہ حضرت کیا کچھہ کرتے رہے ۔
سب عدم مین پوشیدہ ہے چنانچہ محمد فیروز الدین کی تاریخ محمدی حصہ
اول صفحہ ۵۵ مین مرقوم ہے کہ نکاح خدیجہ کے وقت سے دعوے نبوت
تک" اس نبی کے پندرہ برس کے حالات بالکل معلوم نہین ہوئی ال
پر جہان سے صحیح حالات معلوم ہونے لگے ہین سو ان آپ دیکھین اور
شرما دین کہ کیا وہ شخص جو مین دعوے نبوت کے عروج مین حفصہ
سی" آتش مزاج" صفحہ ۲ عورت کی آنکھہ بچاکر مین اُسکے مکان مین اُسکے
بستر پر اور اسکی باری مین ماریہ لونڈی سے ایک دم مین صحبت کرنے
لگتا اور جو اپنے فرزند متبنیٰ کی جورو کو برہنہ دیکھتے ہی عنان صبر و
قرار ہاتھہ سے دے بیٹھا اور پردہ ننگ و ناموس ایکدم مین چاک
کر ڈالتا تہا کیا وہ شخص ایسے وقت مین جبکہ اُسکے حالات کے نگران تو
نہ تھے ۔ خدیجہ سی نیک مزاج عورت کو دہوکے دیکر عورتون یا لونڈیون
سے شہوت رانی کرنے سے باز رہ سکتا تھا ؟ مگر ہم کچھہ نہین کہتے
آپکی خاطر قبول کئے لیتے ہین کہ حضرت نے خدیجہ کے عہد مین اُن
اسباب کی وجہ سے جنکا ذکر ہم نے اوپر کیا یا خالص محبت و وفاداری
نبی کی وجہ سے جو محمد صاحب پر بلحاظ اسکے کہ خدیجہ اُنکی محسنہ
سرپرست و مربیہ تہی فرض تھی نہ دیکھے کیسے مصائب و آلام مین
صرف ایک خدیجہ نے آپ کا ساتھہ دیا تھا" صفحہ ۳۳ محمد صاحب
نے خدیجہ کے عہد مین کوئی اور تعلق پیدا نہین کیا ۔ تو اس سے کیا نتیجہ نکلتا

کہ محمد صاحب شریف آدمی تھے۔ دھوکا فریب محسن کُشی اور بے وفائی
خدیجہ کی جہت سے نہیں نہیں کرتے تھے اور یہ تو وہی کام ہین جو آپ
بھی نہین کرتے اور ممالک مغربی وشمالی کے وہ ہزارون مسلمان بھی
جو سُنّو ہین پکا لوٹے ایک ہی زوجہ پر حصر کرتے ہین" صفحہ ۲۲ اپنی شرافت
وتہذیب کے خلاف سمجھتے ہین۔ ہم نے یہ مان لیا کہ محمد صاحب طوعاً وکرہاً ایک
شریف آدمی تھے۔ جبتک خدیجہ کے ہاتھ مین رہے پر اگر کوئی نہ مانے
تو آپ اسکی شکایت بھی نہ کرین۔ کیونکہ قرینہ اور تاریخی واقعات حضرت
کی پاکدامنی کے ہر زمانہ مین خلاف ہین۔ ہمکو معلوم ہے کہ اُس
نوعمری کی حالت مین بھی جب وہ ابھی خدیجہ سے نکاح کرنے نہین
چلے تھے آپنے عشق بازی شروع کردی تھی اور اپنے گھرہی مین طرح
آزمائیان کرنے لگے تھے۔ گو اُس ابتدائی زمانے کے حالات ہم تک
نہین پہونچے اور خدیجہ نے انکی اُٹھتی ہوئی اُمنگین اپنے زور آور ہاتھ
سے توڑ دین یا اوسطرف پھیر دین یا کچھ زمانے کے لئے معطل کر دی
نہین اور مابعد۔ یا اس سے قبل کیا کیا گذرتا رہا لوگونکے کان تک نہین
پہونچا یا پہونچا ہی ہو تو اس طوفان بدتمیزی مین اوسکا خیال لوگون
نے نہین کیا۔ نہ ہم تک پہونچا پس اوس ابتدائی زمانہ کا ایک حال
اور وہ بھی اس وجہ سے کہ اسکا ظہور حضرت کے عروج کے وقت پھر ہوا تھا
مورخون نے ہم تک پہونچا دیا ہے جس سے حضرت کی طبیعت کا رخ معلوم
ہوتا ہے کہ اس فاقہ مستی مین بھی حضرت کو دور کی سوجھتی تھی اور کہ
وہ کون بند ہاتھ تھا جو خدیجہ کی موت کے بعد اس زور شور سے
پھوٹا تھا۔ ابی طالب حضرت کے چچا کی ایک بیٹی تھی۔ اُم ہانی جسکو
فاختہ کہتے تھے "عہد جاہلیت مین حضرت نے خواستگاری کی اُسکی

اور ہبیرہ بن وہب مخزومی نے پس تزویج کیا ابو طالب نے اُسکے تئیں
ہبیرہ سے پس فرمایا حضرت نے ابی طالب سے اے چچا میری نو
نے بیٹی اپنی ہبیرہ کو دی اور مجھے نہ دی" فتح مکہ میں یہ عورت مسلمان
ہوگئی - اور شوہر سے جدائی واقع ہوئی" پس خطبہ کیا رسول خدا نے
اس کو پس کہا اُمہانی نے واللہ کہ میں دوست رکھتی تھی - تمکو جاہلیت
میں پس کیوں دوست نہ رکھوں تمکو اسلام میں" جس سے معلوم ہوا کہ
گو ابو طالب نے مصلحتاً اُس عورت اور محمد صاحب میں جدائی ڈالی تھی - مگر
دونوں جوانی کے زمانہ میں عشق کا تجربہ کر چکے تھے عورت نے اسکا
اظہار اسوقت بھی کیا مگر محمد صاحب نے اُسی وقت اپنے چچا سے اپنی پر درد
شکایت میں ظاہر کر دیا تھا - ع لطف بچپن کے کھو رہا ہے شباب ساتھ
کھیلے ہوئے بچھڑتے ہیں - اس عورت نے اسوقت ابا کیا نکاح منظور نکیا
شاید اسوجہ سے کہ اُنکو حضرت سات سکھی کے پی بنے ہوئے تھے - جوانی
کے عشق کا اس جھگڑے میں نباہ کیسے ہوتا - مگر اس نے یہ بہانا کیا -
ع ایک ادا یہ بھی تھی الفت آزمانے کے لیے + میں ایک عورت ہوں
کہ یتیم لڑکے کئی رکھتی ہوں ڈرتے ہوں کہ اگر میں رعایت حال میں
انکے مشغول ہوؤں حق خدمت آپ کا بجا نہ لا سکوں شرم رکھتی ہوں
کہ اگر آپ میرے بستر پر آویں اور کسی طفل کو دیکھیں لیٹا ہوا اور دوسرا دودھ
پیتا ہو" منہاج النبوۃ جلد ۱۸۰ و ۱۸۱ حضرت نے اسکا عذر قبول کیا یہ نہیں کہا
کہ کچھ مضائقہ نہیں انکو تمہاری خبرگیری اور تمہارے بچوں کی بہبود اور
زیادہ واجب ہے - تمہارے بچے ہمارے بچے ہیں ہم یتیموں کی پرورش کریں
گے - انہیں بھی کیا خبر تھی کہ چودہویں صدی میں کوئی سید صاحب
انکی حرم سرا کو بیوہ خانہ یا یتیم خانہ ثابت کریں گے - غرض کہ سنکر جب

الزام دیا ہو کہ انہون نے اپنی بیوی خدیجہ کی وفات کے بعد سودہ سے
نکاح کیا۔ اعتراضات اور اور باتون پر ہین۔ مگر یہان اعتراض آپکے سخن
پر ہے آپ گویا ہے یہ کہنا چاہتے ہین۔ کہ حضرت نے سودہ سے اُن
اغراض کے لئے نکاح نہین کیا۔ جنکے لئے مرد طبعًا عورت کا خواستگار ہوتا
ہے۔ بلکہ نکاح اس لئے کیا کہ سودہ بیوہ اسے وارث ہوگئی تھی کہین
اسکا ٹہکانا نہ تہا۔ (حالانکہ یہ بالکل غلط ہے کیونکہ اسکے قرابتداری بنی عبدشمس
مین تھی اور اسکا بہائی عبد بن زمعہ موجود تہا۔ مسایل نکاح صفحہ ۱) حضرت
نے اُسکے شوہر کی روح پر احسان کرنے کو اُس سے نکاح کیا کہ اُسکو
کوئی جائے امن دنیا مین ملجاوے۔ گویا کسی رانڈ بیوہ کو جائے امن دینے
کے لئے اُسکو جورو بنا لینا بہی ضروریات سے ہے یہ دستگیری ہم نے
کبہی نہین سنی۔

آپ یہ لکہتے ہوئے کیون شرماتے ہین۔ کہ اصلی غرض محمد صاحب کی نکاح
کرنا تھا۔ اور نکاح کی اغراض سے مستفید ہونا۔ یہ ہرگز کوئی عیب کا کام
نہ تہا۔ اگر کوئی اس لئے اُنکو الزام دے تو برا کرتا ہے۔ گو ایک امر ضرور
کھٹکتا ہے کہ ابہی خدیجہ کو جنکے۔ بقول جناب محمد صاحب "عاشق زار
تہے" ص۱۳ اور جنکے ساتھ ۲۵ برس گذارے تھے۔ جس نے انکو افکار دنیا
سے نجات دی تھی۔ اور کیسے کیسے مصائب و آلام مین صرف اسی نے آپکا
ساتھ دیا تہا" ابہی اس محسنہ کو مرے ہوئے سہ ماہی بہی نہ بیتی تھی۔ ہان
ابہی اسکا کفن بہی میلا نہوا تہا۔ کہ حضرت جامہ زیب تن کرکے دولہا
بننے کو چلے۔ گویا خدیجہ کی موت پر اپنے افلاس مین ادہار کھائے بیٹھے تھے
اب خدیجہ کو مرے ۲ ماہ گذر چکے تھے۔ کہ حضرت کو زوجہ کی اشد ضرورت
تھی۔ کہڑے کہاٹ عورت کا لینا تو آسان نہ تھا۔ خصوصًا اسحال مین

ہورہے ہے۔ شاید یہ حال اُنکو پہلے سے معلوم نہ تھا جانا کہ عشق مین فرق آئیگا اور غرض فوت ہو گی بقول شاعر معشوق بچہ کش سے یارو خدا بچائے کیا انتشار ہوتا ہے کابل کو دیکھکر کے ۔ یہان سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کس قسم کی عورات کے طلبگار رہا کرتے تھے۔ اور اس کی تشریح آگے بھی آوے گی۔

ہم حضرت کے ابتدائی اُس عشق سے حضرت پر حرف نہین لاتے ہین۔ بلکہ صرف یہ کہنا چاہتے ہین کہ حضرت شروع سے رسیا رہے ہین اسکا پورا پورا اندازہ مابعد ہوا۔ اور ڈاکٹر الٹیبر تو اپنی نادانی ظاہر کرتے ہین جب آپ فرماتے ہین "آپ نے ۲۵ برس کی عمر تک کسی عورت کو آنکھ اٹھاکر نہ دیکھا" لکچر مترجم صـ۱۲ـ آپکو معلوم نہین کہ یہ امہانی کون تھی۔ جسپر حضرت اپنا دیدہ و دل نثار کرچکے تھے۔

دوسرے حالات بی بی سعیدہ یعنی سودہ - حضرت خدیجہ کے انتقال کے چند مہینے بعد جب آپ طایف سے بکس و ناچار اور مظلوم و سمدید پھرے تو آپنے سعیدہ سے عقد کیا جو ایک شخص سقران نامی کی رانڈ بیوہ تھی جس نے اسلام قبول کرلیا تھا۔ اور مشرکین کے ظلم و ستم سے ملک حبش مین چلا گیا تھا سقران غریب الوطن ہوا تھا۔ اور اُسکی زوجہ بے والی وارث ہوگئی تھی گو اُسکے دو تین عزیز زندہ تھے پس ہر ایک اصول فیاضی و مروت کا مقتضا یہی تھا کہ آپ اس نیک بخت سے عقد کرلین کوئی اخلاقی قاعدہ یا قانون اس عقد سے مانع نہ تھا اور اس بیچاری بیوہ کا کوئی گھربار نہین تھا جہان وہ بیٹھی جاتی اور خود آنحضرت کا یہ حال تھا کہ نان شبینہ کے محتاج تھے۔ اس عالم مین آپنے سعیدہ سے عقد کیا تھا [illegible] نہیں کہ کبھی کسی عیسائی یا غیر عیسائی مورخ نے حضرت کو اس بارہ مین

کہ آپ "نان شبینہ کو محتاج تھے" اس عجلت مین عورت کے
کہانسے ۲ قریش مین نوشتہ و عہد و پیمان ہوچکا تہا کہ کوئی اپنی بیٹی مسلمانون
کو نہ دے - ابوالفدا صفحہ ۲۵۳ مسلمان کم گنے گئے تھے اور عورتین ابھی دو ہی
تہین جو اپنے اپنے شوہرون کے ساتھ مسلمان ہوگئین تہین اور عورتون
کی قلت بہی ایسی کہ ہجرت ۷ شہ مین ۳۰ مردون کے درمیان ۱۸ عورتین
تہین ابوالفدا صفحہ ۲۶۲ انمین کوئی فالتو عورت نہین پس محمد صاحب کے لئے
ایسی ہی عورت کا ملجانا ممکن تھا - جو کسی مسلمان کی بیوہ ہو اور حضرت
کی چیلی بہی " نقل است کہ خولہ بنت حکیم نزد آنحضرت آمد بعد از وفات خدیجہ
وگفت چرا زن نمی خواہی فرمود کہ از کہ کنم خولہ گفت اگر میخواہی بکر
واگر ثیب میخواہی ہست بکر عائشہ دختر دوست تو و ثیب سودہ
کہ ایمان بتو آوردہ حضرت فرمود کہ ہر دو را بجہت من خواستگاری نما
روضۃ الاحباب صفحہ ۱۵۰ پس اس بے صبری و عجلت کی حالت مین
ایسی عورت سودہ ہی ہوسکتی تھی فوراً اس سے نکاح کرلیا بقول
تجھی اور نہین مجھے ٹہور نہین - حضرت ۵۱ برس کے رنڈوے تھے اور
یہ رانڈ آپسے سِن مین چھوٹی اچھا خاصہ جوڑا تہا مولوی صاحبان ناحق
کو غم کرتے ہین -
مگر کوئی کلام نہین حضرت نے اُس سے اپنی ضرورت نفسی مین نکاح
کیا تھا کچھ سودا کو پناہ دینے کا آپ کو سودا نہوا تھا - یہ عورت حضرت
کے ساتھ سنہ ہجری اپنی پورے گیارہ برس تک رہی اب حضرت
کے پاس ایک حرم - اچھا جورو ل لونڈیون کی کمی نہ تھی - بلکہ ضرورت
سے زیادہ افراط - اور حضرت کو عورتین اور خوشبو از حد مرغوب تھیں
چنانچہ سودا کو جب کبر سن ۵۰ سے اوپر پایا یعنی بڈھی ہوئی سال سنہ

مین ہجرت سے اُسے طلاق دی" کوئی قصور اس عورت کا نہین تہا
صرف کبرسن کو پہونچی تہی خط نفس بمقابلہ ساکنان حرم کے اُس سے حاصل
نہ تہا۔ مگر اگر وقت نکاح یہ لاوارث تہی اور کہین اسکا ٹہکانا نہ تہا۔ اب
کہ پانچ برس بعد اسپر اور تاکید ہونا چاہیئے۔ مگر نہین حضرت کو اس بے
ٹہکانا یا بے ٹہکانا ہونے سے غرض نہ تہی وہ تو اپنا شغل ڈہونڈہتے
تہے۔ سو وہ بڈہی سمجہی جاتی ہے اس لئے طلاق دیا جاتا ہے مصیبت
زدہ عورت کہان جاویگی۔! اب اسکا کوئی ٹہکانا نہین۔ مگر یہ وزاری کرتی
ہوئی حضرت پاس آتی ہے۔ امان چاہتی ہے پہر کیا ہوسکتا ہے؟
آخر "ایک رات سر راہ پر اس جناب کے سودہ بیٹہی جسوقت عائشہ
صدیقہ کے گہر تشریف فرماتے تہے (یہ تو در بدر روتی پہرے اور راہ
کی خاک چہانے اور حضرت نئی دلہن کے یہان آرام فرماوین ؎
بان خستہ جگر آہ چہ کردی ظالم ---- با من خاک بسر آہ چہ کردی ظالم
عرض کی کہ یارسول اللہ مین تجہسے کچہہ طمع نہین رکہتی آرزو شہوت کی
مجہے نہین رہی لیکن چاہتی ہون کہ قیامت کے روز آپکے ازواج
مین میرا حشر ہو اور نوبت باری اپنی عائشہ صدیقہ کو بخشی۔ پس حضرت
اسکی طلاق کے قصد سے گذرے بارجعت کی" منہاج النبوۃ صـ۱۵۱
ابہی کیا یہ تو حشر مین دامنگیر ہوگی۔ کیون صاحب! کیا "ہر ایک اصول فیاضی
اور مروت کا مقتضیٰ یہی تہا۔" کیا "سودہ ان غریب الوطن جس نے آپ
نئے دین پر اپنی جان تصدیق کی تہی" اُسکی خدمات کا صلہ یہی تہا؟
پس ایسی وقت مین ہمکو سودہ کے اس خواب کی تعبیر ملتی ہے جو
اس نے قبل نکاح دیکہنا بیان کیا تہا۔" کہ سودہ جب حبش سے مکہ میں
آئے خواب دیکہا کہ پیغمبر اُسکی طرف آئے اور اُسکی گردن پر پیر رکہا الخ

س نے اپنے شوہر کو اس واقعہ سے خبردار کر دیا تو شوہر نے کہا اگر سچ کہتی ہے تو عنقریب میں مرون گا۔ اور پیغمبر صاحب تجھ سے خواہش فرماوین گے تنہاج انتشا۔ دیکھو سودا کی گردن پر بمقتضائے اصول فیاضی و مروت" یون بیمر لکھتے ہین فاحشہ عیاذ اور والا بعار اور کیا آپ بیچاری بیوہ" کے کمزرن کے ساتھ بھی سلوک روا تھا؟ پیرجی صاحب کے لئے آپکی نگاہ مین ہر ایک اصول فیاضی اور مروت کا معنے یہی تھا!!

لطیفہ محمد حسین صاحب فرماتے ہین کہ آنحضرت جوان عورتون کے مقابل مین بڈھی عورتون کو ترجیح دیتے ہین اس لئے عیاش مزاج نہین ہوسکتے اور یہ نادر مثال حوالہ قلم کرتے ہین "یہ عقلی اور طبعی قاعدہ ہے کہ حس عورت کا جمال و شباب کسی مرد کا مرغوب و معشوق ہوتا ہے۔ وہ اوسکے ہوتے دوسری عورت کا جو جمال اور شباب مین اس سے کہتر ہو ہرگز طالب نہین ہوتا پلاؤ کا طالب پلاؤ کے ہوتے جو کی سوکھی روٹی کبھی نہین کہاتا" انتہا

اسوقت دو عورتین سودہ اور عائشہ حضرت کے پاس ہین ایک بڈھی دوسری صاحب جمال و شباب حضرت نے بڈھی کو بالکل ترک کر دیا اور جوان سے عیش اڑانے لگے پلاؤ اور جو کی روٹی کی بھی مولوی صاحب نے خوب کہی حضرت نے عائشہ کو پلاؤ ہی کہا تہا۔ چنانچہ فضل عائشہ علے النساء کفضل الثرید علے سائر الطعام مشہور حدیث ہے یعنی عورتون مین عائشہ کو وہ فضیلت ہے جو کہانے مین ثرید کو۔ چنانچہ حضرت نے جو کی سوکھی روٹی بالکل چھوڑ دی اور ہمیشہ ثرید نوش جان فرماتے رہے۔ اور بعد عائشہ کے دوسری جوان عورت ماریہ قبطی حضرت اس پر بھی فدا تھے۔ آگے دکھلاوین گے۔ فی الحقیقت جوانون کے مقابلہ حضرت بڈھی عورت کے

بقول سعدی ع اے سیر ترا نان جوین خوش ننماید -
طلبگار کبھی نہین رہے - زبان کا ذائقہ بدلنے کی نوبت ضرور آتی تھی
سوم - عائشہ کا حال " ابو بکر ایک صحابی جان نثار آنحضرت کے تھے
اُنکے ایک چھوٹی سی بیٹی تھین - جنکا نام عائشہ تھا - اور اُنکے والد ماجد کو
ہمیشہ سے یہ آرزو تھی کہ اپنی دختر کو آپکے حبالہ عقد مین دیکر اس رشتہ
محبت کو مضبوط کرین ۰۰۰۰۰ اُس لڑکی کا سن کل سات برس کا تھا مگر
اُس ملک کے دستور کے موافق اس عمر کی لڑکی سے شادی کرنا جائیز
تھا - ازواج نبی مین پاکیزہ صرف یہی تھین - اس وجہ سے اُنکے والد کی
کنیت ابو بکر تھی "عشرہ" ہمکو ہمیشہ آرزو رہی کہ ہمارا احتیاط کبھی تو پہلے
سے واقعات تاریخی کو سچے طور سے بیان کرتا - ابو بکر کو کبھی آرزو نہ
تھی کہ وہ اپنی ننھی سی جانی کو اوپیٹر حضرت کی جورو بناتا - اور جیون ہی
اُسکو معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ کو تاڑتے ہین اُس نے اپنی بیٹی کے
بچانے کو ہر طرح کا عذر وحیلہ کیا - چنانچہ پہلا عذر جسمانی وطبی تھا - جب حضرت
نے ابو بکر سے کہا تیری بیٹی کو اللہ نے آسمان پر میری جورو بنا دیا - تو تُو بھی
پر اسکو میری جورو بنا اس نے نہایت لجاجت سے عرض کی انہا صغیرۃ
یعنی حضرت وہ تو بہت چھوٹی ہے - دیکھو کتاب نزہۃ المجالس ومنتخب
النفائس علامہ عبد الرحمن الصفوری الشافعی جلد ۲ صفحہ ۲۶۷ (مصری)
اس عربی کتاب کے باب مناقب امہات المومنین مین حضرت کی
ازواج کا حال مثل روضۃ الاحباب ومدارج النبوۃ کے بڑی شرح وبسط
سے لکھا ہوا ہے جب حضرت نے وہ عذر ابو بکر کا قبول نکیا تب اُس
دوسرا عذر مذہبی پیش کیا یعنی یہ کہ شرفا اپنی زبان کا پاس کرتے ہین
بھی کہتے ہین اس کے تو میری بیٹی کا بھی حکم رکھتے ہین ...

ساتھہ بہن کا برتاؤ کرتے ہین اس طرح ابو بکر نے حضرت سے
کہا کہ عایشہ تو آپکی بہتیجی لگتی ہے آپ پر حرام ہے چنانچہ تحفۃ الاخیار
ترجمہ مشارق الانوار مین حدیث ۲۰۱۶ مین وارد ہوا ہے کہ بخاری
مین عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ تو میرا
بھائی ہے خدا کے دین اور خدا کی کتاب مین اور عائشہ مجھکو حلال ہے
یہ حضرت نے ابو بکر سے فرمایا جبکہ عایشہ کے نکاح کا پیغام دیا ابو بکر
نے کہا یا حضرت مین تو آپکا بھائی ہون" مترجم فائدہ مین بیان کرتا
ہے کہ "ابو بکر صدیق نے حضرت عایشہ کی منگنی کے وقت یہ
عذر کیا کہ حضرت مجھکو بھائی فرمایا کرتے ہین۔ سو بھائی کی بیٹی سے
نکاح کیونکر درست ہوگا۔ حضرت نے جواب دیا کہ ہماری اور
تیری دینی برادری ہے اس سے حرمت نہین ثابت ہوتی حرمت
کا سبب تو نسبی برادری ہے" دیکھو ع پہیرے کہ دم زعشق زند بس
غنیمت است۔ حضرت عائشہ کے لینے کے لئے کیسی کیسی باتین بناتے
ہین۔ ابو بکر حیران ہے تیسرا عذر اخلاقی یعنی وعدے کی وفا کا اس کے
پاس اور ہے اور اگر دیکھا جائے تو یہ بہت بڑا عذر تہا مگر حضرت کی
نگاہ مین ہیچ تہا چنانچہ "در خاطر صدیق خدشہ پیدا شد چہ مطعم بن عدی
عایشہ را برائے پسر خود خطبہ نمودہ بود و ابو بکر قبول کردہ و با وے وعدہ
درمیان داشت و ہرگز خلف وعدہ نکردہ بود" روضۃ الاحباب ص۱۶۱
دیکھو یہ واقعات یہ ہین جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپکا یہ سخن کہ ابو بکر
کو آرزو تہی کہ اپنی دختر کو حضرت کے حبالۂ عقد مین دے انتہائی درجہ
کا محض لغو ہے۔ ابو بکر کو آرزو تھی کہ کسی طرح وہ اپنی چھوکری کو اس
بڈہے کے پنجہ سے رہا کرا دے۔

نکاح کے وقت عایشہ کی عمر ۷ سال کی تھی - ابھی تو فتنہ ہین کچھ دن
مین قیامت ہو گی - دو برس بعد ۹ برس کی عمر مین حضرت نے
اُس سے صحبت کی - یہ امر قابل غور ضرور ہے - کہ حضرت نے دو
برس اپنے عزم بالجزم کو ملتوی کرکے کیونکر صبر کیا - اُن واقعات پر
نظر ڈالنے سے صحیح قیاس صرف یہی پیدا ہوتا ہے کہ ابو بکر نے یہ گوارا
نہ کیا اور اسبات پر مصر ہوا کہ کم سے کم دو برس حضرت عایشہ کو معاف
کرین اور انہون نے اس وعدہ پر فوراً نکاح چاہا اور عجلت کی وجہ شاید
یہ تھی - کہ حضرت کو خوف تہا مبادا ابو بکر کی رائے پھر جاوے یا کوئی اور امر
مانع ہو -
کم عمر نوخیز باکرہ صرف حضرت کو ہی نظر پڑتی تھی ابو بکر ہزار بچتا تھا -
حضرت ایک نہ ماننے تھے - قہر درویش برجان درویش ابو بکر کو مجبور
ہونا پڑا حضرت کی عمر ۵۳ برس کی تھی جب ۹ برس کی لڑکی سے صحبت
کرنے چلے تھے - بی بی خدیجہ کی عمر حضرت سے کوئی ۱۵ برس بڑی تھی
اور حضرت کا اُنکے ساتھ بناہ کرنا مصنف کی آنکھون مین کچھ غیر معمولی سا نظر
آیا حالانکہ ایسی مثالین ہزارون موجود ہین - خود یزید ابو اسامہ نے ام ایمن
سے نکاح کیا تھا - جو اُسکی عمر کے لحاظ سے دو چند سے زیادہ عمر والی
تھی - مگر ۵۳ برس کے بڈہے کا ۹ برس کی لونڈیا بیاہنا کوئی عام پہلو
بھی جایز نہ رکھے گا - مگر ہان بنگال کے کلین برہمنون کی بات دوسری
ہے - ہندوستان مین حال کے قانون کے موافق بارہ برس سے
کم عورت کے ساتھ مقاربت کرنا جرم قرار پایا ہے - عرب بھی
بہت کچھ بہت مختلف نہین ہیں یہ غلط محض ہے کہ اس ملک
کے دستور کے موافق اس عمر کی لڑکی کے ساتھ شادی کرنا چاہیے

اگر جائز ہوتا تو ابو بکر کم سنی کا عذر کیون کرتا شرفاء عرب مین اس
قسم کی کوئی اور نظیر ہین آپ ہمکو بتائین تو۔

مگر یہان اصل اعتراض شادی کرنے پر نہین ہے بلکہ
صحبت کرنے پر ہے۔ قران مین سن بلوغ کا بھی جس مین نکاح
کرنا چاہیئے ذکر ہے سورہ ینساءغ جلالین مین اسکی تفسیر مین سن
بلوغ موافق امام شافعی کے ۱۵ برس ہے بیضاوی نے بھی ۱۵
برس کو ایک حدیث کی بنا پر سن بلوغ تجویز کیا ہے مگر امام ابو حنیفہ
۱۸ برس کو سن بلوغ تجویز فرماتے ہین۔ چنانچہ حضرت نے اپنی
صاحبزادی فاطمہ کا نکاح حضرت علی کے ساتھ اسی دستور کی
رعایت سے ۱۸ برس کی عمر مین کیا تھا۔ روضۃ الاحباب صفحہ ۲۱۲ ۵۰ برس
کے بڑھے کا ۹ برس کی چھوکری سے صحبت کرنا ہم اس تعلق
کو بجز عیاشی کے اور کچھ نہین کہہ سکتے چنانچہ فیروزڈسکوی فرماتے
ہین کہ شہوت پرست لوگ کنواری کے ساتھ نکاح کرنا افضل و
اعلے خیال کرتے ہین" دفع طعن صفحہ در اصل ایسی کم سن سے مباشرت
کرنا شہوت پرستون کی خصوصیات سے مشہور ہے۔ اے فارس
عرب اور ہند کے مسلمانون کون تم مین سے ۹ برس کی لڑکی کو
صحبت کے لیئے ۵۰ برس کے بڈھے کو سپرد کرکے حضرت
کے فعل کی حمایت کرے گا؟ ہم کو ابو بکر پر تو افسوس آتا ہے
اور حضرت کی چلن پر لعن کرنے کے لیئے ہمارے پاس کافی
الفاظ نہین ہین۔ ہم اور کچھ نہ کہین گے بجز اسکے کہ حقیقت مین
خدیجہ کی وفات کے بعد محمد صاحب کا چلن عورتون کے بارہ
مین انہین گندہ ہوگیا تھا۔ اور بہت کچھ وہ ع مروج لن پیر شود حرص

جوان میگردو کے مصداق ہوگئے تہے کچہہ عجب نہین کہ ایسے ایسے
حالات دیکھکر ہیو محمد صاحب سے متنفر و بیزار ہوکر صاف کہتے تہے
کہ "ہمت این مرد ہمہ با مزکات مصروف است ہموارہ با ازواج و
استمزاج با زنان مشغوف" حسینی تفسیر رعد ع اور اس کے جواب
مین ہر کہ تنگ آمد بجنگ آمد حضرت کے ہاتہہ مین سوا سے تلوار
کے کچہہ نہ تہا۔

عائیشہ پر الزام زنا۔ ہم بی بی عایشہ کی صرف اسیقدر حالات
پہ اکتفا کردیتے مگر بعض کوتاہ اندیش مسلمانون نے بڑی بڑی منہ
زوریان کی ہین۔ کبہی عایشہ کو مقدسہ مریم کے مقابلہ مین پیش
کیا ہے اور نہ دیکہا سع چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ کبہی عایشہ کے
الزام زنا پر مقدسہ کو متہم ٹہرایا ہے اور اس اتہام سے عیسائیونکو
الزام دیا ہے۔ حکیم نورالدین صاحب خواہ مخواہ ہمکو چہیڑکر کچہہ سننا چاہتے
ہین وہ فرماتے ہین "عایشہ کا اتہام صرف اتہام ہے۔ جسکا کوئی
ثبوت نہین۔ اپنے گہر مین دیکہئے ایک کنواری کے رحم مین سے
لڑکا پیدا ہوا ایک متہم ہوئی اور اتہام لگانے والے وجوہ اتہام کے
بیان سے عاجز آگئے اور دوسرے متہم ہوگئے اسکنواری پن
مین بقول عیسائیونکے لڑکا جن چکی پہر بہاگی مصر مین گئی اور روح
القدس سے حاملہ کہلائی" فصل الخطاب اول صفحہ ۱۲۳ اسکے جواب مین
مختصراً یہ گذارش ہے کہ
سورہ نور مین وارد ہوا ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْکِ عُصْبَۃٌ
مِّنْکُمْ ع جو لوگ لائے ہین یہ طوفان تمہین مین ایک جماعت ہین
جس سے ظاہر ہے کہ عایشہ پر الزام لگانے والے باہر کے نہین ہین بلکہ

جماعت ہین" یعنی مسلمان بڑے بڑے ریش مقطع والے ایماندار
خلفاء راشدین کے رشتہ دار۔ امہات مومنین کے سگے حال کے
ملاؤن کے بڑے حضرت کے صحابیون مین طبقہ اولے والے
اور وہ بھی ایک دو نہین بلکہ ایک جماعت کی جماعت تفسیر
حسینی والا اُن مین سے پانچ کے نام بھی بتاتا ہے "عبداللہ بن
ابی کہ پیشواے منافقان است" اچھا صاحب ہم اسکو چھوڑے دیتے
ہین یہ منافق ہے۔ زید بن رفاعہ۔ وحسان بن ثابت شاعر
ومسطح بن اثاثہ پسر خالہ ابوبکر صدیق حمنہ بنت جحش خواہر ام المومنین
زینب" یہ کون لوگ ہین ہم آگے بتائین گے۔

قصہ اسکا حسینی ومدارج مین یون لکھا ہے کہ غزوہ مریسیع مین عائشہ
حضرت کے ساتھ تھین جب غزوہ سے فارغ ہو کر لوٹے ایک منزل
پر عائشہ قضاء حاجت کے لیے گئین۔ لوٹین تو معلوم ہوا کہ ایک ہار
انکا گم ہو گیا۔ پس وہ اسکے ڈھونڈھنے کو پھر پھین اس اثنا مین لشکر
حضرت کا کوچ کر گیا عائشہ کے ہودج کو لوگون نے شتر پر رکھا او
خیال تھا۔ کہ عائشہ اسمین بیٹھی ہین مگر عائشہ بالکل تنہا رہ گئین۔ لہذا
اُس منزل پر رات بسر کی دوسرے روز ایک سپاہی لشکری نوجوان
صفوان بن معطل کے ہمراہ لشکر محمد صاحب مین پہنچین۔ رات
حضرت کی محبوبہ عائشہ کا گم ہو جانا اور ایک نوجوان کے ساتھ صبح
کے وقت لشکر کے عقب مین پہونچنا۔ اور قضاء حاجت اور گم شدگی
عقد کی ڈھونڈنے لشکر سے چھٹ جانا اور کسی کو خبر نہ ہونا۔ اور پھر لوگون
[illegible] اور پھر ہودج مین [illegible] حضرت کی کمسنی۔ اور [illegible]
[illegible] کی عمر کا ہونا۔ یہ سب ایسے قرینے تھے۔ کہ لوگون کو [illegible]

کے حالات۔ اُسکی طبیعت اور مزاج سے ابتدا سے واقف تھے۔
باوجود حسن ظن ہو خیال کرنا پڑا کہ عائشہ صفوان بن معطل کے ساتھ
مرتکب زنا ہوئی مسلمانون کی ایک جماعت کی جماعت کا عائشہ
کی نسبت اسطرح کا خیال ہونا تام قرینے اس قسم کے تھے کہ خود حضرت
بھی باوجود اسکے کہ اُنکے کل اغراض اخفای راز کے تھے۔ انتہا درجہ
اپنی پیاری بیوی سے بدظن ہوئے اور کامل ایک ماہ تک بول چال نہ
کرکے فکر طلاق عایشہ مین رہے۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس
معاملہ مین اُنکے صلاح کار رہتے تھے چنانچہ عایشہ خود بیان کرتی ہین۔
"جب مین مدینہ مین پہونچی بیمار ہوئی اور ایک مہینہ تک بیمار رہی
لیکن مزاج حضرت کا اپنی اس بیماری مین اپنی طرف متغیر پاتی
تھی وہ لطف وعنایت نہ دیکھتی تھی جو اور بیماریون مین دیکھتی تھی اتنا
تھا کہ گھر مین تشریف لاتے تھے اور پوچھتے تھے کہ کس طرح ہے وہ
ذلک ...... اور پھر جاتی اور میرے نزدیک نہ آتی اور نہ بیٹھتی
میرے پاس یہان تک کہ بیماری میری نقاہت یعنی ناتوانی کو پہونچی
طلب فرمایا اُس جناب نے علی بن ابوطالب اور اسامہ بن زید کو کہ
مشورت کرین اُنہون نے علی ابن ابوطالب نے کہا یا رسول اللہ
تنگ نہین کیا ہے حق تعالے نے واسطے تیرے عورتون کو اور سوا
عایشہ کے بہت عورتین ہین" منہاج ج۱ ص۳۴۱-۳۴۳۔
حضرت علی نے ضمناً حضرت کو یہی صلاح دی کہ آپ پر عورتین تنگ نہین
ہین سیکڑون عورتین ہین آپ عایشہ کو طلاق دیجئے اور اسکی جگہ اور
نکاح کیجئے چنانچہ تحفۃ الاخیار والا بعنی حدیث نمبری ۵۰۲۰۱ قصہ افک
مین عایشہ سے روایت منقول کرتا ہے کہ حضرت نے علی اور اسامہ

کو بلایا اور میرے چھوڑ دینے مین صلاح ومشورۃ پوچھا" تب علی نے وہ جواب دیا۔

اب زنا کا عیب لگانے والون کی حیثیت پر عبد الحق صاحب فرماتے ہین تعجب یہ ہے کہ اہل اسلام سے بھی کئی شخص اہل افک کے ساتھ شریک ہوئے مثلاً حسان بن ثابت اور مسطح بن اثاثہ جو ابوبکر صدیق کی خالا کی بیٹی کا بیٹا تہا حمنہ بنت جحش زینب بنت جحش کی ہمشیرہ اور بعض اور لوگ بھی جنکے نام مذکور نہین" ص۳۴۰ دیکھئے یہ سب مسلمان ہین۔ حسان بن ثابت محمد صاحب کا ہم زلف انکی پیاری ماریہ رشک عائشہ کی بہن شیرین کا شوہر مدارج ص۷۹۴ بڑے جید صحابہ مین ہے۔ اسلام کا شاعر جس نے منافقین اور کفار کی ہجو مین بڑے بڑے قصیدے کہے حتیٰ کہ محمد صاحب نے اسکی بابت فرمایا تھا۔ کہ ان اللہ یوید حسان بروح القدس خدا حسان کی تائید کرتا ہے روح القدس سے ص۳۴۰

مسطح ابوبکر کی خالہ کی بیٹی کا بیٹا تھا۔ یعنی رشتہ مین عائشہ کا پھوپھی زاد بھائی۔ یہ شخص مہاجرین سے بھی تہا اور اہل بدر سے بھی جنکے فضائل سے کسی مسلمان کو انکار نہین اور عائشہ کا بھائی اور اس کے باپ ابوبکر کا اپنا۔

حمنہ بنت جحش حضرت محمد صاحب کی سگی سالی تھی انکی بیوی کی بہن جنکا نکاح آسمان پر حضرت جبرئیل نے پڑہا۔

حضرت علی جنہون نے سکوت سخن شناس کیا اور عائشہ کی طلاق کی صلاح دی۔

پھر وہ تمام حالات بھی ایسے قرینہ کے تھی کہ حضرت کو بجز ہیچ ماننے

کوئی چارہ نہ تھا چنانچہ انہوں نے اسکو ایک ماہ تک سچ مانا اور ایک
ماہ کامل بیماری اور ناتوانائی کی حالت مین بھی وہ عایشہ سے نہ بولے
بلکہ اسکو چھوڑ دینے کی مشورت علی کے ساتھ کرتے رہے اور علی نے
انکے گمان کی تائید کی اور عایشہ کی صفائی مین خود زبان نہ ہلائی
اور حضرت کو اس الزام کا یقین بھی ایسا پکا ہوگیا تھا کہ انہوں نے عایشہ
کو مخاطب کرکے یون کہا "اگر تو اتری ہوئی ہے طرف گناہ کے اور
صادر ہوا ہے گناہ تجھسے تو طلب آمرزش کر خدا سے اور توبہ کر اور رجوع
کر طرف خدا کے" مشکوٰۃ منہاج ۳۴۵ اور عایشہ بھی اسکے معنے خوب سمجھی چنانچہ
اس نے صاف یہی جواب دیا کہ "مجھکو معلوم ہے کہ آپ کو اس بات کی
خبر پہونچی ہے اور آپکے دل مین جم گئی ہے۔ سو اگر مین یون
کہون کہ مین اس عیب سے پاک ہون تو حضرت یقین کا ہیکو کرین
گے اور اگر نا کردہ گناہ کا اقرار کرون تو حضرت اسے سچ مانین گے"
تحفۃ الاخیار فایدہ حدیث نمبری ۱۰۲۵۔ دیکھنا چاہیے کہ محمد صاحب باوجود
معجزات و الہامات پر نظر ڈال کر کسی قرینہ حقیقی سے اپنی جورو کی تصدیق
نہین کرسکے۔ اور نہ جورو کے پاس کوئی صفائی ہے کہ جسکی بنا پر وہ
اپنے مین شوہر کے سامنے بری کرسکے۔ اور حضرت علی اس کل
معاملہ کو ناگفتہ بہ سمجھکر طلاق کی صلاح دے رہے ہین اور الزام زنا کی
تصدیق کر رہے ہین اسی وجہ سے عایشہ کو علی کے ساتھ دشمنی ہوگئی تھی
کہ بعد وفات حضرت وہ علی سے لڑنے کو نکلین۔
اب اس ثبوت کے مقابل یارلوگ صفائی مین یہ فرماتے ہین
کہ صاحب عمر خطاب حضرت کو سمجھاتے ہین "یا رسول اللہ کسی
اچھے بدن مبارک پر بیٹھتی نہین اسواسطے کہ وہ نجاست پر بیٹھتی ہے

اور پاؤن اسکے آلودہ اس سے ہوتے ہین حق تعالے آپ کے مطہر
بدن کو اس سے بری رکھتا ہے اور جو شخص کہ بدترین چیزون سے
آلودہ ہو کس طرح اس سے نگاہ نہ رکھے"۔ یعنی آلودہ مکھی تو آپکے
جسم مبارک پر بیٹھتی نہین پس عائشہ کیونکر بدی کر سکتی ہے؟ آمنا و
صدقنا۔ دوسرے صاحب "عثمان بن عفان نے یہ کہا یا رسول اللہ
آپ کی پرچھائین زمین پر نہین پڑتی کہ مبادا نجس زمین پر پڑے
پس کسطرح ناشائستگی سے آپکے حرم محترم کو نہ بچاوے گا" صـ ۳۴۳
یہ صفائی کی دلیلین خلفاء راشدین ہی کا حصہ تہین۔ اور اُنسے اطمینان
کرنا حضرت محمد صاحب کا کام تھا۔ مگر افسوس ایک ماہ تک یہ دلائل حضرت
کے ذہن نشین نہ ہوئے آخر آپ آلودہ مکھی اور پرچھائین کی شہادت
سے مطمئن ہو گئے۔ بلکہ آپ کہا نقل کفر کفر نباشد خدا کو بھی اطمینان
اس کے بعد ہوا بقول چندین مدت خدائی کردی۔ جھٹ آسمان سے
آیت نازل کی کہ عائشہ پاک ہے۔ اور مسلمان جھوٹے۔ خیر ہم بھی اس
فیصلے مین کلام نہین کرتے کیونکہ یہ صحابہ کرام کے اخلاق ہین۔ پر اگر ہمکو شکایت
ہو تو اُنکو سمجھائے دیتے ہین کہ حضرت بھی مجبور تھے ایسے واقعات پر اسی
طرح خاک ڈالی جاتی ہے۔ زلیخا مرتکب خطا ہوئی حضرت یوسف بے
گناہ تھے شہر مین غوغہ اُڑا کہ عورت عزیز کی خواہش کرتی ہے اپنے غلام
سے فریفتہ ہو گئی ہے اسکی محبت مین "عزیز کی آبروریزی ہوئی سنو
اس واقعہ کو چھپاتا ہے اور باوجودیکہ عورت کی مکاری اور یوسف کی بے
گناہی جانتا ہے اپنی جورو کو پاکدامن ثابت کرنے کے واسطے یوسف کو
قید مین ڈالتا ہے۔ دیکھو سورہ یوسف ع۔ مگر ہم حکیم صاحب کی داد
دیتے ہین جب وہ فرماتے ہین۔ کہ اتہام کا کوئی ثبوت نہین تسلیم کرکے

والے وجوہ الزام کے بیان سے عاجز آئے" اتہام کا ایسا ثبوت تھا اور وجوہ الزام کا بیان ایسا مسکت کہ ایک ماہ تک حضرت کے لب پر مہر لگی رہی اور علی نے سکوت کیا اور محمد صاحب عائشہ سے توبہ کے متدعی تھے اس سے بڑھکر ثبوت ہم آپ کو کیا دین۔

افسوس اس ناپاک قصہ کے بعد **فصل بقیہ مریم** کا تذکرہ کر کے جو آپنے اپنا اسلام روشن کیا ہے اور مقدسہ مریم بتولہ کے اتہام کی تائید فرمائی ہے اور کنوارے پن مین لڑکا جننے پر ٹھٹھا اڑایا ہے۔ اور ہمین ہمکو ہمارا گھر دکھایا ہے اسکی داد تو آپکے ہم ایمان دین گے۔ اور اگر آپ در اصل قرآن پر ایمان لاتے ہین۔ تو اسکا جواب آپکو عرصہ محشر مین ملیگا۔ اگر آپ نے نذو تر تو بہ نکرلی سگر ہم آپ کو یہان بھی سنا دیتے ہین۔ کہ مقدسہ مریم وہ ہین کہ جب کہتے ہین۔ لم یمسسنی بشر ولم اک بغیا۔ "چھوا نہین مجھکو آدمی نے اور مین کبھی نہ کار ندھی" تو فرشتے بھی سر تسلیم خم کرتے ہین سورہ مریم ع اور آپ کو معلوم ہے۔ تو ہم علی مریم بہتانا عظیما مریم پر بڑا طوفان باندھنے پر مبہم کرنے والون کا کیا حال ہوا تھا ع آپ کیا بکتے ہین اور کسکی نسبت فرشتون سے تو خدا تو وہ کیا نسبت کرتے ہین اذ قالت الملئکۃ یمریم ان اللہ اصطفک وطہرک واصطفک علی نساء العالمین جب فرشتے بولے اے مریم اللہ نے تجھکو پسند کیا اور ستھرا بنایا اور پسند کیا تجھکو سب جہان کی عورتون سے آل عمران ع آپ کی زبان بند نہین ہو گئی۔ جب آپ اس مقدسہ کی نسبت وہ کہہ رہے تھے۔ جو کچھ وہ کہہ بقول عیسایان نہین تھا۔ بلکہ یہ یقینیا ویسا ہی وہ ہمارا گھر تھا جسکو آپ پکار رہے تھے وہ ہمکا ابو ابن عمران تھا ہماراہم آپ نے اپنا گھر دکھایا تھا۔ تھا آپکے کا حضرت بی بی مریم صاحبہ

پر الزام لگانے والون کے ساتھ ہوگا - کجا عائشہ! کجا وہ جسکی شان مین
پروردگار عالم نے کہے اصطفٰک علیٰ نساء العالمین! اکیون صاحب کیا یہی آپ کے
الزامی جواب ہین جنپر آپکو ناز ہے - آپ عیسائیون کو الزام کیا دیتے
ہین - پرایا شگون بگاڑنے کو اپنی ناک کاٹتے ہین - بلکہ اپنی عاقبت بگاڑ
اور مسلمانون کا ایمان برباد کرتے ہین - کچھ کلام نہین آپکی شکایت بجا ہے کہ
ہم نے الزامی جوابات بھی اس کتاب مین ضرور دئے ہین - جنپر میرے
نوجوان محسن مولوی عبد الکریم کسی قدر خوش نہین" بہرحال اس الزامی
جواب سے تو شیطان رجیم ہی خوش ہونے ہونگے مولوی عبد الکریم
تو خوش نہین ہو سکتے تھے - ہم عائشہ کا یہ قصہ ہرگز ذکر نہ کرتے مگر ہمکو حکیم صاحب
نے مجبور کیا ضرور ہوا کہ ہم انکو آگاہ کردین تاکہ آئندہ کو وہ زیادہ احتیاط
کرین - آے کاشکہ یہ مولوی بی بی عائشہ کی حمایت مین اپنا قلم روک رکھتے
اور ابھی فریاد سنین سے اور کوئی طلب ابنائے زمانہ سے نہین - جنپر احسان
جو نہ کرتے تو یہ احسان کرتے -

چہارم حفصہ کے حالات — حفصہ کا شوہر غزوہ بدر مین مارا
گیا تھا - اور آپ اپنے باپ کیطرح ایسی آتش مزاج تھین کہ [illegible]
[illegible] دن کو اُنسے عقد کرنے کی جرات ہوتی تھی انکے والد کی
اتنی مدت بیوہ رکھنے سے عاجز آگئے تھے سو پہلے حضرت ابوبکر [illegible]
[illegible] حضرت عثمان کو پیام عقد بھیجا مگر دونون صاحبون نے قبول نہ کیا
اسوقت حضرت عمر کو ایسا طیش آیا تھا تمام مسلمانون کو باہمی جنگ وجدل کی نوبت
ہو جانے یہ نوبت پہونچی اسوقت آنحضرت نے بہ حفصہ کے غصہ کو فرو کرنے
کے لئے اُنسے عقد کیا" [illegible]
[illegible]

آتا ہے آیا ابتدائی مسلمان جو حضرت کی صحبت سے مستفیض ہو چکے خلفاء راشدین - ایسے ہی اخلاق والے تھے - کہ اپنی بیٹیوں کو لوگوں کے گلے مڑھتے پھرتے اور اگر کوئی انکار کرے تو مارنے مرنے کو مستعد ہوتے حتی کہ "باہمی جنگ وجدل کا اندیشہ ہوتا" اور "غیظ فرو کرنے کے لیے" حضرت کو طوعاً وکرہاً کسی باپ کا داماد بننا پڑتا - کیا اسلامی نکاح اسی اصول سے ہونا چاہیئے ؟ - سید صاحب نے ایک عیب چھپانے کے لئے دس عیب اور لگائے اور کئی آدمیوں کے پردے فاش کئے - ادھر تو حضرت عمر کی خبر لی اُنکو کوئی بے حمیت مجنون بنایا - اُدھر حضرت حفصہ کو کمترا ین دی شریو ثابت کرنا چاہا - کہ جس سے عقد کرنے کی جرات کسی عرب دلاور کو بھی نہ ہو سکتی تھی اور حضرت محمد صاحب کو پڑوشیو بنایا - یہ تو کچھ شیعہ کا اثر سا معلوم ہوتا ہے - اب صحیح حالات سنئے - عثمان حضرت محمد صاحب کے داماد تھے - ابھی اُنکی عورت کا انتقال ہو چکا تھا - محمد صاحب کی ایک اور بیٹی تھی اُم کلثوم عثمان اسکے امیدوار تھے - بھلا وہ حفصہ کے ساتھ کیسے نکاح کر لیتے جب خود رسول کی بیٹی سے نکاح کرنے والے تھے - اور یہ ممکن نہ تھا کہ دو کو نکاح میں لاویں کیونکہ حضرت نے یہ کبھی ایک دم کو بھی گوارا نہیں کیا کہ اُن کی اپنی بیٹی پر سوت آوے - چنانچہ اپنے پیارے داماد کو نہایت سخت الفاظ میں فاطمہ پر سوت بٹھانے سے روکا تھا اور کہا تھا کہ اگر وہ دوسرا نکاح کرے تو فاطمہ کو طلاق دے - حدیث بخاری اور مسلم مشارق الانوار حدیث نمبری ۴۰۴ اسی وجہ سے عثمان نے بمقابل حفصہ سے نکاح کرنے سے انکار کیا اور اُم کلثوم دختر رسول سے نکاح کر لیا - منہاج ۱۲۷ وہ کچھ حفصہ آتش مزاجی سے خائف نہ تھے - وہ خود کیا کم آتش مزاج تھے جنہوں نے قبیلوں کو جلوا دیا تھا - اور نہ حفصہ ہی ایسی آتش مزاج تھی - کیونکہ آخر ایک

اور شوہر سے بھی تو نکاح کر چکی تھی۔ اب ہم بتاتے ہین کہ ابو بکر نے کیون حفصہ سے نکاح منظور نہ کیا۔ آتش مزاجی اسکا باعث نہ تہا۔ وہ حفصہ سے بدل نکاح کر لیتے مگر محمد صاحب حفصہ کو پہلے سے تاڑ چکے تھے۔ کیونکہ یہ عورت جو برس قبل دعوے نبوت پیدا ہوئی تھی۔ (روضتہ الاحباب ص۲۳۰) آج ۱۷ برس کی جوان تھی۔ اور ابو بکر کو معلوم تھا۔ کہ محمد صاحب اُس سے شادی کرنا چاہتے ہین۔ پس بپاس ادب اُس نے اپنے بیٔ اور داماد کا رقیب نہ بننا چاہا۔ چنانچہ جب محمد صاحب نے مین اس ایام مین حفصہ سے نکاح کی تجویز کر لی ابو بکر نے عمر سے معذرت کی چنانچہ عمر کہتے ہین "ملاقات کی ابو بکر نے مجھسے اور کہا شاید تو خشمگین ہوا مجھپر جسوقت عرض کیا تو نے حفصہ کو مجھپر اور جواب ندیا مین نے کہا مین نے ہان خشمگین ہوا مین کہا صدیق نے منع نہ کیا میرے تئین جواب سے تیرے اُس چیز مین جو کچھ ظاہر کیا تو نے مجھپر مگر اسبات نے کہ جانتا تہا مین کہ رسول خدا نے یاد کیا ہے اسکے تئین (معلوم ہوتا ہے کہ خلیہ مین یارون کے درمیان جوان عورتون کے تذکرے چرچے رہا کرتے تھے) یعنی حفصہ کو اور فاش نہ کیا مین نے رسول خدا کے ستر کو اور اگر قبول کیا ہو رسول خدا نے اسکو تو قبول کرتا ہون مین" منہاج ص۱۱۲

پنجم ہند ملقب بہ ام سلمہ۔ ام حبیبہ۔ اور زینب ملقب بہ ام المساکین ان تین ازواج سے جو بیوائین تہین۔ آپ نے اسوجہ سے نکاح کیا تھا کہ مشرکین کی عداوت سے انکا کوئی والی وارث نہ باقی رہا تھا۔ اور انکے اعزا انکا کفیل نہ کر سکتے تھے" ص۲۳ طریقہ واقعی محمد صاحب کا کیا ہی (اگر یہ سچ ہو) کہ حضرت عورتون نے صرف اس غرض سے نکاح کرنے سے کہ انکی پرورش کرین۔ کیونکہ دنیا مین کوئی اور بہتر طریقہ پرورش کرنے

کاموجود نہین ا۔ یہ بالکل غلط ہے کہ ان عورتون کا کوئی والی وارث باقی نہ رہا تھا۔ اور اُنکے اعزا اُنکا تکفل نہ کرسکتے تھے" ان مین ایک عورت تو ام حبیبہ ہے۔ جو ابوسفیان سردار مکہ کی بیٹی ہے جو بیسون بیوا ؤن کو پال سکنے کی مقدرت رکھتا تھا۔ کیا وہ اپنی بیٹی کی پرورش نہ کرسکتا۔ مگر نہین اُم حبیبہ حبش مین تھی۔ اور حضرت نے بڑے اہتمام سے اسکو حبش سے بلاکر عین اوقت جبکہ اسکا باپ آپ سے جنگ کر رہا تھا۔ اُس سے نکاح کیا۔ منہاج

صٓ" اور ایک غرض اُس سے شاید یہ بھی تھی کہ ابوسفیان کو نیچا دکھلاوین اور یہ کہنے کو ہو کہ تیری بیٹی کو ہمنے جورو بنالیا یہ ایک شادی کچھ مصلحت کی پر بھی مبنی تھی۔ حضرت اوقت ۶۰ برس کے تھے۔ ام حبیبہ عمر مین انسے نصف یعنی ۳۰ برس سے کچھ زیادہ۔ روضۃ الاحباب ۹۹ ہم خرما و ہم ثواب بھتا۔ مگر محمد حسین اسکو "بوڑھیا عورتون" مین شمار کرتے ہین صٓ ۱ اور نہین خیال کرتے کہ ادہر عورات کی تعداد بھی بڑھتی تھی اُدہر ایک دشمن نیچا بھی دیکھتا ہے اور یہ بھی امید ہوگی کہ اب وہ مجھے اپنا داماد سمجھکر شاید دشمنی ترک کردے پس حضرت نے ام حبیبہ کیا پائی گو یا نعمت غیر مترقبہ کہ نجاشی نے اسکے ساتھ چار ہزار درہم بھی عنایت کیے تھے جیسا محمد حسین صاحب تحریر کرتے ہین صٓ ۱

ششم دوسری عورت ام سلمہ کا بھی ایسا ہی حال ہے وہ بے والی وارث" نہ تھی نکاح اسکا ۴ ہجری مین ہوا ۵۹ ہجری مین وہ ۸۴ برس کی ہوکر مری (روضۃ الاحباب) یعنی اسوقت اُسکی عمر ۲۹ سال تھی۔ اور اُسکا "تکفل" کرنے والے بہت موجود تھے۔ کچھ ضرور نہ تھا کہ حضرت ہی اس سے نکاح کرکے دخل حساب ہوتے ... چونکہ ... دے شفقی شد ... ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ ...

راخواستگاری نمود وند خطبہ ہیچکدام راقبول نہ نمود" روضۃ الاحباب صفحہ ۵۸۵

مولوی محمد حسین صاحب فرماتے ہین کہ " ام سلمہ کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اب مجھے ایسا خاوند کہان ملیگا جو میرے پہلے خاوند سے بہتر ہوگا شاید اسی خیال سے انہون نے حضرت ابو بکر کے پیام نکاح کو قبول نکیا" صفحہ ۱۷۰ عبرت ہے کہ یہ عورت خاوند متوفی کو شیخین سے افضل سمجھتی رہی۔ اسکی آنکھون مین فضیلت شیخین کا اب بھی نہ تھی۔ ہم کو اپنا خیال زیادہ درست معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ہارون سے کچھ کم نہ تھے۔ غالبًا اسکو پہلے سے بتیا نہ دے چکے تھے۔ صدیق اور فاروق پیچھے ہی رہ گئے حضرت نے فیصلہ کردیا نہ تراشید نہ مرا۔ مگر ام سلمہ کے حالات کے متعلق حضرت کی دعا ہے جسکا ذکر ہم ترک نہین کرسکتے محمد حسین صاحب بھی اسکا مذکرہ کرتے ہین صفحہ ۱۷۰ [illegible] والا لکھتا ہے۔ کہ جب حضرت نے اس عورت سے نکاح کی تجویز [illegible] ایک نہایت سچا سخن کہا کہ مین غیرت رکھتی ہون اور تم عورتین [illegible] ہوئے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کے حالات کو سمجھ [illegible] رہی تھی اور انے سچا نتیجہ اخذ کیا تھا۔ یہ عورت کے دل سے نکلی تھی چنانچہ دل کی بات کہدی "مین غیرت رکھتی ہون اور تم عورتین جمع کرتے [illegible] نباہ ہوگا۔ حضرت بھی ایسا جواب دیتے ہین کہ بس انہین کے حصہ کا ہے آپ فرماتے ہین "یہ جو کہا کہ مین غیرت بہت رکھتی ہون [illegible] دعا کرونگا کہ حق تعالے اس بات کو تجھسے دور کرے" صفحہ ۱۷۳ ہم کو امید رکھنا چاہئے کہ اس شوقین بڑے عورتین جمع کرنیوالے نبی کی دعا منظور ہو گئی۔ اور ام سلمہ کی غیرت دور ہو گئی! شرم ہے۔ مگر زیادہ شرم اس [illegible] ہے کہ ایک تعلیم یافتہ نئی روشنی کا پروانہ ان افعال زشت و زبون کی حمایت مین کاغذ سیاہ کر رہا ہے۔ کیا انکے لئے بھی دعا مانگی گئی

ہے کہ غیرت دور ہو جاوے؟

ہفتم - ام المساکین - اس عورت کا حال صرف اسقدر ہے کہ یہ حضرت کے ساتھ ۳ یا ۴ ماہ رہکر مرگئی اسکی نسبت مشہور ہے کہ اس نے اپنا نفس حضرت کو یون ہی فی سبیل اللہ بخش دیا تھا - اور پھر حضرت نے اس سے نکاح کر لیا تھا تفسیر حسینی آیت ہبہ نفس احزاب [illegible] اسکے ساتھ حضرت کو کوئی موقعہ سلوک کرنیکا نہ ملا بجز اس کے کہ اسکو اپنی جورو بنانے کا شرف حاصل کرا کے جنت مین پہونچا دیا -

ع حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا -

ہشتم زینب بنت جحش -

ابو محمد عبد الحق دہلوی صاحب تفسیر حقانی نے فرمایا ہے کہ "شہوت ایک [illegible] ہے - خدا کی پناہ جب یہ خبیث کسی کے سر چڑہتا ہے تو پھر حیا و شرم ننگ و ناموس کیا - اسکی پاک زندگی پر بڑے بڑے دہبے لگا دیتا ہے پھر دنیا مین رسوائی اور آخرت مین عذاب الیم کا مستحق بنتا ہے [illegible] بھی نشاط کے بعد دنیا ہی مین جو کڑ دے اور کسیلے پھل کمانے مین آتے ہین انکا مزہ بھی تا زیست نہین بھولتا" - تقریر [illegible]

اسی فصل مین ہم جو حالات آنحضرت کے لکھینگے - وہ اس مقولہ کی ایک زندہ و عبرت بخش نظیر ہین -

سید صاحب فرماتے ہین کہ "آنحضرت نے اپنے [illegible] آزاد [illegible] اور عتیق زید کا عقد ایک نہایت عالیخاندان عورت زینب کے ساتھ کر دیا تھا" - ہم بتاتے ہین کہ زید کون تھا -

دفعہ اول - زید بن محمد - "زید بن حارثہ [illegible] بن [illegible] بھی ابو اسامہ اور نسب انکا [illegible] بن [illegible]

تک منتہی ہوتا ہے اور ماں انکی سعدی بن ثعلبہ بنی معن بن طی مین سے تھین" منہاج جلد ۲ صفحہ ۹۰۹ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اشراف قبائل عرب سے تھے۔ "ایک روز انکی ماں اپنی قوم کو دیکھنے کے لئے باہر نکلتی تھین۔ ..... ایک گروہ نے ایک قوم کو لوٹ لیا تھا...... اس گروہ کا گذر بنی معن کے گہرون پر ہوا جو زید کی ماں کی قوم تھی اور زید کو اٹھا لے گئی۔" ایضاً۔ اس طرح یہ شریف قوم والا بدقسمتی سے غلامی مین مبتلا ہو گیا یہ شخص پڑھا لکھا تھا۔ کیونکہ "آنحضرت کے واسطے چھہ لکھا کرتا تھا" صفحہ ۹۱۰ ہوتے ہوتے یہ خدیجہ کے ہاتھہ آیا اُس نے یہ غلام محمد صاحب کو دیا صحب انکی خبر انکی قوم کو پہونچی تو باپ اُنکے حارثہ اور چچا اُنکے کعب حاضر ہوئے اور انکا فدیہ لینے آئے تاکہ انکو خالص کرائین" زید نے خدیجہ کے مکان سے جانا پسند نہ کیا اور رہ گئے۔ محمد صاحب انکو پیار کرتے تھے۔ انہون نے برسم عرب کعبہ مین جاکر حجر اسود کے پاس باضابطہ زید کو اپنا بیٹا بنا لیا۔ اور حقوق فرزندی انکے قائم کئے۔ ایسا میور صاحب نے جلد ۲ صفحہ ۵۷ مین ثابت کیا ہے۔ عرب لوگ مثل ہندوؤن کے تبنیت کرتے تھے۔ اور فرزند متبنے کے کل حقوق مثل حقیقی بیٹے کے ہوجاتے تھے۔ دیکھو تفسیر اتقان اول صفحہ ۱۷۱ اور منہاج صفحہ ۹۰۹ چنانچہ محمد صاحب نے بھی اس رسم تبنیت کے لحاظ سے ایسا ہی کیا۔ آنحضرت زید کو باہر لوگون مین لائے فرمایا کہ اے لوگو گواہ رہو مین نے زید کو اپنا بیٹا بنایا۔ اور وہ میرا بیٹا ہے اور میرا وارث وہ ہوا اور مین اسکا وارث ہوا۔ اور زید اسلام کے دور مے تک اور قول سبحانہ تعالے کے نزول تک زید بن محمد پکارے جاتے منہاج صفحہ ۹۱۰ جو لوگ ہندوؤن کی رسم تبنیت سے واقف ہین وہ حضرت کی اس کارروائی تبنیت زید کے معنی خوب سمجھین گے جس زید قریب

برس تک ابن محمد کہلائے - کیونکہ نکاح خدیجہ کے بعد ہی تبنیت زید
عمل مین آئی جب محمد صاحب کی عمر ۲۰ برس کی تھی - اور زینب زوجہ زید کا
نکاح حضرت سے سنہ ۵ھ مین ہوا - یہ اُنکے وارث تھے - اور وہ اُنکے وارث
اور تمام لوگ گواہ ہین حجر اسود پر قسما قسمی ہوئی - مگر مولویون کا دروغ بے
فروغ بھی جسکا جواب ہم ساتھ ساتھ دیتے ہین قابل داد ہے فیروز لنکی
مرقع طعن نکاح زینب مین فرماتے ہین صفحہ ۲۵ "زید حضرت کا لےپالک
نہین تھا یعنی حضرت خدیجہ نے انہین گود مین لیکر نہین پالا تھا (گو یا جورو
کا گود مین لیکر پالنا بھی شرط تبنیت تھی - جان کی اور جورو کے مرجانے پر
بچا تبنیت نہین ہوئی) وہ خدیجہ کے متبنٰی نہ تھے - بلکہ محمد صاحب کے
بیٹے تھے) آنحضرت صلعم کا آزاد کیا ہوا غلام تھا جسے صرف شفقت اور اخلاق
کی راہ سے ابن کہکر پکارتے تھے - (یہ بات بھی اوپرے اگر یہ تھا تو پھر بالعد ابن
کہکر پکارنے کی ممانعت کیون ہوگئی) نہ کہ لےپالک ٹھہر اکر متبنٰی مثل ابن کے
وارث سمجھا جاتا ہے " الآن حصحص الحق - یہی تو بات ہے - عبد الحق لکھتے
ہین کہ محمد صاحب نے خلق اللہ کو گواہ کرکے کہا " زید میرا بیٹا ہے میرا وارث
وہ ہوگا اور مین اسکا وارث " کہو اب بھی تبنیت مین شک ہے ؟ (۲) اور رسول
خدا صلعم فرماتے ہین ہم گروہ انبیا ہین نہ ہم کسی کے وارث نہ ہمارا کوئی
وارث ہے اول تو تبنیت قبل دعوے نبوت کے عمل مین آئی جبکہ حضرت
کی ہوس نے گروہ انبیا مین آنے کا خواب بھی نہ دیکھا تھا - اس لیے وقت یہ
قول وجود مین نہ تھا - دویم یہ قول موضوع ہے شیعون سے منہ کی
کہائے تب اسکو زبان پر لائے - سیوم اگر نہ مانئے تو یاد رکھئے جب زید
ابن محمد کہلایا حضرت یہ کلمہ زبان پر نہین لائے جب زید کو ... کا ... کے
سبب تبنیت سے خارج کردیا - اور نہ ... ...

حضرت فرماوین) لوگون نے زید کو آن حضرت کا متبنّیٰ سمجہا نہ کہ حقیقت
مین آن حضرت کا متبنّیٰ تھا - (اُن کو لوگون نے سمجہا - جن سے کہا تھا -
" اے لوگو گواہ رہو مین نے زید کو اپنا بیٹا بنا یا " - زید خود بھی سمجہا - محمد جناب
بہی یہی سمجے - حجراسود بہی یہی سمجہا - اور اگر حجر اسود کا قیامت مین گواہی
دینا سچ ہو تو زید کی تبنیت پر وہ بہی گواہی دے گا - مگر افسوس مولوی
پہر نہین سمجہتے انکی عقل پر پتھر پڑے ہین - جہوٹھ سے نہین ڈرتے (
اسلام کے اندر متبنّیٰ کرنے کا کوئی دستور نہین (جبسے زید کی جورو چہنی
ورنہ ضرور تھا - زید کی تبنیت ثابت ہے) دنیاوی دستور کے مطابق بہی
زید اگر آن حضرت کا متبنّیٰ ہوتا تو وارث قرار دیا جاتا " (حضرت نے وارث
خود قرار دیا تہا) حالانکہ دنیا مین کوئی شخص زید کو آن حضرت کا وارث
قرار نہین دیتا " (صرف اس خوف سے کہ کہین زینب حضرت کی بہو
نہ کہی جاوے ورنہ خود حضرت نے اُسکو اپنا وارث قرار دیا تھا - مگر جب
جورو اسکی لے لی تو تبنیت سے شرمائے اور وراثت سے محروم کیا) یہ
کچھ فیروزڈسکوی صاحب فرماتے ہین - مگر " انکے اُستاد مکرم حضرت مولانا
و سیدنا مولوی الفت حسین صاحب " فرماتے ہین کہ " نہ زید کو آنحضرت
نے کبھی کسی قاعدہ یا رسم و ریت سے متبنّیٰ کیا تھا " ہہ رسم و ریت بہی
ہم دکھلا چکے - قاعدہ بہی بتا چکے - آپ غلط فرماتے ہین کہ " حکم عام تھا
کہ غلامون کو عبد نہ کہو پسر یعنی ابن کہو " اسکو تبنیت نہین کہتے ہین - نہ اُسکے
لئے کعبہ کو جاتے ہین - نہ حجراسود پر ہاتھ رکھتے ہین - نہ وارث ٹہراتے ہین
نہ لوگون کو گواہ کرتے ہین - نہ وہ غلام مالک کا ابن مشہور ہوتا ہے
اگر یہی بات ہوتی تو پھر زید کو ابن محمد نہ کہنے پر مابعد قرآن مین زور
کیون دیا - آپکی عقل کہان ہے ؟ تبنیت اور بات ہے اور شفقتہً بیٹا کہنا

اور بات اور ہم زید کی تبنیت ثابت کر رہے ہین پس آپکا یہ فرمانا کہ
"اللہ تعالے سورہ احزاب مین فرماتا ہے محمد صاحب تمہارے مردون
مین سے کسی کا باپ نہین" صفہ آپکی جہالت پر دال ہے یہ آیت
اسوقت سنائی گئی - جب زید کی جورو حضرت پہین چکے تھے تبنیت ۳۲
برس قبل عمل مین آئی - اور ایسا ہی آپکا یہ قول بھی ہے کہ "قران مین اللہ
تعالے صاف فرماتا ہے - وحلایل ابنایکم الذین من اصلابکم تمہارے
بیٹون کی بیویان تمپر حرام ہین جو تمہارے صلبی یعنی نطفہ سے ہون"
صفہ فقرہ الذین من اصلابکم جو تمہارے نطفہ سے ہون نکاح زینب
کے بعد بڑھ کیا گیا ہے - چنانچہ حسینی مین ہے "چون حضرت رسالت
پناہ زینب را بعد ازان کہ زید بن حارث کہ پسر خواندہ آن حضرت بود
طلاق داد وحضرت بعقد نکاح در آورد مشرکان عرب آغاز سرزنش کردند
کہ زن پسر خود را خواستہ این آیت فرو آمد" پس جبوقت تک یہ فقرہ
نہین آیا ضرور زن پسر خواندہ حرام تھی - اور متبنی پر لفظ ابن کا حقیقی معنے
مین آتا تھا - حضرت نے اس آیت کے قبل تبنیت کی اور اس کے
قبل زینب کو لے لیا پس رسم عرب اور اپنی شریعت کے موافق بھی وہ ملزم
ٹھہرتے ہین پس "زید کو آنحضرت کا بیٹا (نہ) کہنا اور نکاح کو بہو سے
نکاح کر لینے پر محمول (نہ) کرنا سراسر ضد وتعصب کی وجہ سے ہے" طعن
صفہ لاریب محمد صاحب نے اپنی بہو کو بے نکاح بٹھلا لیا گو شرم چھپانے
کو بعد مین زید کے باپ بننے سے منکر ہوئے -

دفعہ دویم زید وزینب کی ناچاقی - پھر آپ فرماتے ہین کہ
"بی بی زینب اطرفین تھین اور اپنی عالی خاندانی وحسن وجمال کا خیال
کرکے انکو اسبات کا بڑا رنج تھا - کہ میری شادی ایک آزاد کردہ غلام کے

ساتھ کر دی الغرض دونون مین باہم ملال اتنا بڑھا کہ ایک کو دوسرے سے نفرت ہوگئی" یہ غلط ہے کیونکہ جو کچھ تامل زینب کو تھا۔ تجویز نکاح کے وقت تھا جب کل پہلو اس کے دکھلائے گئے اور اسکو یہ بھی معلوم ہوا کہ "زید بن محمد" ہے۔ محمد کا وارث۔ مین اب محمد کی بہو بنونگی تو اس سب عزت وتوقیر کا لحاظ کر کے یقیناً اُس جاہلانہ نفرت کا خیال اُس کے دل سے محو ہوگیا۔ اور کس حسن عقیدت وخوشی کے ساتھ مابعد زینب نے زید کو قبول کیا چودھری مولا بخش اپنی مراسلات مذہبی حصہ دویم ص۱۴۰ مین لکھتے ہین "حسب حکم خدا تعالے کا زینب نے سُنا تو حضرت سے آکر کہا کہ مجھے انکار اسی وقت تھا جب تک کہ آپ مشورتاً یہ بات فرماتے تھے۔ اور جب خدائی تعالے کی ایسی رضی مرضی ہے تو مجھے انکار نہین غرض زید کا نکاح زینب سے ہوگیا" فیروز ڈسکوی بھی یہی فرماتے ہین۔ ص۵ پس کتنی بے انصافی ہے کہ زینب کو باوجود اس فرمانبرداری رسول کے یہ مسلمان باغی بتائین حضرت نے اُس سے کہا زید کو شوہر بناؤ وہ راضی ہے۔ حضرت اس سے کہتے ہین۔ ہماری جورو بنو وہ راضی ہے۔ ایسا ہی زینب کا بھائی بھی راضی تھا چنانچہ شاہ عبدالحق لکھتے ہین "زینب نے اور اُس کے بھائی نے دونون نے کہا راضی ہوئے ہم" منہاج ۲ ص۱۶۲ "ایک سال یا زیادہ زینب زید کے ساتھ تھی" ایضاً۔ اور کوئی ملال درمیان واقع ہوا نہ کوئی نفرت کی بات نہ کشیدگی تاوقتیکہ ان حضرت کی آنکھ زینب سے لڑی اور اب درمیان کی کشیدگی لازمی تھی۔ حکیم صاحب فرماتے ہین بعد نکاح زید وزینب کے "کچھ مدت تو جیون تیون کر کے بسر ہوئے آخر زید نے اُس کے تعلی طنز وتعریض سے تنگ آکر اُسے چھوڑ دینے کا ارادہ ظاہر کیا" فصل الخطاب ص۱۹۶ ناحق زینب کو مضمون کرتے ہو جھوٹھ لگاتے ہو۔ زینب نے زید کو ہرگز دق نہ کیا تم زید سے تو پوچھو

اور سید امیر علی صاحب لکھتے ہین کہ زید نے آنحضرت کیخدمت مین حاضر ہوکر
عرض کیا - کہ مین زینب کو طلاق دینا چاہتا ہون آپنے فرمایا کیون اس سے
کیا قصور ہوا زید نے عرض کی یا رسول اللہ اُس سے کوئی قصور تو نہین
ہوا - مگر اب میرا نباہ اس سے نہوگا " ملاحظہ زید خود کہہ رہا ہے - زینب سے
کوئی قصور نہین ہوا " اور در اصل اُس سے کوئی قصور نہین ہوا تھا - جو قصور
تھا - وہ حضرت کا تھا - اُس سے عشق لگایا تھا - اسکو چاہتے تھے - زید زینب
کو حضرت کی مقبول نظر سمجھکر اس کو اپنی ماں کی برابر جاننے لگا - اور چاہا کہ اُسے
اُنکی نذر کردے " زید گمان کرو کہ حضرت این سخن را برائے این گفت کہ حسن زینب
حضرت را خوش آمدہ " آپ ناحق زینب کو الزام لگاتے ہین آپ مرد مسلمان ہین زینب
آپکی ماں ہین - ماں کا خیال کرنا چاہئے " اُس سے کوئی قصور نہین ہوا " زید صرف یہی کہتا
ہے کہ " اب میرا نباہ اس سے نہوگا " اور یہ سچ ہے اب نباہ ہوتا کیسے ؟ زوجہ آپکی تو آپکے
باپ (ابھی تک یہ لقب بحال ہے) کے دل مین بسی ہوئی تھی -
سید صاحب فرماتے ہین " شاید زید کی نفرت کا باعث زیادہ تر یہ ہوا تھا کہ زینب نے
چند کلمات کو جو آنحضرت کی زبان مبارک پر اُس وقت جاری ہوئے تھے جب آپکی
نظر اُسپر اتفاقاً پڑ گئی تھی ایسے طرز سے مکرر و متواتر کہا کہ اس طرز کو کچھ عورتین ہی
خوب جانتی ہین - تفصیل اسکی یہ ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت کسی ضرورت سے
زید کے مکان پر تشریف لے گئے تھے - اور زینب کے چہرہ کو بے نقاب دیکھکر
وہ کلمات فرمائے تھے - جو فی زمانہ ہر ایک مسلمان کسی خوبصورت تصویر یا
صنعت کو دیکھکر بے اختیار کہنے لگتا ہے " تبارک اللہ احسن الخالقین " آنحضرت
سے تو یہ کلمات صرف تعریف کی راہ سے فرمائے تھے - مگر زینب کو غرور ایسا
دامنگیر ہوا کہ اس آیت کو انھون نے متواتر اپنے شوہر کے سامنے پڑھا تاکہ معلوم
ہو کہ ہم ایسے حسین ہین کہ خود پیغمبر خدا نے ہماری تعریف کی ہے اس سے زید

کو خواہ مخواہ اور زیادہ ملال ہوا آخر الامر زید نے اپنے دل مین ٹھان لیا کہ اب
اس عورت کے ساتھ ہرگز نہ رہون گا۔" ھ ۲۰۹ اگر یہ سچ ہے تو زید غضب کا نادان
و احمق بلکہ ابن ہبنقہ تھا۔ کوئی شوہر نہین جو اپنی زوجہ کے حسین ہونیکی وجہ
سے۔ یا اسوجہ سے کہ اسکی زوجہ اپنے حسن سے آگاہ ہے۔ یا اس وجہ سے کہ
کوئی بڑا بوڑھا یا باپ اپنی بہو کے حسین ہونیکا مدعی ہے۔ اور زوجہ اُس کی
اُس سے کہی کہ میرے آبا یا سُسر مجھکو بڑا حسین جانتے ہین۔ اپنے دلمین
ملال کرے اور زوجہ کو چھوڑ دینے کا قصد ایک لمحہ کے لئے کرے۔ بلکہ حق یہ ہی
کہ جو شخص اِس قسم کے واقعہ کا مدعی ہو ہم اسکو بہت ہی احمق کہین گے۔
ہمین ایک بھید معلوم ہے صاحب نے وہ سخن اس طرز سے کہا تھا۔ کہ زینب
کو پورا یقین ہوگیا تھا۔ کہ حضرت مجھپر فریفتہ ہوگئے ہین۔ اور زید کو بھی پوری
طرح معلوم ہوگیا تھا کہ اصل واقعہ یہ ہے۔ اس لئے اس نے اپنی جورو کو طلاق
دیدیا۔ کہ محمد صاحب کا دل ٹھنڈا ہو۔ اور زینب کو ازواج رسول اللہ مین داخل
ہونیکا شرف حاصل ہو۔ حتیٰ کہ وہ ام المومنین ہوکر زید کی بھی ماں بن جاوین
نہ حضرت کی "نظر زینب پر اتفاقاً پڑ گئی تھی" اور نہ حضرت نے کوئی ایسے
بے لاگ کلمات زبان سے نکالے تھے۔ جو فی زمانہ "ہر ایک مسلمان بے
اختیار کہنے لگتا ہے" حضور صاحب ہر ایک مسلمان دیکھ چکا کہ ان کلمات نے
ایک گھر بگاڑ دیا۔ زوجہ شوہر مین نفاق پیدا کیا اور محمد صاحب کی نبوت پر
داغ لگایا جو دُھل نہین سکتا۔

دفعہ سیوم حضرت وعشق زینب "ابن بابویہ و دیگران بسندہای معتبر
از حضرت امام رضا روایت کردہ اند کہ حضرت رسول روزے برائے کارے
بخانہ زید بن حارثہ رفت وچون داخل خانہ زید شد زینب زن او را دید کہ
غسل میکند پس حضرت فرمود کہ سبحان اللہ الذی خلقک ۔۔۔۔ چون زید بخانہ برگشت

زنش خبر داد کہ رسول خدا آمد وچنین سخنے گفت وفت زید گمان کرد کہ حضرت
این سخن را برائے این گفتہ است کہ حسن او حضرت را خوش آمدہ" حیات
القلوب ص٣٠٥ پس حضرت نے زینب کو غسل کرتے ہوئے تنہائی مین
برہنہ دیکھا تہا۔ اور وہ کچھ بے اختیار زبان سے نکل گیا۔ بقول حالی سے تمکو
ہزار شرم سہی مجکو لاکھ ضبط۔ الفت وہ راز ہے۔ کہ چھپایا نہ جائیگا۔ اور ہمارا
ھیرو زید اسکا مطلب آپسے کہین زیادہ سمجھ وہ جان گئے کہ جورو اُنکی
رسول مقبول کی مقبول نظر ہوگئی۔ اور اس لئے یہ کلمات حضرت کی زبان پر
جاری ہوئے۔ آپ زید سے بہتر اس معاملہ مین سمجھ نہین رکھتے وہ اہل زبان
ہین اور حضرت کے صحابی اشارون کنایون سے ماہر پس حکیم نورالدین صاحب
کا یہ فرمانا کہ "معترضین نے عشق کا کوئی ثبوت نہین دیا" ص١٤٧ محض حیلہ
ہے۔ ہم حضرت کو مجنون یا فرہاد نہین بتاتے۔ عشق ستر سے نہین ہوتا ہم
صرف یہ کہتے ہین کہ زینب حضرت کے دلمین بس گئی آنکھ لڑ گئی۔ اور زینب
بھی سمجھ گئی اور زید بھی۔ مگر فیروزڈسکوی کی تسکین نہین ہوتی وہ فرماتے ہین
کہ آنحضرت صلعم کسی دن زید کے گھر گئے۔ اور بیوی زینب کو دیکھ اُن کے
حسن جمال پر فریفتہ ہوگئے۔ اور بے اختیار ہوکر پڑھا فتبارک اللہ احسن الخالقین
وہ یہ خیال نہین کرتے کہ بی زینب کوئی اجنبی عورت نہ تھین۔ جنکا حسن جمال
حضرت نے پیشتر کبھی نہ دیکھا ہو" ص٣ محمد حسین بھی یہی فرماتے ص١٩٣ زینب
کا نہایت خوبصورت وخوش جمال" ہونا تو ڈسکوی صاحب کو بھی تسلیم ہے ص٢٠٩
وہ حضرت امام رضا کا قول بھول جاتے ہین کہ آج حضرت چون داخل خانہ
زید شد زینب زن او را دید کہ غسل میکند" غسل کرتے ہوئے۔ تنہائی کی حالت مین
حضرت نے اُس ماہ پارہ کو کبھی نہ دیکھا تھا۔ اور اُس کے حسن وجمال نے اِس سے
قبل اُنکو کبھی ایسا گھایل نکیا تھا۔ ایسی حالت مین ڈسکوی صاحب کا زینب کو لے ستر

دیکھنا کیا کچھ اثر پیدا کر گیا اس کلمہ تعجب و تحسین سے عیان ہے جو انکی منہ سے
اس وقت بے اختیار نکل گیا۔ بتاؤ تو کیا کبھی پہلے بھی حضرت نے زینب کو غسل
کرتے ہوئے تنہا دیکھا تھا؟ اور دیکھکر یہ کلمات نکالے تھے۔؟ آخر پیشتر بھی تو اسکو
دیکھا تھا پس آج اس خاص تحسین و آفرین کا کیا سبب ہے؟ اس نئی بے اختیاری
کا کوئی نیا سبب ہے ہان وہی جو ہم بتاتے ہین ع رموزِ عاشقان عاشق
داند۔ زینب حضرت کے چہرہ کی رنگت آنکھون کی جنبش لبون کی حرکت اور
آواز کی لوچ سے فوراً پہچان گئی کہ بروتش زد۔ اس گفت و شنید کا تذکرہ شوہر سے
کیا وہ بھی سمجھ گیا "کہ حضرت این سخن را برلے آن گفتہ است کہ حسن او حضرت
راخوش آمدہ" یہ مولوی نہین سمجھتے یا سمجھتے ہین پر نا سمجھی کرتے ہین۔
یہ قصہ جو ہم نے ابھی سنایا۔ بلکہ ہم نے نہین امام رضا نے سید صاحب بھی
اسکی تصدیق کرتے ہین۔ اور مولوی ڈسکوی کو بھی مجال انکار نہین۔ علاوہ انکے
مفسرین نے بھی بڑی تفصیل و تشریح سے اسکو بیان کیا ہے۔ ور محمد حسین
ور دوسے فرماتے ہین "افسوس ان مفسرین نے اُن باتون کو بے سوچا اور اس قصہ
کو تفاسیر مین نقل کر کے مخالفین اسلام کو آنحضرت پر حسن پرستی اور تعشق کا الزام و اتہام قائم
کرنیکا موقع دیدیا" (صفحہ ۱۹۹)! افسوس یہ لوگ مولوی صاحب کی مزویات مناظرہ کو نہ
سوچے۔ اب ان پر تبت یدا آپڑنے سے کیا ہو سکتا ہے۔ مولوی صاحب فرماتے
ہین۔ "جو عامہ تفاسیر مین لکھا ہے۔ کہ آنحضرت کی ایکدن اتفاقیہ زینب پر نگاہ
پڑی تو آپ کو اسکی شکل پسند آگئی اور آپکے منہ سے اسکی تعریف نکل گئی۔ زید کو
خبر ہوئی تو اس نے بپاس خاطر آنحضرت اسکو طلاق دینی چاہئے۔ جسپر آنحضرت
نے اسکو ظاہر زبان سے تو طلاق دینے سے روکا مگر دل مین آپکے خیال تھا
کہ پھر طلاق دے تو آپ اسکو نکاح مین لاوین یہ محض واہی قصہ ہے" (صفحہ ۱۹۸)
کچھ دن بعد تو آپ زینب کے وجود سے بھی انکار کر جائینگے جیسے نورالدین

ماریہ کے وجود سے انکار کیا حضرت یہ قصہ عیسائیون نے نہین گڑھا ہے - اہل بیت سے امام رضا اس کے راوی ہین - اور آپ سے زیادہ حامی اسلام سید امیر علی بھی اس سے انکار نہین کر سکتے - کہین واہی کہدینے سے کوئی واقعہ تاریخ واہی ہو سکتا ہے - واضح ہو کہ اس واقعہ کے قبل زوجہ شوہر مین خوب بنی ہوئی تھی - چنانچہ "ایکسال یا زیادہ زینب زید کے ساتھ تھی اور بعد اس کے حق تعالے نے اعلام فرمایا کہ ہمارے علم قدیم مین ایسا جاری ہوا ہے کہ زینب رسول خدا کی ازواج مین داخل ہو پس درمیان زید و زینب کے ناسازگاری پیدا ہوئی" منہاج صـ۹۶۴ جب خدا نے محمد صاحب کو بتا دیا کہ زینب تمہاری جورو ازل مین ہو چکی - مگر درمیان مین زید کی جورو کس ازلی غلطی سے ہو گئی کہ حضرت پر داغ لگ گیا - اور زینب کو برہنہ حضرت دیکھکر وہ کلمات اضطراب دل کے نکال چکے اور زینب کو معلوم ہوا کہ کیا معنی حضرت کے ہین اور زید کو بھی یقین ہو گیا - تب زید نے طلاق کی ٹھانی پہلی نہین اور اب زید ہر طرح مجبور تھا - بغیر جورو سے ہاتھ دہوئے گذارا نہ تھا - ورنہ سچے اسلام یعنی محمدیت مین فرق آتا تھا - اے ہندی مولویو - ڈسکہ یو - کانپوریو - اور بھیرویو - بٹالویو - علامہ عبد الرحمن الصفوری الشافعی کے نزہت المجالس جز ثانی صـ۱۰۳ مناقب امہات مومنین تذکرہ زینب پڑھو - اُس مین لکھا ہے - کانت بیضاء جمیلۃ سمینۃ فابصرہا النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد حین عند زید فاعجبتہ فقال سبحان اللہ مقلب القلوب وکان من خصائصہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا رأے امرأۃ واعجبتہ حرمت علی زوجہا وحرم علی زوجہا امساکہا وکانت نائمۃ فسمعت التسبیح فاخبرت زوجہا زیدا بذالک فقال یا رسول اللہ ائذن لی فی طلاقہا فقال امسک علیک زوجک اتق اللہ الخ یعنی زینب رنگ کی گوری حسین و جسیم تھی - پس اس کو نبی صلعم نے دیکھا یا کچھ دنون بعد زید کے گہر مین پس حضرت کو وہ بھلی لگی

پس کہا سبحان اللہ مقلب القلوب اور یہ امر آنحضرت صلعم کے خصایص سے تھا۔ کہ جب کسی عورت کو دیکھ پاتے اور وہ آپ کو بھلی لگ جاتی تو وہ حرام ہوجاتی اپنے شوہر پر اور حرام ہوجاتا شوہر پر اس عورت کا رکھنا۔ زینب سوتی تھی اور اس نے تسبیح سن پائی پس اپنے شوہر کو خبر دی اس بات کی پس اس نے کہا یا رسول اللہ مجھکو اجازت دو تو مین عورت کو طلاق دون حضرت نے فرمایا اپنی عورت کو اپنے پاس رکھ اور ڈر اللہ سے الخ ناظرین اس خصایص نبوی پر خوب غور کرو۔ جس شخص کی عورت حضرت کو بھا جاتی وہ شوہر کو حرام ہوجاتی تھی۔ حضرت سے کلمات تحسین زبان سے نکلے عورت سمجھی کہ مین حضرت کو بھاگئی۔ مومنہ تھی۔ شوہر کو خبر کردی۔ شوہر بھی مومن تھا دونون سمجھے کہ اب علاقہ زن وشوہری کا قایم نہین رہ سکتا۔ اس وجہ سے طلاق ہوا۔ نہ زوجہ کا قصور ہے نہ شوہر کا۔ قصور اس خصایص نبوی کا ہے اگر حسنت جمیع خصالہ کہنے والے بھی مان لین۔

دفعہ چہارم۔ اخفائے عشق مع آخرالامر زید نے اپنے دلمین ٹھان لیا کہ اب مین اس عورت کے ساتھ نہ رہونگا۔ اور انھون نے آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کیا کہ مین زینب کو طلاق دینا چاہتا ہون آپنے فرمایا "کیون اس سے کیا قصور ہوا" زید نے عرض کیا "یا رسول اللہ اُس سے کوئی قصور تو نہین ہوا۔ مگر اب میرا نباہ اُس سے نہ ہوگا" آنحضرت نے تب تاکید فرمایا کہ "جا اور اپنی زوجہ کی حفاظت کر اور اُس سے اچھی طرح پیش آ"۔ ۔ ۔ مگر زید اپنے ارادہ طلاق سے نہ باز آیا اور باوجودیکہ آنحضرت نے ایسا حکم دیا تھا لیکن اُس نے زینب کو طلاق دیدیا۔ آنحضرت کو زید کے اس فعل سے خفگی اور زیادہ رنج ہوا" صفحہ ۲۰۹ اُنہون نے زید کو بہت روکا اور تلخی معاشرت پر صبر کرنے کو بہت نصیحت و ہدایت کی اور بسخت الحاح واصرار کہا" صفحہ ۱۹۹ فصل الخطاب حضرت کے عشق نے زوجہ وشوہر

کو الگ کیا محض اسوجہ سے زید زینب کو طلاق دینا چاہتا تھا۔ اور حضرت محض زبان سے کہتے کہ طلاق مت دے حالانکہ دلسے چاہتے تھے۔ کہ طلاق ہو جاوے اور طلاق سے بڑے خوش تھے۔ یہ قران کی نص سے بھی ثابت ہے تعجب تو کہنے لگا۔ اُس شخص کو جسپر اللہ نے احسان کیا اور تو نے احسان کیا رہنے دے اپنے پاس اپنی جورو کو اور ڈر اللہ سے اور تو چھپاتا تھا اپنے دل میں ایک چیز اللہ اُسکو کہولا چاہتا ہے۔ اور ڈرتا تھا لوگون سے " احزاب ع ۵ مفسرین نے اس آخری فقرہ وتخفی فی نفسک ما اللہ مبدیہ کے معنی عشق زینب بتاے ہین۔ چنانچہ جلالین مین ہے من حبہا وان لو فارقہا زید تزوجہا جس سے اظہر ہے کہ جو حضرت زبان سے کہتے تھے۔ اُس کے عین خلاف دل مین تھا مگر حکیم صاحب عیسائیون کی شوخی وجرات سخت قابل افسوس" بتلاتے ہین۔ جو وہ کہتے ہین کہ آنحضرت نے اوپرے دل سے زید کو منع کیا تھا" صفحہ ۱۷ جناب بندہ آپ شاہ عبد الحق محدث دہلوی کی شوخی وجرات کو دیکھیں وہ مدارج النبوۃ مین فرماتے ہین "حضرت نے فرمایا نگاہ رکھہ اوپر اپنے اپنی زن کے تئین اور خدا سے ڈر لیکن خاطر انور اُس جناب کی چاہتی تھی۔ کہ زید اُسے طلاق دیوے لیکن شرم رکھتے تھے۔ کہ اُسے امر کرین زینب کی طلاق پر اور اس بات سے بھی اندیشہ فرماتے تھے کہ لوگ کہین کہ اپنے فرزند کی اہلیہ چاہتا ہے اور اہل جاہلیت جس عورت کو اپنے فرزند خواندہ سے منسوب کرتے تھے۔ حرام جانتے تھے جسطرح اپنی صلبی بیٹے کی جورو کو" صفحہ ۲۶۵ روضۃ الاحباب مین بجنسہ یہی ہے۔ دیکھو یہ معنی حضرت کے " بہت لغیت دداہت وسخت الحاح واصرار" کیے ہین مگر ہات " خاطر انور اُسجناب کی چاہتی تھی" اکچھہ اور۔ اور حضرت نے زبان جاہلیت کے رسم کے موافق زید کی تبنیت کی تھی۔ اُسکو اپنا وارث ٹھہرا کر لوگون کو گواہ ٹھہرایا تھا۔ اور زید کو نام ابن محمد کا دیا تھا۔ کیونکہ عرب

مین ہندوؤن کیطرح منہ بولا بیٹا صلبی بیٹے کی مانند سمجھا جاتا تھا" فصل الخطاب
اول ص ۱۶۷ حضرت نے بھی رسم ادا کی تھی۔ پس حکیم صاحب کا یہ فرمانا کہ "اگر لیپالک
کی جورو سے شادی منع ہے تو اسکا ثبوت توریت یا انجیل یا شرع محمدی (قران)
سے یا دلایل عقلیہ سے دیا ہوتا" ص ۱۶۸ بالکل باطل ہے۔ کیونکہ دراصل شرع محمدی
نے شرع عرب تبنیت کو تسلیم کرکے زید کو محمد کا بیٹا بنا دیا تھا۔ اور کل حقوق
اُس کو وراثت وغیرہ کے حسب قواعد ملک عرب دلائے تھے۔ اس قاعدہ
کی رو سے۔ اُس شریعت کی رو سے۔ جسمین حضرت نے کبھی کوئی مضرت
ملکی یا اخلاقی نہین دیکھی تھی۔ بلکہ جسکے حسن کے قایل ہوکر خود اسکو بخوشی برتا
تھا۔ اُسی شریعت کی رو سے زینب محمد صاحب پر حرام تھی۔ اب آج زینب
سے عشق کرکے حضرت اسی شرع محمدی کو اپنے فایدہ اور حظ نفس کے واسطے
منسوخ کرکے فرماتے ہین مین کسی کا باپ نہین اور تبنیت ناجایز ہے یہ مسموع
نہین اسوجہ سے حضرت خدا کی چوری کرتے تھے۔ زبان سے جھوٹھ بولتے تھے
کیونکہ لوگون سے ڈرتے تھے۔ بدنام ہونے کا خوف تھا۔ بدنامی کو یون مٹایا
کہ آسمان سے آیت بلائی۔

دفعہ پنجم۔ جب طلاق زینب کو زید نے دے دیا۔ ہمارے مُصنّف فرماتے
ہین "اُس واقعہ کے چند مدت بعد زینب نے آن حضرت سے کہلا بھیجا کہ زید نے
تو مجھکو طلاق دے دیا ہے اب میری پرورش آپ ہی پر موقوف ہے۔ پس
اسوجہ سے آنحضرت نے اُس سے عقد کرلیا" یہ بھی صریح خلاف واقعہ ہے۔
یارون کی من گھڑت جسکے لئے مصنف کوئی سند نہین دے سکتا۔ اصل یون ہی
کہ جب عدت زینب کی تمام ہوئی۔ حضرت نے زید کو فرمایا جا زینب کو
واسطے میرے خواستگاری کر اور حکمت تخصیص کرنے مین زید کے واسطے اسکام
کے یہ کہتے ہین کہ لوگ گمان نکرین۔ ٹھہراؤ سے واقع ہوا ہے بدون رضامندی

زید کے" صفحہ ۹۶ سچ تو یہ ہے کہ یہ غیرت و یہ اطاعت کسی صحابی رضی اللہ عنہ
ہی کے دلمین ہوسکتی تھی - کہ نہ یہ ہی کی جورو لے جاوے - اور نہ یہ ہی سے
کہا جاوے کہ جاؤ بیٹا زینب کو ہمارا پیغام دے آؤ - صد آفرین آے زید
تمہارے دلپر - تم جہالت سے اپنے حقوق فرزندانہ ہی سمجھے تھے - غلامی نے اور
بد صحبت نے تمہارے آدمیت کو کہو دیا تھا - ڈسکوی صاحب نے ایک اور حیلہ
تجویز کیا ہے - آپ فرماتے ہین - کہ "آن حضرت کو خاطر یہ فکر تھی کہ اگر زید
نے زینب کو چھوڑ ہی دیا تو مین اُسکی تلافی اور زینب کے لواحق کو جو اس معاملہ
کے سرانجام ہونے سے ایک گونہ صدمہ لاحق ہوگیا تھا - اُسکی تلافی کے خیال
سے آن حضرت کا ارادہ ہوا کہ زینب سے خود نکاح کرلین" صفحہ ۹۸ دیکھو
قاضی جی شہر کے اندیشہ سے دبلے ہین کوئی اپنی جورو کو طلاق دے آپ
کو فکر دامنگیر ہے کہ اس سے نکاح کون کریگا حالانکہ زینب کے حق مین ایسی
فکر بھی بے سود تھی وہ حسینہ ماہ رو پری وش جسپر خود حضرت سو جان سے قربان
ہوگئے تھے - اس کو شوہرون کی کیا کمی تھی - اور اگر بقول آپکے "اُس معاملہ کی
سرانجام ہونے سے ایک گونہ صدمہ" زینت اور اُس کے لواحق کو لاحق ہوگیا تھا -
تو اسکی جوابدہی بھی حضرت کے سر پر نہ تھی اگر آپ کا یہ سخن درست ہے کہ
"حضرت زینب کو جب اپنے حسن وجمال اور شریف القوم ہونے کا خیال
آتا - تو اُس سے صبر نہو سکتا آخر زید اسکی آنکھو نمین بہت حقیر لگتا رنجش شروع
ہوتے ہوتے لڑائی تک نوبت پہونچی اور زید بہت تنگ ہوجاتا" صفحہ ۹۷ دیکھو
ایسی عورت جو اپنے شوہر کا دم ناک مین کرتی تھی - اور شوہر کو مثل کتے کے
حقیر جانتی تھی - اور لڑنے اور مارنے کو مستعد رہتی تھی - سو وہ کس رعایت کی
مستحق ہوسکتی تھی ؟ - کیا انھین بد اطواریون کی شاباشی مین حضرت نے زینب
کو اُس کے مظلوم شوہر زید کی مان بنا کر اپنی جورو بنایا تھا ؟ مولویو! تمہاری عقل

[illegible]

کہان ہے؟ پس اگر شوہر مین اور اُس مین بوجہ اُسکی اپنی بد اخلاقی و بد اطواری کے جدائی ہوگئی تھی تو کون شخص حضرت کو اس جدائی کا الزام دے سکتا؟ جدائی عشق ناجائز نے کرائی مولویو ایسے حیلون سے کیا ہوتا ہے حق بات صرف یہ ہے کہ زینب حضرت کے دل مین بس گئی تھی۔ وہ اُسکو کسی نہ کسی بہانہ سے لینا چاہتے تھے بلّی اللہ کے نام پر چوہے نہین مارتی ہے۔

"القصہ زید بموجب فرمان از سرِ صدق و اخلاص روان ہوا" زید کہتا ہے کہ جب زینب کے گھر آیا مین میری آنکھون مین ایسی بزرگ معلوم ہوئی کہ مین اُس کی طرف نگاہ نکر سکا" منہاج النبوۃ۔ آفرین ہے تیرے ادب پر! ابھی تک زید "ابن محمد" کہلاتا ہے۔ یہ ہمیشہ محمد صاحب کو اپنا باپ سمجھتا تھا۔ اب بھی سمجھتا ہے۔ زید اُسکی جورو اب محمد کی جورو ہونے والی ہے۔ بلاشک اُسکی آنکھہ مین "ایسی بزرگ معلوم ہوئی" کیونکہ مان تھی۔ حتیٰ کہ اس کیطرف نگاہ نکر سکا" اے کاش زینب محمد صاحب کو ایسی خود معلوم ہوئی ہوتی۔ جیسی بزرگ اب وہ زید کی آنکھون مین تھی۔ کہ وہ اُسکی طرف نگاہ نہ کر سکتے۔ پس نہ زینب نے پرورش کی درخواست کی نہ پیغام نکاح مین سبقت کی نہ زید سے طلاق پانے پر اُسے یا اُس کے لواحق کو صدمہ پہونچا اور نہ یہ ہوا اور نہ وہ ہوا۔ یہ سب بے صبری تھی۔ حضرت کی جو اُن کے عشق نے اُنسے کرائی۔ زینب کو کوئی ضرورت پرورش کی نہ تھی۔ نہ اُسکو نکاح کی عجلت تھی۔ وہ حضرت کی بے صبری اور اضطرابی سے واقف تھی۔ چنانچہ لکھا ہے کہ محمد صاحب نے زینب سے نکاح بھی نکیا نہ کوئی شاہد ہوا۔ زینب کو معلوم بھی نہ تھا کہ یکایک اُس کے گھر مین آگھسے اور اُس سے مقاربت کر لی جس سے اسکو از حد تعجب ہوا۔ چنانچہ "مروی ہے کہ حضرت زینب کے گھر تشریف لیگئے

درحالیکہ وہ سر برہنہ تھی عرض کی بے گواہ یا رسول اللہ فرمایا اللہ الزوج و جبرئیل شاہد" ص۲۶۶ اللہ اور جبرئیل سے بھی نہ شرمائے۔
ایک امر یہان گوشگذار کرنا منظور ہے کہ زینب نے جو کہا تھا "بے گواہ یا رسول اللہ" تو یہ عین شریعت اسلام تھی۔ اور محمد صاحب نے زینب سے بے گواہ صحبت کر کے شریعت سے قطعی انحراف کیا۔ کیونکہ جامع ترمذی کتاب النکاح مین ہے کہ "نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زنا کرنے والی ہین وہ عورتین کہ نکاح کرتی ہین اپنا بغیر شاہدون کے"۔ چنانچہ اس صریحی زناکاری سے بچنے کے لئے اس نے حضرت سے کہا۔ (اور وہ خود حضرت کی شریعت کے مطابق تہا) کہ "بے گواہ یا رسول اللہ" مگر حضرت جوش مین تھے۔ اور نہ شرمائے فرمایا اللہ و جبرئیل گواہ ہے۔ اور اللہ تو گواہ ہے۔ اور جبرائیل بھی کون چیز ان آنکھون سے پوشیدہ ہے۔ مگر روز حساب انکی شہادت کا حال کھلیگا۔ پس حضرت نے بلا نکاح و بے گواہ زینب سے صحبت کی اور اس قسم کی صحبت شرع اسلام کے مطابق زنا ہے۔ جسکی تاریخی نظیر صرف مسلیمہ و سجاح کا ازدواج بے وقوع نکاح ہوسکتا ہے۔ مگر اسمین معصیت کم تھی۔ پادری مولوی ڈاکٹر عماد الدین صاحب نے اس آسمانی نکاح کے جواز پر عمدہ ریمارک کیا ہے۔ جسکو ڈسکوی صاحب اڑا گئے "مین کہتا ہون کہ آسمان پر ہی جاکر جورو خصم کہلاؤ۔ دنیا مین جو خلاف دستور کام ہے۔ جورو خصم نہین کہلا سکتے۔ بلکہ گناہ کا میل ہے" تاریخ محمدی ص۲۷۳ پس ڈسکوی صاحب کا خصم کے مقابلہ مین یہ فرمانا کہ "جس امر کی شارع کو خود اللہ تعالے نے خبر دیدی اسمین چون و چرا کرنے والا کون" ص۲۴ ہمکو تعجب مین لاتا ہے۔ اے حضرت اسی الہام و وحی پر تو ہم کو اعتراض ہے۔ آپ اسکو سند اً پیش کرتے ہین۔ ہم تو یہی کہتے ہین کہ محمد صاحب نے خدا پر بہتان باندھا۔ زنا کیا اور اسکو حکم خدا بتلایا۔

دفعہ ششم زید بن حارثہ۔

روضۃ الاحباب مین لکھا ہے کہ "چون آن سرور زینب را بخواست منافقان مدینہ زبان طعن کشودند و گفتند کہ محمد زن پسر خود را خواست آیت آمد۔ ما کان محمد ابا احد رجالکم (یعنی محمد تم مین سے کسی کا باپ نہین ہے) و این آیت نیز نازل شد۔ ادعوهم لاباهم هو اقسط عند الله (یعنی پکارو لےپالکون کو اُن کے باپ کا کہکر یہ زیادہ بھلا ہے۔ خدا کے آگے) ص۵۹۹ چنانچہ حسینی بھی پہلی آیت کی تفسیر مین یہی تشریح کرتا ہے جلد ۲ ص۲۰۳ اس سورۃ مین جسمین زید و زینب کا ذکر ہے ع حضرت نے اپنی جورُون کو مسلمانون پر حرام ٹھرایا ہے اور قرآن مین یہ آیت بھی نازل کی گئی ہے ۔ازواجہ امہاتہم احزاب ع محمد کی جورُوئین مسلمانون کی مائین ہین ۔اور اس سے دلیل حرمت یون آشکارہ ہوئی ہے۔ ازواج او مادران اند و مادر بر فرزند حرام است" حسینی۔ دیکھو یہ منطق! اپنی جورُونکو مسلمانون پر حرام کرنے کے لئے مسلمانون کی مائین بناتے ہین اور ابھی تک زید کو اپنا بیٹا بنائے رہے ۔اور آپ اُسکے باپ بنے رہے مگر اب کہتے ہین "محمد باپ نہین کسی کا تمہارے مردون مین"۔ احزاب ع تاکہ آبا کہنے والون کی جورُوئین حرام نہ ہوجاوین ۔مگر محمد کی جورُوئین ایمانداران کی مائین" بدستور ہین یعنی ازواج حضرت تو ایمانداروں کی امان ہین مگر حضرت اُنکے آبا نہین ۔ یہ کیا ایمانداری ہے ؟۔

"سید صاحب کا یہ فرمانا بہت بیجا ہے کہ "اس پر مشرکین قریش نے بڑا غل مچایا حالانکہ خود اُنکا یہ حال تھا۔ کہ اپنی ماؤن اور خوشدامنون سے شادی کرلیتے تھے" اور ڈاکٹر لیٹنر بھی وہی آواز بازگشت سناتے ہین "عرب کے جاہل بت پرست اپنے متوفی باپ کی عورتون کو بجز اپنی حقیقی مان کے اپنی حرم مین داخل کرلیتے تھے" لکچر مذہب محمد ص۱۳! یہ بھی جھوٹ ہے ۔ اور بستان شعرائے اہل عرب کا مجموعہ

صاحب پر الزام لگانا ہرگز بیجا نہین کیونکہ دراصل اُنکے اخلاق اس بارہ مین بہت اچھے تھے وہ اپنی ماؤن سے یا بہوؤن سے شادی کو حرام سمجھتے تھے چنانچہ ابو الفدا مین اہل عرب قبل اسلام کے بیان مین مذکور ہے کہ "وہ لوگ مان اور بیٹی سے نکاح نکرتے تھے - اور دو بہنون کو جمع کرنا اُنکے نزدیک بہت بُرا تھا - اور جو شخص اپنی باپ کی جورو کو اپنے گھر مین ڈال لیتا اُسکو بُرا جانتے تھے - اُسکو مادر . . . . . کہتے تھے" ص۳۳ یہ لوگ ایسے بے حیا نہ تھے بہرکیف اس مین شبہہ نہین ہوسکتا کہ زید کو اپنی جورو چھن جانیکا اتنا رنج نہوا ہوگا - جتنا اس خطاب زید بن محمد کے چھن جانیکا - ان پر ستم ہوا افسوس زید لٹ گئے !!! اب تک حضرت اُنکو اپنا بیٹا بنائے رہے - مگر اب نیا سلوک کیا جاتا ہے ٹھیٹھ ہندی مین اسکو چچا بنانا کہتے ہین -

دفعہ ہفتم زید کی وفاداری -

سید امیر علی صاحب نے اپنی انگریزی کتاب کے حاشیہ ص۲۳۶ مین ایک نئی بات یہ بھی تحریر فرمائی ہے کہ "سب سے بڑی سعیار بہی کی پاکبازی کی یہ تھی کہ زید نے اپنے آقا کے ساتھ جانبازی مین کبھی کوتاہی نہ کی" اور حکیم صاحب رقم طراز ہین کہ "اگر اس عقد مین کوئی امر معیوب اور قادح نبوت ہوتا تو یقیناً اول منکر زید ہوتا" فصل الخطاب اول ص۱۷۱ ہم کہتے ہین کہ منکر ہوکر کسی قاضی کے ہان فریاد کرتا - اور اگر انکار و بے وفائی نہین کی تو یہ زید کی تعریف کی بات ہے اور محمد صاحب کا جرم اور بدتر ہوتا ہے - پر اگر زید کی جانبازی کا قصہ درست ہو - تو ہم اسکا آپ سے زیادہ قابل اطمینان سبب بتائے دیتے ہین - آخر زید غلام رہچکا تھا غلامی انسان کے دل پر بُرا اثر پیدا کرتی ہے طبعی آزادی حمیت وغیرت اس سے بالکل دور ہوجاتی ہے - اگر آقا اپنے غلام کی جورو چھین لے یا اس کے بچون کو اس سے جُدا کردے تو وہ صبر کرتا ہے - حالت مجبوری مین

حادثات اس کے دلپر کوئی غیر معمولی اثر نہین پیدا کرتے - جب زینب باوجود
اس واقعہ کے زید کو ایسی بزرگ معلوم ہوئی" اور اسکو اُسے اپنی ماں بنانے ہوئے
کوئی ملال نہ ہوا تو زید کو محمد صاحب کی وہ حرکت جو چاہیئے کیسی ہی زشت و
زبون کیون تھی - کیون کر بُری معلوم ہو سکتی - جب خود قران مین اسی معاملہ
کی بابت وارد ہوا "کام نہین کسی ایماندار مرد کا نہ عورت کا جب ٹھہرادے -
اللہ اور اُسکا رسول کچھہ کام کہ اُنکو رہے اختیار اپنے کام کا اور جو کوئی بے حکم
چلا اللہ کے اور اُس کے رسول کے سو راہ بھولا صریح چوککر" احزاب ع جہان
خدا کے علم قدیم مین یہ ٹھہر چکا تھا - کہ زینب محمد کی جورو ہوگی - وہان یہ بھی
ٹھہر چکا تھا - کہ بچارے زید کی جورو محمد لیلینگے - اب اللہ نے محمد صاحب کا نکاح
زینب سے کر دیا - جبرئیل شاہد ہے - یہ قسمت کی بدی تھی - رضا بقضا - اسلام کے
معنی ہی ہین یعنی گردن نہادن"

دفعہ ہشتم - غیرت صحابہ کرام -

حکیم صاحب تعلّی کی لیتے ہین اور فرماتے ہین "بڑے بڑے غیور جری صحابہ جو
یقیناً ہمون اور باغیرون سے بہت بڑھکر وقعت وغیرت مین تھے - جو اسلام کے
رکن تھے - بہت جلد ہان اُسی دم ٹوٹ پھوٹ جاتے اگر محمد صاحب کا یہ فعل معیوب
وقادح نبوت ہوتا ص۱۷۱و۱۷۲ اب ہمکو مجبوراً دکھلانا پڑا کہ حضرت محمد صاحب
کے صحابہ کے دل مین غیرت کو بہت بڑی گنجایش نہ تھی - چنانچہ مدینہ مین
جو عبدالرحمن بن عوف اور سعد بن الربیع مین حضرت نے برادری قایم کی تھی -
ایک دن سعد نے عبدالرحمن سے کہا "اے بھائی میرے پاس دولت بہت
ہے - مین ایک حصہ مین تیرے ساتھ شریک ہونگا - اور دیکھہ میری دو جورویین
ہین - انہین سے جسکو تو چاہیئے پسند کر لے اور مین اسکو طلاق دیدونگا کہ تو اُسے
جورو بنالے - چنانچہ سعد نے طلاق دیدی اور اُن کے بھائی عبدالرحمن نے

اس سے نکاح کرلیا اور سعد کیساتھ رہا کیئے - (اسکو میور صاحب نے بحوالہ کاتب الواقدی
اپنی جلد ۲ صفحہ ۲۷۳ مین لکہا ہے) اور مفسر ابو السعود اپنی تفسیر جلد ہفتم صفحہ ۴۸۴ مین
انصار اور مہاجرین کی رسم جورو بدلول کے صدر الاسلام مین جواز کا ذکر کرتا ہے
اور اسکو حضرت داؤد کی سنت قرار دیتا ہے - ہمارے زمانہ کے مولوی صاحبان
زیادہ باغیرت ہین وہ اس قسم کی برادری مثل صحابہ کرام کے نباہنے کے لئے
راضی نہ ہونگے - اسی طرح روضۃ الاحباب جلد اول - آخر کے قریب درباب
جواز مزاح حق وظرایف ولطایف صفحہ ۱۶۹ مین مرقوم ہے کہ "مرویست کہ ضحاک
ابن سفیان کلابی مردے بود بغایت قبیح الوجہ آمد با پیغمبر صلعم مبایعہ کرد وعایشہ
پیش حضرت نشستہ بود وپیش از نزول آیت حجاب اگہ گفت پیش من دو زن ہستند
احسن ازین حمیرا یعنی عایشہ یکے را ترک کنم تا تو او را بخواہی" زید کیطرح ضحاک یا
سعد سے نہ غیرت ہین زیادہ تھے - اور نہ وفاداری محمد صاحب مین کم - پس ملا
باقر مجلسی کا یہ قول بہت درست ہے کہ "زید گمان کرد کہ حسن زینب حضرت را
خوش آمدہ است" اور اس نے طلاق دیدیا - بلکہ اپنی جورو خود محمد صاحب کو سونپ
دی - اس زمانہ مین ایسی باتین ہوا کرتی تہین - تعجب نہین - اب یہ باتین دیوثی
کہی جاتی ہین - اس سے مسلمان بہی تامل کرتے ہین ہم نے تو کسی چہوہڑے اور
باجگیر کی ایسی بے غیرتی نہین سنی - یہ صحابہ کا حصہ تھا - مولوی محمد حسین صاحب
نے اپنے خطبہ مین حرمت خنزیر کے باب مین فرمایا تہا کہ منجملہ حیوانات کے
ایک یہی بڑا بے غیرت ہے - اور حیوانات اپنے مطلوب مادہ پر دوسرے حیوانات
کا مقابلہ اور غیرت کرتے ہین اس غیرت سے خالی ہے تو صرف یہی ایک حیوان
ہے - یہی وجہ ہے کہ جو لوگ اس جانور کا گوشت کہانیکے عادی ہین - انہین وہ
غیرت نہین ہوتی ایک کی جورو کو دوسرا ہاتھ مین ہاتھ ڈالکر خلوت مین لیجائی
تو وہ غیرت نہیں کرتے ۱۲ صفحہ ۳۲۵ اشاعۃ السنۃ نمبر ۱۱ جلد ۱۷ - مولوی صاحب کے

شاید معلوم نہ تھا - کہ صحابہ کرام ایک دوسرے کو اپنی جورو کا ہاتھ خود پکڑ اکر خلوت میں بھیجدیتے تھے - شاید حکم حرمت خنزیر کے قبل کا یہ واقعہ ہو -

دفعہ ششم ازالتہ الشکوک -

(۱) مولوی فیروز الدین صاحب فرماتے ہین "رسول خدا پہلے ہی کنوار پنے مین زینب کو بلا مزاحمت اپنے نکاح مین لا سکتے تھے" اگر حضرت زینب کے حسن کے خواستگار ہوتے ہ۔ اسکا جواب ہم اس فصل کی دفعہ سیوم مین دے چکے ہین - اور یہان پھر یاد دلاتے ہین کہ الزام صرف یہ ہے - کہ حضرت شہوت پرستی کے لحاظ سے اپنی نفس پر قادر نہ تھے - جسوقت کوئی عورت اُنکے دل مین بس گئی فوراً چاہے کچھ ہی کیون نہو اس سے مل بیٹھتے زینب اگر اسوقت اُنکے دل مین بس جاتی تو آج یہ نوبت نہ آئی اسوقت اُنکے دل مین اپنے واسطے اُسکے لئے جگہ نہ تھی شفقت پدرانہ سے اپنے عزیز فرزند زید کو دیکر اُسکو اپنی بہو بنانا اور زید کا مرتبہ بڑہانا منظور تھا - مگر اتفاقاً جو اسکو غسل کرتے ایک نظر دیکھ پایا آتش شہوت افروختہ ہوئی اور تاب صبر باقی نہ رہی اور وہ کیا جو کیا - اس طرح زینب کو دیکھنے کا آپکو اتفاق پہلے کبھی نہ پڑا تھا پس پہلے نکاح نکرنے کا سبب بھی موجود تھا - اور مابعد نکاح کرنے کی اضطرابی کا بھی

(۲) حکیم صاحب نے ایک عذر یہ بیان کیا ہے کہ "قوم اور ملک اور رسوم کے مخالف حضرت کو دو عظیم مشکلون کا سامہا پڑا ایک تو خدا کے قول و فعل کے مطابق تبنیت کا توڑنا اور دوسرا ایک مطلقہ عورت سے جس سے شادی کرنا - عرب جاہلیت مین سخت قابل ملامت و نفرت اور ذلت تصور کرتے تھے نکاح کرنا - مگر چونکہ عقلاً و رسماً و شرعاً یہ افعال معیوب نہ تھے - اور ضرور تھا کہ مصلح و ہادی خود نظیر بنے تاکہ تابعین کو تحریک و ترغیب ہو" فصل الخطاب ص ۱۷۱

اول رسم تبنیت کا توڑنا - حضرت نے اس رسم کو خود اختیار کیا تھا - زید کو اپنا

بیٹا بنایا تھا۔ اُسکو اپنا وارث گردانا تھا جیسا بتایا گیا۔ زینب کا نکاح ۵ھ
مین ہوا جس کے قبل ۱۰ سال تک آپ اس رسم کو اپنے زمانہ نبوت مین
بھی برتتے رہے اور اس مین کوئی رسمی یا عقلی یا شرعی عیب نہ دیکھا۔ اگر یہ خدا
کے قول و فعل کے مطابق "نہ تہا۔ تو ۱۰ سال زمانہ نبوت مین حضرت کیا کرتے
رہے تھے۔ اور کیون اس گمراہی مین مبتلا رہے۔ پھر اگر یکایک معلوم ہو گیا
کہ وہ رسم معیوب ہے تو کیا صرف یہ کہدینا کہ خدا حکم کرتا ہے کہ متبنٰی بیٹے اصلی
بیٹے نہین اور تبنیت اسلام مین شرعًا ناجائز ہے اس رسم کو مٹانے کے لئے کافی
نہ تھی۔ کیا ضرور تھا۔ کہ تبنیت کو ناجائز ثابت کرنے کے لئے متبنٰی کی جورو چھینی
جاوے؟ دیکھو شراب اسلام مین ایک مدت تک حلال رہی بابعد حرمت شراب
کا حکم ہوا شراب حرام ہو گئی۔ ڈسکوی صاحب فرماتے ہین "آنحضرت صلعم
کا یہ فعل لوگون کے لئے عملی نمونہ اور نظیر ٹھہر کر عرب اور تمام دنیائے اسلام سے
یہ واہی رسم ہمیشہ کے لئے اٹھ گئی" ص۱۱ و ۱۲ اور پھر یہ بھی کہتے ہین کہ "عربون
مین یہ رسم پھیل رہی تھی کہ جو شخص اپنی عورت کو مان کہہ بیٹھتا وہ اس کے حق مین
بمنزلہ حقیقی مان کے ہو جاتی اور ہمیشہ کے لئے اُس سے جدا ہو جاتی اللہ تعالیٰ
نے اُن دونون رسمون کو (ظہار اور حرمت متبنٰی) توڑ ڈالا" ص۱۲ اب سوچو
تو کہ بلا سے قدیم رسم جس سے وہ زوجہ جسکو مان کہا جاتا تہا شوہر پر حرام ہو جاتی
بلا کسی "عملی نمونہ اور نظیر" کے ٹوٹ گئی سکو کوئی ضرورت نہ ہوئی کہ حضرت اپنی
جورو ؤن مین سے کسی کو پہلے اماں کہین اور پہر اُس کو اپنے اوپر حلال
گردان کر نمونہ بنتین حالانکہ خدیجہ کو جو آپ کو "نور دیدہ" کہا کرتی تہین
(حیات القلوب ص۹۵) با آسانی تمام آپ ایسا کہہ سکتے تھے کیونکہ عمر
کے اعتبار سے آپ لوگون کی عندیہ مین حضرت اُن بڑی بی کے روبرو
بالکل صاحبزادے تھے۔ تو پھر اگر حضرت اپنے متبنٰی کی جورو لئے بغیر اُس

رسم کو مثل ظہار کے توڑ واڑالیتے تو کیا خرابی برپا ہوتی۔ مولویو ذرہ ہوش
کی باتین کرو۔ حکیمون اپنے دماغ کا علاج کرو۔ نئی روشنی والو عقل کے ناخن
لو۔ اس واقعہ کے قبل جب آپ چاہتے تبنیت کو ناجائز قرار دیتے۔ مگر نہین
آج ناجائز قرار دیتے ہین۔ جب متبنٰی کی جورو پر عاشق ہوئے اُسے سنت
دیکہا۔

دویم مطلقہ عورت سے نکاح کرنا کہ عرب جاہلیت مین اس کو حرام سمجھتے تہے
آپ ثابت کرین۔ یہود مین بھی یہ فعل ناجائز نہ تھا۔ اور زینب کے نکاح کے
قبل مسلمان مطلقہ عورتون سے نکاح کیا کرتے تھے چنانچہ دفعہ ہشتم مین
ہمنے دکھلا دیا کہ مہاجرین اور انصار عموماً اس واقعہ کے ۵ برس قبل بھی مطلقہ
عورات سے بڑی آرزو کے ساتھ نکاح کر لیا کرتے تھے۔ اور حضرت کی زوجہ
میمونہ کے ایک شوہر کا نام مسعود بن عمر تہا۔ اُس سے طلاق پاکر اُس نے
دوسرا شوہر کیا تہا جسکی وفات پر وہ حضرت کی جورو بنی تھی۔ روضۃ الاحباب
ص۵۹۸ اور حضرت کی ایک اور جورو لیلی بنت حطیم کا ذکر ہے۔ کہ اُس نے
حضرت سے طلب فسخ نکاح کیا۔ اور حضرت نے اُس کے نکاح کو فسخ کیا
اس نے جاکر دوسرا شوہر کیا اور بچے جنے منہاج جلد دوسری ص۸۸۰ اسی طرح
حضرت کی جورو زینب ام المساکین نے اپنے ایک شوہر طفیل سے طلاق
پاکر دوسرے شوہر عبیدہ سے نکاح کیا تہا۔ پس اس کی بھی مطلق ضرورت
نہ تھی۔ کہ آپ نظیر بنین آپ سے پہلے لوگ اُس کی نظیر بنے ہوئے تھے
ضرورت صرف اس کی تھی کہ حضرت متبنٰی کی جورو سے عشق لگا وین اور
اُس کو طلاق دلوا کر جورو بنائین اور خدا پر بہتان باندہین اور بندون کو
گمراہ کرین اور اپنے حامی مولویون کو نادم کرائین۔ مولوی صاحب ہم
کو بتلا وین تو کہ حضرت کی اس سنت کے بعد کتنے لوگون نے اپنے متبنّٰی

فرزندون کی جوروُن سے نکاح کیا اور عرب کو فایدہ پہونچایا ؟ -
ڈسلوی صاحب کے اُستاد حضرت کی صفائی مین یہ بھی فرماتے ہین اور یہ انھین کے حصّہ کا ہے کہ "اگر کچھ دال مین کالا معاذ اللہ ہوتا تو یہ حال آپ کی کتاب قران مجید مین کیون مذکور کیا جاتا - کوئی بھی ایسی خفیہ بات کو یون اشتہار دیا کرتا ہے - دشمنون کے مذاق پر پوشیدہ یا بغیر تصریح ہی کارروائی معاذ اللہ ہوسکتی تھی - قران شریف مین بہرنمط اُس کے ذکر سے کچھ فایدہ نہ تھا پھر کون اس قصہ کو ہمیشہ یاد رکھتا چند روز مین صورت قصہ کی بدل جاتی" صہ ۵۶
اجی حضرت اونٹ کی چوری نہورے نہورے! زید محمد صاحب کا ۲۲ برس کا فرزند ابن محمد - اس کی جورو پری تمثال پر غسل کی بے ستری مین آپ کا عاشق ہونا - زید کا طلاق دنیا - اور محمد صاحب کا جورو بنانا ع نہان کئے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا - یہ دال مین کالا نہین بلکہ دال مین بھنیسا تہا کیا حضرت کے امکان قدرت مین تہا - کہ اسپر راکہہ ڈال دیتے - اس معاملہ کا دشمنون کے مذاق پر پوشیدہ یا بغیر تصریح رہنا" یارون کی کوشش سے باہر تھا - اور ایوان نبوت مسمار ہوا جاتا تھا - بجز اس کے کوئی چارہ نہ تھا - کہ حضرت خدا پر بہتان باندہین اور اپنی بریت قران سے چاہین اور جاہل گنوارون کی مت مارین - پس قران مین یہ معاملہ آیا اور اُس وقت حضرت کی نبوت کی قلعی نہ کہلی - پس قران شریف مین بہرنمط اُس کے ذکر سے یہ کچھ فایدہ تھا" اگر قران مین یہ قصہ یون نہ آتا تو یہ تو سچ ہے کہ "کون اس قصہ کو ہمیشہ یاد رکھتا" مگر پھر یہ بھی سچ ہے کہ حضرت کی نبوت طاق نسیان مین رکھی ہوئی ملتی اور آج مولوی صاحبان کا وجود نہ ہوتا - اس قصہ کی مثال یون ہے کہ آپ عشق زینب کو جسم نبوت پر ایک دُنبل تصور فرماوین - قران مین اسکا وجود ایک نشتر ہے جس سے مواد خارج کر کے ایک دوامی داغ لگا دیا - اگر

نشتر نہ لگتا تو مریض مدت کا مرچکتا اس داغ نے بچا لیا مگر دیدۂ بصیرت چاہیے
مولوی صاحب بتائیں تو کہ بجز اس کے اور کون کارروائی ہوسکتی تھی "کیا یہ
کہ حضرت زینب کو چھپے چھپے اپنے پاس رکھتے اور وہ ہمیشہ زید کی جورو کہلاتی
اور کسی کو خفیہ کارروائی کی خبر نہ ہوتی - ہان ہم مانتے ہین کہ یہ ممکن تہا - کہ
حضرت زید کو راضی کرلیتے اسکا راضی ہونا دشوار نہ تھا - مگر عائشہ اور حفصہ سے
کیسے بچ سکتے جنہون نے ایک دم مین ماریہ لونڈی کا حلال (جو آگے آویگا)
فاش کردیا تھا - وہ اس تعلق کو بلا تامل مشتہر کردیتین اور حضرت کی دقتین
اور بڑھ جاتین - حضرت نے جو تجویز سوچی وہ تمام تجویزون سے بہتر
تھی اور اُسکی مصلحت ہم نے دکھلادی - اب تو مولوی بھی ہماری داد دینگے

دفعہ دہم مطاعن - اس نکاح سے حضرت پر یہ الزام لگتے ہین

(۱) اُنہون نے جس رسم کو مانکر زید کو اپنا بیٹا بنایا تھا - اور جس رسم کو
ایک مدت تک مانتے رہے تھے - اور جسمین کوئی خرابی نہ تھی اسکو محض
اپنی غرض نفسانیہ کی وجہ سے توڑا تاکہ آنپر سے الزام دفع ہو - حالانکہ اسکی
ایک جز اپنی غرض کے لئے ہمیشہ مانا کئے یعنی اُنکی جورو ان مسلمانون کی مائین
ہین - پر یہان ڈسکوی صاحب کے منہ مین زبان نہین کہ فرماوین "صرف
منہ سے کہدینا باہمی ناطہ رشتہ مین کوئی قادح امر نہین ہوسکتا باہمی رشتہ
ناطہ کے وقت نسب اور حقیقت کا اعتبار ہوگا - اور عقل بھی یہی چاہتی ہے"
جب محمد صاحب فرماتے ہین ازواجہ امہاتہم نہ معلوم اس وقت آپکی
عقل کہان چرنے چلی جاتی ہے -

(۲) ایک عورت شوہر دار جکا شوہر مثل فرزند کے آپ سے علاقہ محبت
رکھتا تھا - اس سے حضرت نے عشق لگایا -

(۳) حضرت چاہتے تھے کہ زید زینب کو طلاق دے مگر دل کے خلاف

دکھانے کو زبان سے منع کرتے تھے۔

(۴) زید وفادار کی سادہ لوحی اور ناسمجھی سے ناواجب فایدہ اُٹھایا اور اُس سے وہ کرایا جو کوئی نہ کرتا۔

(۵) ان تمام باتون کو حضرت نے خدا کے حکم سے منسوب کیا اور خدا پر الزام لگایا کہ اُس نے انکو حکم دیا کہ زینب سے اسطرح نکاح کرلین اور خود نکاح خدا نے کردیا۔ ایسی ناپاک باتون کو خدا سے منسوب کرکے سخت کفر کیا۔

ششم جویریہ کے حالات "ایک زوجہ آپ کی جویریہ بنت حارث تھین جویریہ کو ایک مسلمان نے لڑائی بنی مصطلق مین گرفتار کرلیا تھا۔ اوس سے اس نے اقرار کرلیا تھا کہ کچھ روپیہ لے کر مجھے ازاد کردینا جویریہ نے آنحضرت سے اتنا روپیہ طلب کیا۔ آپ نے اُسکو مرحمت فرمایا اس عنایت کا معاوضہ اور اپنے رہا ہو جانیکا شکریہ جویریہ نے یہ ادا کیا کہ آپ سے عقد کرلیا جوہین مسلمانون نے اس عقد کا حال سنا کہنے لگے۔ اب بنی مصطلق پیغمبر خدا کے اعزا مین داخل ہین پس اُن سے اسی طرح پیش آنا چاہیئے ۔۔۔ چنانچہ قریب سو اسیرون کے مع عیال و اطفال رہا کردیئے" صفحہ ۲۱۰ اس کے حالات سید صاحب نے بڑے تصرف کیساتھ بیان کئے ہین جسمین صرف حضرت کی فیاضی اور کرم دکھلانا منظور ہے مگر حضرت اس کو آزاد کرلینے کے قبل اس پر عاشق ہوچکے تھے۔ اور اسی وجہ سے آزاد کرایا تھا۔ کہ جورو بنائین کیونکہ "یہ عورت نہایت شیرین اور ملیح اور صاحب حسن وجمال اس درجہ مین تھی کہ جو اُسے دیکھتا فریفتہ ہوتا۔ عمر اس کی ۲۰ سال کی تھی۔" منہاج صفحہ ۶۷-۸۶۹ اسکو دیکھکر حضرت ضبط کیسے کرسکتے تھے بھی فریفتہ ہوگئے چنانچہ خود حضرت کی پیاری بی بی عائشہ سے منقول ہے کہ "رسول خدا ایک چشمہ آب پر میرے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ناگاہ جویریہ پیدا ہوئی آتش غیرت میرے درمیان پڑی کہ مبادا

حضرت طرف اُس کے رغبت کرین اور سلک ازواج مین اپنے اُسے لاوین
ایضاً یہ عورت بھی سن چکی ہوگی کہ اُسکے متاع حسن وجمال کا خریدار اس ملک
مین کون ہے اور کون سب سے زیادہ قدر کرے گا۔ چنانچہ وہ حضرت
کے پاس آئی اور بیان کیا کہ مین اسیر ہون۔ اور جسطرح بلی خدا سے بیٹے
چوہے نہین مارتی حضرت بھی نام للہ عورت رہا نہین کرتے۔ آپ کی
غرض اور ہے عشق مین مبتلا ہوچکے تھے اپنے دل کو آزاد کرتے ہین فرمایا!
تیری مراد حاصل کرتا ہون ، ۔ ۔ ۔ اور تجھے اپنے حبالہ نکاح مین لاؤن"
صنہ مگر ایک بات یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ عورت حارث سپہ سالار بنی مصطلق
کی دختر تھی اسکا باپ اسکا فدیہ دینے والا تھا۔ چنانچہ واقدی مین لکھا ہے
کہ وہ واسطے فدیہ دینے اپنی لڑکی کے آیا تھا۔ اور نکاح کرنا حضرت کا جویریہ
سے ناگوار ہوا مگر اُس کے قرابت دارون مین سے ایک نے عقد تزویج جویریہ
کا حضرت علیہ السلام سے کردیا تھا۔ تب حارث نے اس بات پر اُس شخص کو سخت
ملامت کی" واقدی صنہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کو بھی حارث کے آنیکا
اندیشہ تھا اور کہ وہ نکاح سے مانع ہوگا۔ فدیہ دے کر چھڑا لیجاوے گا اسوجہ
سے حضرت نے جلدی کی جھٹ سے نکاح کی ٹھرائی اور جویریہ کے رشتہ
داروں کو اسیری سے رہائی کا وعدہ بشرط نکاح دے کر اُن کو نکاح کرنے
پر راضی کرلیا۔ جس کو حارث نے نفرین کی نگاہ سے دیکھا۔ اور یہان سے
جویریہ کے لوگون کی رہائی کا سبب عیان ہے پس بنی مصطلق کے اسیرونکا
رہا ہونا یہ کوئی بڑی فیاضی نہ تھی اول تو یہ انکے خدمات کا صلہ تھا۔ یا نہ سہی
حضرت نے اپنی معشوقہ کا دل خوش کرنے کو یہ کیا ہوگا۔ اور اِسمین کھی اپنی
کا نشہ سے کیا کھویا۔ مال مفت دل بے رحم۔ مسلمانون نے اپنے سپہ سالار
محمد کی خوشنودی کے لئے یہ کیا اور ایسا ہوتا ہی ہے۔ مگر نہین اسمین

سی بڑا بھید تھا۔ حضرت کا سراسر فایدہ تہا۔ کیونکہ جویریہ کا صداق یعنی
کابین مہر آزادی بنی مصطلق کے اسیرون کی گردانا۔ واقدی بھی لکھتا ہی
کہ "رسول خدا صلعم نے جویریہ بنت الحارث سے نکاح کیا اور مہر اسکا
یہ مقرر کیا کہ بعضے جو قوم جویریہ سے اسیر تھے۔ انکو رہا کر دیا اور یہ امر جب آنے
حارث کے ہوا" ح۳ اور یہ شرط اول اس وجہ سے ہوئی کہ رشتہ دار اسکے
نکاح مین عذر نہ کریں ورنہ باپ جویریہ کا سخت مخالفت پر تھا۔ دویم مہر
کے تاوان سے نجات پاوین سیوم عورت کا دل خوش کر کے اُس سے
اپنا جی ٹھنڈا کرین۔ بہر حال نکاح تو کیا ہی تھا کچھ مہر بھی چاہیئے۔ ایسی
شیرین و ملیح حسین وجمیل نو عروس سپہ سالار بنی مصطلق کی بیٹی کا کچھ مہر ہوتا
وہ آزادی اسیران تہا۔ تعریف اس مین جویریہ کی ہے کہ اس نے اپنا مہر
ایسا قبول کیا جسمین سبہا مین چہوٹ گئین اور اُسکو اس سے کچھ حاصل
نہ ہوا۔ محمد صاحب نے کیا کیا؟ جورو بنا لیا اور بس۔ یہی اُنکی فیاضی ہے یہی
اُنکی حاتمی!!!۔

دہم صفیہ کے حالات "مجاہدین مین سے ایک صاحب نے جنگ خیبر
مین ایک بیوہ دیا صفیہ نامے کو بھی گرفتار کر لیا تھا۔ اُسکو بھی آنحضرت نے اپنے
جود و کرم کو کام فرما کر رہا کر دیا اور خود اُسکی خواہش سے اور اسکی رضا و رغبت
سے اُس کے ساتھ نکاح کر کے اُسکو شرف زوجیت بخشا" ح۲
"اور اسکی خواہش سے اور اسکی رضا و رغبت سے"۔ اسکی کیا ضرورت تھی جو آپ
تاکید کرتے ہین۔ ہم کو شبہہ ہوتا ہے شاید وہ جبراً جورو بنائی گئی۔ کل قرینہ
اسی کا ہے تاریخ ہمارے ساتھ پڑھئے۔

دفعہ اول بیوہ ہونا۔ اصل حال یہ ہے کہ "صفیہ بنت حیی بن اخطب"
بیوہ "پسر ابی عقیق تھی جسکا نام کنانہ تھا۔ وہ حضرت کے ہجو مین اشعار

کہتا تہا۔ اور یہ وہ لوگون مین بڑا شاعر مشہور تہا چنانچہ حضرت نے اُسپر چند شخصاص کو مقرر کرکے بہیجا تہا کہ انہون نے اُس کو قتل کیا تہا" واقدی صـ ۱۵-۳۴۳

دفعہ دویم۔ ماسبق کی جوانمردی قتل و تکذیب ؐ

اُس کے باپ حیی بن اخطب کو بھی حضرت نے غزوہ بنی قریظہ کی اسیروں کے ساتھ قتل کیا تہا۔ وہ واقعہ یون ہے کہ "جس وقت حیی بن اخطب حاضر کیا گیا تھا۔ تو اُس سے رسول خدا صلعم نے فرمایا اے حیی کیا تجھکو خدا نے خوار نہین کیا" یہ شماتت قلبی تھی مقتول پر جلادیون طعنہ جگر ریش سنا تلے ہے اُس نے کہا "بڑی دلیری و تہور ہے جو ایسے وقت مین قابل داد ہے "ہر ذی روح ذائقہ موت کا پانے والا ہے۔ اور میرے لئے بھی ایک وقت معین تھا کہ مین اُس سے تجاوز نہین کرسکتا" ہمنا بقضا اسکو کہتے ہین حقیقی اسلام اسکا نام ہے۔ "اور تمہاری ضد و عداوت پر مین اپنی نفس کو ملامت نہین کرتا" یہ یہودی تہا۔ محمد صاحب کے بداخلاقیون اور خون ریزیون سے اُنکو دشمن خدا اور دشمن خلق خدا جانتا تہا۔ پس ضد و عداوت پر مستعد تھا۔ **اور مین آج وقت فراق دنیا کی گواہی دیتا ہون اس بات پر کہ تم کاذب ہو"** شاباش اے حیی! شاباش اے شہید راہ خدا!! شاباش اے اسرائیل کے پوت!!! دم واپسین کی شہادت ہے۔ اس شہادت پر حیی اپنے خون سے مہر لگاتا ہے۔ اگر چاہتا کلمہ کہکر اصحاب محمد مین داخل ہوجاتا۔ مگر نہین زبان اس کے دل کے مطابق ہے "اور بے شبہ مین تمہارا دشمن ہون پس حضرت علیہ السلام نے حکم اس کے قتل کا کیا" کچھ عبرت نہ حاصل کی ایسے صادق ناصح کا خون بہایا تا آنکہ وہ قریب احجار الزیت کے جو مدینہ مین بازار کی جگہ ہے مارا گیا" واقدی صـ ۲۹۵-

بر مزار ما غریبان نے چراغے نے گلے ✤ نے پر پروانہ باشد نہ صدائے بلبلے

صفیہ کے شوہر کو حضرت اُس طرح قتل کرا چکے تھے اس کے باپ کو
حضرت یون سنگدلی سے آنکھون کے سامنے قتل کر چکے ہین۔ جنکا خون
ابتک اُسے مہر زمین سے پکارتا ہے! دران لعاچو یا دمحرا انگذشت + تلخی و خوشی درشت در سانجہ شد
مدا ست ستمگر جفا برپا کرد + بر گردن او بماند و بر ما بگذشت
دفعہ سیوم۔ اسلام صفیہ۔ صفیہ کا یہ رسالت معلوم ہین۔ یہ دلایل نبوت
و آثار پیغمبری حضرت کے مشاہدہ کر چکی ہے۔ چنانچہ مورخ لکھتا ہے۔ کہ
جب حضرت کے پاس پہونچی "حق تعالے نے صفیہ کے دل پر رشد و ہدایت
القا کیا "حیف ہے۔ اُتب انہون نے عرض کی یا رسول اللہ واللہ جب مین
مدینہ ہی مین تہی تو خواہش اسلام رکھتی تھی اور اسلام مجھکو خوش آتا تھا
بعد ازان مجھکو اسلام مین زیادہ رغبت ہوتی رہی" ہم کو یہ سب یقین
کرنا چاہیئے۔ کیونکہ واللہ کے ساتھ ہے" اور یہودیون مین میرا کون
ہے نہ انہین میرا باپ ہے۔ نہ بھائی ہے کہ آپ نے میرے باپ اور
میرے چچا کی بیٹی اور میرے بھائی کو سب کو قتل کیا" مگر محمد صاحب
کو عبرت نہین ہوتی یہی باتین تو صفیہ کی رشد و ہدایت کا باعث ہوئی
ہین" پس ابتو اللہ اور رسول اور اسلام مجھکو محبوب تر ہین" ص ۲۱۵ سے
ایک آفت سے تو مر کے ہوا تھا جینا + پڑ گئی اور یہ کیسی میرے اللہ نئی
پرانی روشنی کے لوگ اس بات کی حقیقت سے زیادہ آگاہ تھے۔ چنانچہ جب
ابو ایوب انصاری حضور مین نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے گئے تھے۔ تو اُنسے
حال صفیہ سے حضرت کی نسبت اندیشہ ہوا کہ وہ سوتے مین اُن کو قتل
کرے گی۔ تب ابو ایوب حضرت کی نگہبانی کے لئے ساری رات درخیمہ پر
شب باش رہے۔" صبح کو حضرت نے ابو ایوب سے دریافت کیا" انہون
نے عرض کی کہ مجکو آپ پر صفیہ کی جانب سے خوف تہا کہ مبادا وہ آپکو
اپنے باپ کے عوض سوتے ہین قتل کرے اس سبب مین نے نگہبانی مین

یہین شب بسر کی آنجناب علیہ السلام نے اُنکی تعریف و تحسین فرمائی" صفحہ ۲
دفعہ چہارم صفیہ کا حسن وجمال و حضرت کا عشق ۔ یہ عورت بڑی حسینہ
نوعروس ۱۷ برس کی تھی ۔ جب صفیہ مدینہ مین پہونچی انصار کی نساؤن
نے آوازہ اُسکی حسن وجمال کا سنا تھا واسطے تفرّج کے اُسکے پاس
گئین " اور عایشہ بھی چھپ کر اپنی سوت کو دیکھنے کو گئی تھی ۔ منہاج صفحہ ۴۸۴
چنانچہ لکھا ہے " صفیہ خیبر کے اسیرون مین سے تھی ۔ اور نوعروس ۱۷ برس
کی پس ذکر کیا اُس کے حسن وجمال کا رسول خدا کے حضور پس پسند کیا
اس جناب نے اسکو اپنے واسطے . . . صفیہ اسیرون مین تھی اور دحیہ کلبی
کے سہم مین آئین اور عرض کی لوگون نے حضرت سے کہ یا رسول اللہ وہ
نہایت جمیلہ ہے اور سردار قبیلہ اور یہود کے شاہون سے ایک بادشاہ کی
بیٹی ہے ۔ ہارون پیغمبر کی اولاد مین سے ہے مناسب یہ ہے کہ وہ مخصوص
آپ سے ہون اور اصحاب کے درمیان مانند دحیہ کے بہت ہین ۔ اور
نیستہین صفیہ کی مانند کمیاب . . . بعض روایتون مین آیا ہے
کہ دحیہ کو حضرت نے صفیہ کے چچا کی بیٹی دی عوض مین صفیہ کے اور ایک
روایت مین یون آیا ہے ۔ کہ خرید فرمایا صفیہ کو دحیہ سے سات جاریہ دیکر "
منہاج صفحہ ۴۸۳ اور صفیہ کا یہ واقع تو بخاری مین ہے ۔ پارہ دویم " جب قیدیون
کو جمع کیا آیا دحیہ اور کہا اے نبی اللہ کے ان اسیرون مین سے مجھکو ایک
لونڈی عطا کرو کہا لے لے پس اُس نے لیلی ایک لونڈی صفیہ بنت حیی پس
ایک آدمی نبی کے پاس آیا اور کہا اے نبی اللہ کے تو نے دحیہ کو صفیہ
بنت حیی سردار قریظہ اور نضیر کو دیدیا وہ سوا آپ کے کسی کے لائق نہین ۔
(اب تو منہ مین پانی بھر آیا) فرمایا بلاؤ اُسکو پس وہ لائی گئی ۔ پھر جب نظر
کی طرف اسکی (دینی سر سے پاؤن تک تاڑا) نبی صلی اللہ علیہ وسلم

سے نے کہا دحیہ سے لیلے کوئی اور لونڈی بندیون مین سے پس آزاد کیا نبی نے اس کو اور جورو بنا لیا اسکو" پھر لکھاہے کہ آزادی اسکی اسکا مہر تھا - دیکھو اس ۱۷ برس کی حسینہ وجمیلہ شاہزادی کو ایک حریف اڑائے لئے جاتا تھا - حضرت نے تاڑا اور دحیہ کے ہاتھون سے بقول جناب اپنے جود وکرم کو کام فرما کر رہا کر دیا" واہ رے جود وکرم واہ!! حاتم کی گور پر لات مارنا اسی کو کہتے ہین - بقول سعدی شیرازی - ؎

شنیدم گوسپندے را بزرگی - رہانید از دہان و دست گرگے
شبانگاہ کارد بر حلقش بمالید - روان گوسپند از وی بنالید
کہ از چنگال گرگم در ربودی - چو دیدم عاقبت گرگم تو بودی

ابو الفدا مین ہے - کہ " صفیہ سے رسول مقبول نے اپنا نکاح کیا اور آزاد کر دینا اسکا مہر مقرر فرمایا" صفحہ ۱۳۳ بہر حال اسکو جورو بنایا اور اسکے صلہ مین جو کچھ اُس سے کیا سلوک یا بد سلوک - اُس کے لئے ہم محمد صاحب کی نبوت کے مشکور ہین - ہمکو یہ آزادی بالکل جویریہ کی آزادی معلوم ہوتی ہے -

دفعہ پنجم صفیہ سے جبراً صحبت - مگر آپکے سخن مین کہ حضرت نے "خود اُسکی خواہش سے اور اُسکی رضا و رغبت سے اس کے ساتھ نکاح کیا" اس مین کلام ہی قرینہ اس کے خلاف ہے کیونکہ روضۃ الاحباب جلد اول صفحہ ۵۹۵ مین ہے " چون بمنزلے رسیدند کہ از آنجا تا خیبر شش میل راہ است خواست کہ بادے زفاف کند صفیہ راضی نشد امتناع نمود چنانچہ **حضرت** از وی **در غضب** رفت و چون بمنزل صہبا رسید با ام سلیم مادر انس گفت کارسازی وے بکنید کہ امشب بادی زفاف خواہم کرد ام سلیم بموجب فرمودہ او را انچیہ بود و موے سر وے شانہ کرد و او را

عوض بوسے ساخت ام سلیم گوید صفیہ زنے بود نہایت جوان چنانچہ
درانوقت هنوز هفتده ساله بود وزینت وزیور وپیرامی براو ید
باوگفتم چون پیغمبر صلعم پیش تو آید بر خیزی واقبال نمائی بروے وامتناع
نہ نمائی صفیہ قبول نمودہ دران منزل حضرت باوے زفاف نمود" یہ اچھی
ام سلیم تھی جوان جوان عورتون کو اس عورتین اور خوشبو پسند کرنے
والے نبی سے بنا کر سنگار کرا کر ملایا کرتی تھی ایسی عورتون کو کٹنی کہتے ہین
مگر بٹالہ کے مولوی کی زبردستی بھی قابل داد ہے آپ فرماتے ہین -
"آنحضرت صلعم نے حضرت صفیہ کے جمال باکمال کے شوق سے انکسے
نکاح نہین کیا بلکہ صرف انکی درخواست سے" "ص۱۸۷" یہ ہوتا تو اونکے ہوتے
اسی سال دو بوڑھیا عورتون (ام حبیبہ رض ومیمونہ رض) سے آپ کا نکاح ہرگز
نہ ہوتا" کہ کس درجہ حضرت صفیہ پر شیدا تھے - اور کیسی کیسی بے صبری
کرتے تھے اور ام سلیم کی مدد لیتے تھے - اور مطلق نہ خیال کرتے تھے کہ یہ
عورت جسکے عزیز ورشتہ دار و نکا خون ابھی زمین پر سوکھا بھی نہین ذرہ
دم لینے پاوے کچھ تو ہم دکھلاچکے اور کچھ اور آگے دکھلاوین گے - ام حبیبہ
اور میمونہ کا حال آئیندہ آوے گا - کہ کس غرض سے انسے نکاح کیا تھا -
دیکھو پہلی منزل تک تو یہ صفیہ حضرت سے راضی نہ ہوئی اور کہہ چکی تھی
آپ نے میرے باپ اور چچا کے بیٹے اور میرے بھائی سب کو قتل کیا"
بیچاری اپنے باپ اور بھائی کے شوہر کے قاتل سے راضی ہوتی کیسے اور
جب حضرت خیمہ مین اس کے ساتھ رات بسر کرتے ہین تو ابوایوب پہرہ
لگاتے ہین مبادا وہ حضرت کو اپنے باپ کے عوض سوتے مین قتل کرڈالے
اور اسی کو جناب فرماتے ہین وہ خود صفیہ کی خواہش سے اور انکی رضامندی
سے انہی کے ساتھ نکاح کیا " شتاباید رضا و رغبت کی تعریف الی آخرہ

مین آپ بھی کرتے ہین ۱۲ اسکو زنا بالجبر کہتے ہین مگر آپ اُسکو جود و کرم کو کام فرمانا" کہے جاوین یا کچھ اور کہین زبان آپکی ہے -

یازدہم - میمونہ کا حال "میمونہ جنسے آپنے مکہ مین عقد کیا تہا آپکی عزیزہ تھین اور پچاس برس سے زیادہ انکا سن ہو چکا تہا اُنکا نکاح جو آپ کے ساتھ ہوا تو ایک فایدہ تو اس سے یہ ہوا کہ ایک غریب رشتہ دار کی گذران کی صورت نکل آئی دوسرا فایدہ یہ ہوا کہ دو مشہور و معروف شخص اسلام کے شریک ہوگئے یعنی عبداللہ ابن عباس اور خالد بن ولید" ص۲۱۱

دفعہ اول - میمونہ کے رشتہ دار - نکاح میمونہ سن سات ہجری مین ہوا اگچہ دراصل میمونہ کی عمر ۵۰ برس کی تھی تو حضرت اس وقت اچھی خاصی ساٹھ سو باہٹی تھے کیا برا جوڑا تہا - حضرت کی جورؤن مین اُن سے زیادہ عمر والی کوئی نہ تھی - مگر بڑھی یہ بھی نہ تھین اُنکے حسن و جمال اور کاٹھی اور طبیعت کا حال حضرت کے سخن سے عیان ہے چنانچہ محمد حسین اپنے خطبہ مین ص۳۳ نقل کرتے ہین "آپ نے اپنی ازواج مطہرات ام سلمہ اور میمونہ کو ایک نابینا سے پردہ نہ کرنے اور یہ عذر کرنے پر کہ وہ اندہا ہے یہ فرمایا کہ کیا تم بھی اندہیاں ہو کیا تم اس کو نہین دیکہتین" حضرت کو فتنہ کا اندیشہ تہا - میمونہ کی مان کا نام ہند تھا - اسکی کئی بیٹیان تھین سب حسن و جمال کے لیئے مشہور - بیٹیان ۴ تھین مگر داماد ۷ ہوئے - ایک داماد اُس کے عباس تھے - ایک جعفر بن ابی طالب ایک ابو بکر تھے - اور ایک حضرت بھی اس کے داماد تھے - کیونکہ اُس کی ایک بیٹی اسما بنت عمیس جو مشہور صاحب حسن و جمال تھی" یکے بعد دیگرے جعفر اور ابو بکر اور علی سے بیاہی گئی - اور ولید بن مغیرہ خالد کا باپ بھی اسکا ایک داماد تھا اور خالد میمونہ کا سگا بہانجہ تہا - منہاج جلد ۲ ص۳۲۵ یہ ہنوز اس سےئے لکہا مبادہ

ہمارے سید صاحب کہتے ہین کہ میمونہ بے زر مال وارث در بدر ماری ماری
پھرتی تھی اور حضرت نے جو دو تکرم کو کام فرمایا" مولوی محمد حسین کہتے ہین
میمونہ کے نکاح سے بیوہ پروری کے علاوہ ایک عجیب ولطیف رحیمانہ پولیٹکل
پالیسی مدنظر تھی حضرت میمونہ مکہ والے مخالفون اور آن حضرت صلعم کے جانی
دشمنون کے اقربا سے تھین .... آن حضرت عمرة القضاء کے لئے مکہ مکرمہ
مین پہونچے۔ تو آپنے میمونہ کو نکاح کا پیام بھیجا حضرت عباس رض نے آن
حضرت صلعم سے انکا نکاح کردیا جب عمرہ سے فارغ ہوے اور تین روز
مدت قیام مکہ کی گذر گئے تو کفار مکہ اخراج کے خواہان ہوے میمونہ کے رشتہ دار
آن حضرت کے پاس آکر بولے ہم آپ کو عہد یاد دلاکر کہتے ہین کہ آپ مکہ
سے نکل جائین۔ اب تین دن عہد کے گذر گئے ہین۔ آن حضرت نے پولیٹکل
مصلحت کا بھرا ہوا۔ یہ کلمہ فرمایا کہ مین نے تمہاری قوم مین سے ایک عورت
سے یہان نکاح کیا ہے۔ مین اس سے زفاف چاہتا ہون۔ اس کلام معجز
نظام اور اس پالیسی پولیٹکل مصلحت کی بھری ہوئی نے اس وقت ان لوگون
پر اثر نہ کیا" ص۹۸ و ص۹۹ یہ تو معلوم ہے کہ نہ یہ عورت محتاج تھی نہ بے والی
وارث۔ جمال کی لیے یہ خاندان مشہور تھا۔ عمر کے لحاظ سے حضرت سے ۱۰
بارہ برس کم۔ پولیٹکل پالیسی بھی اس نکاح سے یہ منظور تھی کہ مکہ مین قیام کرنے
اور نقض عہد کرنے کا حیلہ ہاتھ لگے۔ پس ہم جزاہم ثواب کا مضمون تھا۔ اور
صفیہ کے بعد اس عورت سے نکاح کرنا بے محل نہ تھا۔ اور نہ پلاؤ قورمہ والی
تقریر آپ کو زیب دیتی ہے میمونہ کو جو کی سوکھی روٹی "ملنا بیجا تھا حضرت
کبھی کبھی یہ بینی روغنی روٹی بھی کھا لیتے تھے۔ کوئی نعمت کا محل نہین۔ رہی
یہ بات کہ عبد اللہ اور خالد مسلمان ہوگئے تو یہ بھی امید کی جاتی ہے کہ میمونہ
کا بھانجہ یا بہنوئی حضرت کا بھانجہ یا ہم زلف بننے کے واسطے جو کچھ کرتے ہیں

تھوڑا تھا - اب تو حضرت عرب کے بادشاہ تھے - سالون سرون کی کیا کمی تھی -

دفعہ دویم ہبہ نفس - مگر ان بی بی کے نکاح کی کیفیت قابل شنیدہ ہے انہون نے اپنا نفس حضرت کو بخش دیا تھا - یہ نفس بخشی مسلمانون کو اب نصیب نہین یہ خاص حضرت کی ذات کی رعایت تھی - بلا مہر جس عورت کو چاہین لے سکتے تھے - میمونہ نے اپنا نفس حضرت کو یون بخش دیا اور آیت ہبہ نفس اس پر نازل ہوئی تھی احزاب ع منہاج ۲ ص۶۷۶

ہبہ نفس قبل نزول آیت ہبہ کے لوگون کو کیسا معلوم پڑتا تھا ہم ازواج محمد صاحب کی شہادت اسپر پیش کرتے ہین "کلینی بسند حسن از امام محمد باقر روایت کرد است کہ زنے از انصار بخدمت رسول آمد خود را مشاطگی کردہ جامہائے نیکو پوشیدہ دران وقت حضرت بخانہ حفصہ بود پس گفت یا رسول اللہ اگر ترا بزن حاجت است نفس خود را بتو می بخشم اگر قبول کنی مرا پس حضرت او را دعائے خیر کرد حفصہ ان زن را ملامت کرد و گفت چہ بسیار کم است حیائی تو وچہ بسیار جرات می نمائی و حرص بر مردان داری" حیات القلوب ص۶۲۵

اسی طرح کئی عورتون نے اپنا نفس رسول کو بخشا - یہ میمونہ بی بی ایسی ہی تھین - اور حفصہ نے جو کہا لاریب حق ہے سر مو خلاف نہین اگر اج کسی مسلمان کی بیٹی اپنا نفس کسی کو اسطرح بخش جاوے تو وہ وہی کہے گا جو حفصہ نے کہا تھا -

دفعہ سیوم ازواج حضرت کی بدگمانی - ہم ماریہ کا حال جس سے سید صاحب نے قطعی انکار کیا ہے آگے لکھین گے مگر یہان میمونہ کا حال کچھ اور لکھتے ہین تاکہ ناظرین کو معلوم ہو جاوے کہ حضرت کی عورتین کیسا ان کو بے اعتبار سمجھتی تھین اور کس کس ملت کی حرکتین عورتون کے باء

مین حضرت سے روز سرزد ہوتی تھین کہ انکا خیال حضرت کی نسبت ایسا ہوگیا تہا۔" میمونہ سے مروی ہے کہ کہا ایک شب میری نوبت کی تہون سے رسول اللہ میرے پاس سے باہر گئے اٹھی مین اور دروازہ کو مین نے بند کیا ایک لحظہ کے بعد پہر آئے دروازہ کو نہ کہولا مین نے حضرت نے مجھے قسم دی کہ دروازہ کہول۔ مین نے کہا یا رسول اللہ میری نوبت کی شب دوسری بیبیون کے گہر مین جاتے ہو فرمایا ایسا نہین کیا مینے۔ ولیکن قضائے حاجت کے واسطے مین گیا تھا۔" منہاج ۲۶ ۔ پڑے پڑے چپکے سے چپکے آپ قضائے حاجت کیواسطے جاتے ہین۔ اور یہ بھی سچ ہے اور میمونہ کا کہنا بھی۔ حضرت نے اُمت کو بھی حکم دیدیا ہے کہ جورو کو خوش کرنے کی غرض سے جہوٹھ بولنا مباح ہے۔ ہم سے خدیجہ کے باب مین کہا جاتا ہے کہ حضرت نے اس کے ساتھ پاکبازی سے ایک مدت گذاری ہمین کیسے اعتبار آسکے نہ معلوم کس کس طرح اور کب کب حضرت قضائے حاجت کر آئے ہون گے۔ اور اس بیچاری کو خبر نہ ہوئی اور کیا عجب جو خبر بہی ہوئی ہو اور اس نے بقول شخصے از خوردان خطا از بزرگان عطا ٹال دیا ہو

فصل ششم حالات مزید۔

ہمارے سید صاحب نے اس قدر حضرت کی بیبیان گنائی ہین۔ اور انکے حالات مین بھی وہ قطع برید کی کہ نہ حضرت کی شکل اصلی پہچانی جاتی ہے۔ نہ انکی بیبیون کی۔ اور خاتمہ مین آپ فرماتے ہین "حضرت نے جو نکاح کئے تھے انکی یہ حقیقت ہے" ہم بھی اپنے بیان کی طرف اشارہ کرکے یہی کہتے ہین۔ مگر حضرت کی عشق بازی کی داستان طول ہے۔ اور ہمارے سید صاحب کو اختصار موجب اختصار منظور تاہم کچھ حالات

مشتے نمونہ اور عورات کے جن کو نیم جورو ع وہ کونسے گلر وہین جو ہم نے
نہین گہورے کہنا چاہیئے مدارج النبوۃ سے نقل کرکے سناتے ہین تا کہ
ہمارے مخاطب کی پالسی حمایت شارع اسلام مین طشت از بام ہو۔
حضرت کی نیم جورو ین۔ ا؎ بیٹی ضحاک کلابیہ کی تھی جس نے دنیا کو اختیار
کیا" یہ حضرت کی جورو ہوئی تھی۔ آخر چھوڑ کر نکل گئی۔ اور چونکہ حضرت نے
اس قسم کی عورتون کی روک کے لئے کہ بہاگ نہ جاوین اپنی جوروں کو
مسلمانون پر حرام کیا تھا۔ پس اس کو کسی نے نہ پوچھا کوئی اس سے
نکاح نہ کرسکا آخر انتہا درجہ کے افلاس مین مبتلا ہوئی خرما کی گٹھلیان
اور اونٹ کی مینگنیان چن چن کر گذران کرتی تھی۔ منہاج ص۸۷۵
۲؎ اسما کندیہ ہے۔ کہ اسُ کو جونیہ کرکے کہا ہے "جب حضرت نے اسُے
بلایا اپنے نزدیک ابا لائی وہ عورت اور سرکشی کی" وہ جب لائی گئی جونیہ
اور اتاری گئی اس نخلستان مین . . . . اے حضرت پاس اسُ کے فرمایا
ہبہ کر اپنی ذات کو واسطے میرے کہا۔ اسُ نے آیا آمادہ کرتی ہے ملکہ
اپنی ذات کو فرومایہ لوگون کے لئے" اسُ عورت کا باپ نعمان پیشوا
اور سردار اہل کندہ کا تہا" یہ عورت عزت دار اور باعصمت معلوم ہوتی ہے
حضرت نے چاہا کہ اس سے صحبت کرین۔ عورت نے اپنا حسب ونسب
بیان کرکے انکو قایل کرنا چاہا اور گویا کہا کہ اے بڈہے نفس پرست کیا نہیں
ہے کہ مجھ سے ملکہ شریف نسب تجھ سے فرومایہ کو اپنی آبرو دیدی ڈالے حضرت
کو فرومایہ اس نے شاید اس قرینہ سے کہا ہوگا۔ کہ باوجود دعوے نبوت
پرائی بیٹیون اور شریف زادیونکو خراب کرنا چاہتا ہے۔ مگر حضرت پر یہ
زجر کچھہ اثر پذیر نہ ہوا بلکہ مکرر از کیا حضرت نے اپنے دست شریف دکیا
موضوع لفظ ہے! یہ تو تبت یدا پڑہنے کا محل ہے) کے تئین تا کہ

پکڑ لین اُس کے ہاتھ کو اور ساکن ہوئے وہ" شہوت سے حضرت اس وقت مغلوب ہین اس کی نصیحت نہین سنتے اپنی فرومائگی نہین دیکھتے زبردستی کرتے ہین۔ وہان کوئی پولیس نہین تعزیرات ہند نہین جو بے کسون کا چارہ ہے "بولی وہ اعوذ باللہ منک" اللہ کی پناہ تجھسے نفس سرکش بے حمیت درکہ ضلالت مین بھی اللہ کے نام سے کانپ جاتا ہے۔ اُس کی پاکدامنی وعصمت اُس کی زجر و توبیخ اور نام خدا نے حضرت کے دلکو ہلا دیا۔ شہوت کا غلبہ زائل ہوا۔ اِنکے اور اُس کے نفس کی خباثت اور شرافت کی نامناسبت نے چونکا دیا" حضرت نے اُسسے فرمایا پناہ ڈھونڈھی تو نے پناہ گاہ عظیم سے پس باہر آئے حضرت" اپنا سا مُنہ لئے ہوئے۔ چند ساعت ضمیر کے ڈنک سے خستہ و پُر آشوب اور عورت کی آبرو رہگئی۔ منہاج صفحہ ۸۲۸ و ۸۲۹

۳ "ایک اور امرأۃ تھی ملکہ بنت کعب" "روضۃ الاحباب مین لاتا ہے کہ جب حضرت نے خلوت کی اُس سے اور جب پوشش اس سے دور کی دیہ بے حیائی کے حالات حضرت نے خود ہی بیان کئے ہون گے سپیدی ایک نظر پڑی اس سے متفرق ہوئے اور فرمایا کہ لباس اپنا پہن اور طرف اپنے اہل کے ملحق ہو" منہاج النبوۃ صفحہ ۸۳۰

۴ "شراف دحیہ کلبی کی بہن تزویج فرمایا حضرت نے اُسسے پس موئی وہ پیش از دخول"

۵۔ "لیلی بنت خطیم تزویج فرمایا اس کو اور تھی یہ عورت غیورہ" اس عورت نے حضرت سے طلاق لے لی تھی۔ غیرت دار عورتین حضرت کے پاس نہین رہ سکتی تہین۔ اُن عورتون مین جو حضرت نے قبول کین شاید ایک شروع مین باغیرت تھی۔ یعنی ام سلمہ مگر حضرت نے دعا کر کے

اس کی غیرت خدا سے دور کرا دی جسکا ذکر ہم اُپر کر چکے ہین - ایک یہ عورت
بھی غیرت دار تھی شاید حضرت کی دعا اُس کے حق مین مستجاب نہین ہوئی
اس لیے اسکو طلاق لینا پڑا - اسکا قصہ طلاق یون مرقوم ہے کہ "لیلی اپنی قوم
کے پاس گئی اور انہون نے اُسکو آگاہ کر دیا کہ تو ایک عورت ہے غیوّر
اور محمد بہت سے قبیلے رکھتا ہے تو غیرت سے جلے گی اور باتین کریگی - اور
وہ قہر مین آویگا - اور تجہپر بد دعا کرے گا - اور دعا اُسکی مستجاب ہے جا طلب فسخ
نکاح کر" یہان سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کے اخلاق اپنی عورتون کے
ساتھ کیسے تھے - چنانچہ اس عورت نے حضرت سے طلاق لیا مگر قسمت
بُری نہ تھی اُس کو شوہر مل گیا کوئی غیر مسلمان ہوگا - جسپر حضرت کی جورُوئین
حرام نہ تھین - منہاج النبوة ص۲۸۸

۶ - ایک عورت تھی مرۃ بن عوف بن سعد" حضرت نے اُسکی خواستگاری
کی تھی مگر اس کے باپ نے بہانہ کیا کہ وہ لڑکی برص رکھتی ہے آپکے لائق
نہین مسلمان کہتے ہین - چونکہ لڑکی بچانے کے لیے باپ جہوٹھ بولا حضرت
کی کرامت سے لڑکی مبروص ہوگئی - منہاج النبوة ص۸۸۲

۷ - ایک عورت ام ہانی تھی جس سے زمانہ جاہلیت مین حضرت کی آنکھ لڑی
تھی یہ آپکے چچا ابو طالب کی صاحبزادی تھی اور آپکے بھائی وجانی حضرت
علی کی ہمشیرہ - مگر حضرت کو یہ نہ ملی چچا نے بیٹی کسی اور کو دیدی - بعد مدت
یہ پہر قبضہ مین آئی تھی - جب گود مین اُس کے ننھنے بچے تھے - حضرت
سے اُس نے عذر کیا نکاح سے - حضرت نے منظور فرمایا - ذکر اس کا پہلے
ہوچکا - واضح ہو کہ ہمنے مدارج النبوة سے ان سات عورتونکا ذکر کیا ہے
اور یہ سات علاوہ اُن گیارہ یا پندرہ کے ہین - جو ازواج محمد مین داخل
سمجھی جاتی ہین - اور یہ سات "اُن بیس ایک یا زیادہ" عورتون مین سے

ہین جنکو حضرت نے وقتاً فوقتاً علاوہ ازواج مطہرات کے تاڑا تھا۔منہاج ص

فصل ہفتم۔حضرت کی لونڈیان

علاوہ ان کے حضرت کی لونڈیان ہین جنکا مطلق ذکر ہمارے سید صاحب نے نہین کیا۔بلکہ یہ بھی کہدیا ہے کہ "ہمارے فقہانے لونڈیان رکھنے کو جائز قرار دیا ہے۔حالانکہ یہ فعل آنحضرت کے احکام کی اصل منشا کے خلاف ہے تاہم اسپر مخالفین اسلام نے نہایت سخت طعن کیا ہے" ص ۲۱۶ مدارج النبوۃ والا نہیں مانتا وہ صحیح تاریخ جس کی تائید ہر سیرۃ محمدی سے بجز جناب کی کتاب کے ہوتی ہے۔حضرت کی چار لونڈیان بھی گنا تا ہے ص ۸۸۲ ہم یہان دو کے حال تحریر کرتے ہین جن کے حالات سے آپنے خاص طور انکار کیا تھا۔

اول "ماریہ" بنت شمعون قبطی یہ کنیز سید یوسف صاحب جمال تھی مسلمان ہوئی تھی۔حضرت ملک یمین کرکے اُسی تصرف مین لائے تھے۔اور اس سے محبت رکھتے تھے ایسی کہ حضرت عائشہ صدیقہ اُس پر رشک کرتی تھین اور ابراہیم بن رسول اللہ اُس سے پیدا ہوا اور بھی مدینہ مین واسطے اس کے گھر تعمیر کیا گیا اب اُس جگہ کو مشربہ ام ابراہیم کہتے ہین" منہاج ص ۸۸۳ ایسی کنیز ماریہ جس کے عشق مین حضرت اس درجہ مبتلا تھے۔کہ اُنکی محبوبہ عائشہ بھی رشک کرتی تھی حضرت نے ازواج محمد صاحب کے زمرہ مین اسکا ذکر تک نہین کیا۔اور ہم کو دو ایک عورتین ضرورت سے زیادہ مذہبی کرکے دکھلائین۔اور حضرت کی "جود وکرم" کا راگ الاپا۔پس اب آپ کو کوئی چارہ نہین آپ اس سے انکار کر جائین۔آپ بری روش اختیار کیے ہوئے ہین۔مولانا حالی کا سخن کتنا راست آرہا ہے۔"نہین ہوجو بیٹھ

کو سچ کر دکھانا۔ اُنہین سچون کو جھٹلانا پڑے گا۔

دفعہ اول تحریم ماریہ کا قصہ۔ سید صاحب اپنی انگریزی کتاب مین فرماتے ہین۔ کہ "جو حکایت حفصہ اور محمد کے خانگی تنازع کی درباب ماریہ قبطیہ میور سپرنگر اور اوس برن نے کچھ مزا لیکر بیان کی ہے۔ از سرتاپا جھوٹھ محض اور از راہ بغض کے ہے۔ یہ روایت جس کو تمام معزز مفسرین قران باطل ٹھرا چکے ہین۔ فی الحقیقت بنی امیہ یا کسی عباسی عیاش کے زمانہ مین بر بنائے ضعیف ترین سند ایجاد کی گئی۔ اور اُن عیسائی نکتہ چینون نے بنی کو متہم کرنے کی غرض سے بڑی حرص کے ساتھ اسکو قبول کیا ہے۔ آیت قران جو خیال کی گئی ہے۔ کہ اس واقع کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ دراصل ایک مختلف معاملہ سے علاقہ رکھتی ہے محمد نے بچپن مین جب وہ اپنے چچا کے گلے چراتے تھے۔ شہد کا شوق پیدا کر لیا تھا۔ جو اکثر زینب کے پاس سے آتا تھا۔ حفصہ اور عائشہ نے اُنکے شہد چھڑانی کی سازش کرلی اور وہ اُن سے قسم لینے مین کامیاب ہوگئین کہ پھر کبھی شہد نہ چھوئین مگر جب قسم کھا چکے دل مین خیال آیا مین محض اپنی جورون کو خوش کرنے کی غرض سے ایک چیز کو حرام ٹھرائے لیتا ہون جس مین کوئی امر حرام نہین اُنکی ضمیر نے اس کمزوری کی بابت اُن کو سخت ملامت کی اور تب یہ آیت نازل ہوئی اے بنی کیون حرام ٹھراتا ہے۔ جس جسے خدا نے حلال ٹھرایا چاہتا ہے۔ خوشنودی اپنی جورون کی۔ زمخشری" ص۳۳۴

ہمکو دکھلایا جاتا ہے کہ کبھی "ضمیر" بھی حضرت کو سخت ملامت کرتا تھا اور وہ بھی شہد کے ترک پر۔ ہم یہ انکار نہین کرتے کہ حضرت نے کبھی شہد کو اپنے اوپر قسماً حرام ٹھرا کر قسم نہین توڑی مگر ہان یہ بھی کہتے ہین۔ کہ وہ قصہ جو میور اور اسپرنگر اور اوس برن نے ماریہ قبطیہ کا بیان کیا ہے از سرتا

یا حق ہے اور اس کو جھوٹھا کہنے والے جھوٹے ہین ۔ ذرہ صبر کے ساتھ تاریخ ہمسے پڑھو ۔

دفعہ دوہم لفظ قرآن ۔ رہی قرآن کی آیت کہ اس کا شان نزول کیا ہے یکسی نے شہد کے واقع کو قیاس کیا کسی نے ماریہ قبطیہ کو یا کسی نے کسی اور واقع کو ۔ کیونکہ حرام کو حلال اور حلال کو حرام کرنا حضرت کی زندگی کے واقعات مین بکثرت ہے ۔ اس لئے منہاج والا ان تمام قصون کو نقل کرکے کہتا ہے "قسم کی سرور عالم نے اور ان اقول کے جمع ہونے مین کہا ہے کہ شاید یہ تمام امور اسباب ایلا ہوئے ہون" منہاج جلد ۲ صفحہ ۵۵

پس بہر حال واقع سب سچ ہین اور تاریخ محمدی مورخین و مسلمین کی لکھی ہوئی اُسپر شاہد ہے ۔ آیت پر کوئی جھگڑا نہین ۔ مگر مین قرآن کی وہ آیت پوری پوری نقل کئے دیتا ہون کیون کہ حکیم نورالدین صاحب حکایت کرتے ہین کہ "پادری لوگ آیت تو نہین لکھتے صرف اعتراض کرتے ہین" اچھا صاحب اب کی آیت لین اور اس کے ساتھ اُسکی تفسیر بھی ۔ تاکہ آپکو معلوم ہو کہ ماریہ قبطیہ کی کیفیت سے وہ نہائیت چسپان ہے ۔ سورہ تحریم کا شروع یہ ہے "اے نبی تو کیون حرام کرے جو حلال کیا اللہ نے تجھ پر چاہتا ہے ۔ رضامندی اپنی عورتون کی اور اللہ بخشنے والا ہے مہربان ٹھہرا دیا ۔ اللہ نے تمکو کھول ڈالنا اپنی قسمون کا اور اللہ صاحب ہے تمہارا اور وہی ہے سب جانتا حکمت والا اور جب چھپا کر کہی نبی نے اپنی کسی عورت سے ایک بات پھر جب اُس نے خبر دی اس کو اور اللہ نے جتا دیا نبی کو اور یہ جتائی نبی نے اُس مین سے کچھہ اور ٹلا دی کچھہ پھر جب وہ جتایا عورت کو بولی تجھکو کس نے بتایا کہا مجھکو بتایا اُس خبر والے واقف نے اور اگر تم دونون توبہ کرتیان ہو تو جھک پڑے ہین دل تمہارے اور اگر دونون چڑھائی کرو

گیان اس پر تو اللہ ہے۔ اسکا رفیق اور جبرئیل اور نیک ایمان والے اور
فرشتے اس پیچھے مددگار" اب کوئی حضرت سے پوچھے کہ ترک شہد پر عورتونکی
رضامندی کیسی؟ عورتون کو شہد ترک کرا دینے سے غرض کیا اُنکو کیا ملتا
تھا۔ "کیون حرام کرے جو حلال کیا اللہ نے تجھپر چاہتا ہے رضامندی
اپنی عورتون کی" پس یہ ماریہ کا قصہ ہے۔ عورتون کو ایک سوت سے
چھٹکارا پانے کی غرض تھی وہ چاہتی تھین۔ کہ حضرت پر اُسے حرام کر دین
اُن کے خوش کرنے کو ایک پکڑے کے موقع پر حضرت نے اُسے حرام کر لیا
تھا۔ اب پشیمان ہوئی اور حرام کو حلال کرتے ہین۔ اور پھر یہ جو وارد ہوا۔
"جب چھپا کے کہی نبی نے اپنی کسی عورت سے ایک بات" بھلا حرمت
شہد سے اسکو کیا مناسبت وہ کیا راز تھا کہ جس کے فاش ہونے سے بھانڈا
پھوٹ جانیکا ڈر تھا۔ یہ راز وہی تھا۔ کہ حفصہ نے حضرت کو ماریہ کے ساتھ
چوری سے اپنی باری مین کچھ نا کرونی کرتے پکڑ لیا تھا۔ حضرت اس کو چھپاتے
تھے۔ مگر فاش ہو گیا۔ اور پھر یہ جو وارد ہوا "اور اگر دونون چڑھائی کر و گیان
اس پر تو اللہ رفیق ہے" اس کے کیا معنے۔ حرمت شہد کو یا اس کی علت
کو عورتون کی چڑھائی سے کیا تعلق حضرت چاہین شکون شہد پی لین جو بون
کو اس سے غرض نہین۔ حفصہ اور عائشہ کو کیا شامت تھی کہ عسل کے دوبارہ
حلال کر لینے سے وہ حضرت پر وہ یورش کرین۔ کہ اُنکو سوا ر اللہ و جبرئیل کے
کوئی رفیق نہ ملے۔ حضرت یہ سب کچھ وہی ہے کہ حفصہ و عائشہ کو معلوم ہو گیا
کہ حضرت اُنکی باری مین چھپ کر ماریہ قبطیہ سے صحبت کرتے تھے۔ اُنکو منع
کر دیا کہ تم چپ رہو اب آج سے ماریہ مجھپر حرام ہے مگر۔ ع نہان کئے ماند
آن رازی کزو سازند محفلہا + عورتون کے دل مین بات نہ رہ سکی۔ انہون
نے راز فاش کر دیا حضرت شرمندہ و خفیف ہوئے چوری کہل گئی۔ اور ہر ماریہ

کے عشق نے بھی زور کیا آپ نے قسم توڑ ڈالی۔ جوروں نے چڑھائی کی بری گت بنائی بجز اس کے کوئی چارہ نہ تھا کہ آسمان سے آیت نازل کرائیں اور جوروں کو دھمکائیں۔

دفعہ سوم معزز مفسرین۔ اب ہم آپکو "معزز مفسرین قران" کی بھی سنائے دیتے ہیں۔ تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی میں یہ قصہ موجود ہے تفسیر کشاف علامہ زمخشری میں موجود ہے۔ تفسیر بیضاوی میں موجود ہے تفسیر مدارک میں ہے۔ اور پھر مشہور و معروف تفسیر جلالین میں جو نہایت ہی معتبر اور مشہور تفسیروں میں شمار کی جاتی ہے اور درسی کتابوں میں شامل ہے اور بوجہ اختصار کے صحیح سے صحیح روایات پر حاوی ہے صرف اسی ماریہ کا قصہ نقل ہوا ہے اور صاحب تفسیر حسینی شہد والے قصہ کو بیان کر کے ماریہ کا قصہ اس وثوق کے ساتھ لکھتے ہیں "در روایت اشہر آن است در روز نوبت حفصہؓ ورخانہ وے رفتہ وے باجازت آن حضرت بدیدن پدر رفتہ بود ماریہ قبطیہ را طلبیدہ و بخدمت خود سرفراز ساخت حفصہ بران مطلع شدہ اظہار ملال کرد حضرت فرمود کہ اے حفصہ راضی نیستی کہ اورا برخود حرام گردانم گفت ہستم یا رسول اللہ فرمود کہ این سخن نزد تو امانت است باید کہ باکس نگوئی او قبول کرد و چون حضرت از خانہ وے بیرون آمد فی الحال حفصہ این سخن را باعائشہ درمیان نہاد و مژدہ دادہ کہ بارے از قبطیہ خلاص یافتیم و چون آن حضرت بخانہ عائشہ آمد ازین حکایت بہ کنایت رمزے بازگفت و این سورہ نازل شد کہ چرا حرام میکنی آنچہ خدای تعالیٰ بر تو حلال ساختہ یعنی ماریہ و سوگند میخوری" اب یہ بھی یاد رہے کہ حسینی اس روایت کو "روایت اشہر" کہتا ہے۔ اور اسی کی بابت آپ فرماتے ہیں کہ "تمام معزز مفسرین قران باطل ٹھہر چکے ہیں" اور آپ طنزاً فرماتے ہیں

کہ "عیسائی نکتہ چینیون نے نبی کو متہم کرنے کی غرض سے بڑی حرص کے ساتھ اس کو قبول کر لیا ہے۔" خیر یہ تو بچارے عیسائیون کا قصور ہوا تو کیا اب آپ کے ناظرین اس سے یہ بھی سمجھین کہ تفسیر کبیر و تفسیر کشاف و تفسیر بیضاوی و تفسیر مدارک و تفسیر جلالین و تفسیر حسینی کے معزز مصنفین نے بھی اسی غرض سے اس قصہ کو قبول کر کے "روایت اشہر" ٹھہرا دیا ہے۔ کیا عیسائیون نے ان بزرگون کو رشوت چٹا دی؟ یا یہ بھی کوئی میور صاحب کے آوردے خیال کئے جاتے ہین؟

ہم اس بے باک مصنف سے پوچھتے ہین کہ وہ کون سے معزز مفسرین ہین جنھون نے ماریہ کے قصہ کو جھوٹا اور کسی عباسی عیاش کی من گھڑت بتایا ہے۔؟ ہمارے سید صاحب نے ایک یہ غضب بھی کیا ہے کہ اپنے بیان کے آخر مین زمخشری کا حوالہ دیکر گویا یہ سمجھایا ہے کہ صاحب کشاف نے اس قصہ کو جھوٹا کہا ہے۔ اے ناظرین تم اس دھوکے مین نہ آنا زمخشری سورہ تحریم کی تفسیر کو پہلے قصہ ماریہ ہی سے شروع کرتا ہے۔ اور پھر دوسرا قصہ عسل کا بھی بیان کر کے دونون قصون کو صحیح اور اس آیت کا شان نزول ٹھہرا کر یہی لکھتا ہے "[لم تحرم ما احل اللہ لک] من ملک الیمین او من العسل" دیکھو کشاف مطبوعہ کلکتہ ۱۲۷۶ھ جلد ثانی ص ۱۴۹۹

سید صاحب تم تو چپ رہتے تو اچھا ہوتا حضرت کی لائف لکھکر تم کو کسقدر جھوٹ بولنا پڑا اور کسقدر خفیف ہونا پڑا دیکھو زمخشری بھی تم کو نا امید کرتا ہے۔

سید امیر علی صاحب نے تو کل ستم کیا کہ صرف معزز مفسرین کا انکار کر کے بڑے بڑے معزز مفسرین کو گویا غیر معزز ٹھہرایا تھا۔ مگر حکیم نورالدین صاحب خالص سفید جھوٹ اور نرا کذب بولکر بھی نہین شرمائے۔ وہ ماریہ و حفصہ کے قصہ کا انکار ان حکیمانہ بلکہ قادیانہ الفاظ مین فرماتے ہین "عیب

گیر پادری صاحب اول تو قران سے نکال کر یہ اعتراض دکھا نہین سکتے بلکہ کسی تفسیر سے۔ رہین تفاسیر سیل صاحب وینڈویل دیہ راڈول کی خرابی ہے نے تفاسیر قران لکھی ہین پھر کیا ان تفاسیر کے باعث اسلام یا قران یا صاحب قران محل اعتراض ہو سکتا ہے۔" فصل الخطاب جلد اول ص۱۶۵ و ۱۶۴

کسی تفسیر سے "حکیم صاحب نے شاید قادیان مین بیٹھ کر یہ کچھ لکھا ہے۔ اب تو قران سے بھی ہم نے وہ قصہ دکھا دیا اور تفاسیر سے بھی۔ اور ہم ایک بات آپ کو اور بتا دین کہ سیل صاحب یا راڈول صاحبان نے قران کی کوئی تفسیر نہین لکھی سیل صاحب نے اپنے قران کے ترجمہ پر جلالین و بیضاوی و یحیی وغیرہ مفسرین کی عبارتین بطور حاشیہ چڑھا کر اس آیت کا شان نزول دکھلایا ہے۔ اور ہمتو آپ کو سیل صاحب کی طرف رجوع کرنے کو نہین کہتے آپ اپنی تفاسیر دیکھکر ہوش مین آوین اور جھوٹھ نہ بولین قران مین یہ بھی لکھا ہے۔ لعنت اللہ علے الکاذبین۔ **لطیفہ**۔ حکیم صاحب اس قصہ کی تکذیب مین حضرت کی نسبت فرماتے ہین وہ ہمارے سچے اور پاک ان نہایت سچے اور نہایت پاک خاتم الانبیا" خوب وہ اچھے اور نہایت سچے" تو آپ شرعی قسم توڑنی کی وجہ سے ہوئے اور پاک اور نہایت پاک" آپ ماریہ کے ساتھ ظاہر ہونے کی وجہ سے جسپر حفصہ شاہد ہے۔ حکیم صاحب نے برا خفش کو بھلا دیا۔

دفعہ چہارم اصل قصہ۔ اب اور سنئے آپ فرماتے ہین "فی الحقیقت بنی امیہ یا کسی عباسی عیاش کے زمانہ مین برپنا ئے ضعیف ترین سند یہ روایت ایجاد کی گئی ہے"۔ پس ہم کو منظور ہو اگر ہم آپکے دروغ بے فروغ پر کسی سخت دشمن خاندان امیہ و عباسیہ کو شاہد لاوین آپنی ہم کو اپنی انگریزی کتاب مین سمجھا دیا کہ شیعان علے تابعان اہل بیت بنی امیہ اور خاندان عباسیہ کے

دشمن جانی ہین یہ ملا باقر مجلسی عالم شیعہ حیات القلوب ص۶۷۶ مین سورت تحریم کی آیات مذکورہ صدر کی بابت لکھتا ہے "علی بن ابراہیم بہ سند معتبر از حضرت صادق روایت کردہ است کہ این آیات در وقتے نازل شد کہ عایشہ و حفصہ مطلع شدند کہ حضرت رسول با ماریہ نزدیکی کردہ است و حضرت سوگند یاد کرد کہ دیگر با ماریہ نزدیکی نکند پس حق تعالے این آیات را فرستاد و امر کرد آنحضرت را کہ کفارہ قسم خود را بدہد و ترک مقاربت ماریہ ننماید" حضرت صادق یعنی حضرت امام جعفر صادق جن کو آپنے بڑا متبحر عالم و فقیہ مسلمہ جمہور مسلمین و اُستاد امام ابو حنیفہ بیان فرمایا ہے ص۵۰ و ص۵۱ دانگر بزی) اور جنکا زمانہ درمیان ۸۳ھ و ۱۴۸ھ کے ہوا بسند معتبر از حضرت صادق" علی بن ابراہیم نے یہ روایت بیان کی ہے۔ اور افسوس ہے فضیلت و تقوے و ورع امام صادق پر اگر اُن کو افتراء بنی اُمیہ یا کسی عیاش خاندان عباسیہ کی روایت اور صحیح روایت مین تمیز نہو سکی۔ تو کیا اب ہم آپکا سخن مان لین کہ "تمام معزز مفسرین قران نے اس روایت کو باطل ٹھہرایا ہے"۔ ہاں ہم ملا باقر مجلسی کی سنین جو کہتا ہے "شیخ طبرسی و جمع از مفسران عامہ روایت کردہ اند کہ روزے حضرت رسول در خانہ حفصہ بود و حفصہ رخصت طلبید کہ بخانہ پدر خود برود و چون مرخص شد و بیرون رفت حضرت ماریہ را طلبید و با دخلوت کرد و چون حفصہ برگشت در خانہ را بستہ دید پس صبر کرد تا حضرت در را کشود و از روے مبارکش عرق میریخت" ص۶۷۶ اور ص۶۷۷ مین لکھتا ہے "چون حفصہ برین امر مطلع شد غضبناک گردید و گفت یا رسول اللہ در روز نوبت من در فراش من با کنیزے مقاربت میکنی" اگر کوئی شرم دار ہوتا تو چلو بھر پانی مین ڈوب مرتا۔ رسولخدا کو حفصہ خلاق و اداب شوہر کا سبق دے رہی ہے "پس آن حضرت شرمندہ شد"

(غنیمت ہے مگر یہ شرم جلد دفع ہو جائیگی۔ اور آپ اس سے زیادہ بے
شرمی کرینگے۔ اپنی قسم توڑینگے۔ اور عورت بیچاری کو ڈانٹینگے)۔
"فرمود کہ این سخن را بگذار کہ ماریہ را بر خود حرام گردانیدم و دیگر ہرگز با او
مقاربت نخواہم کرد" اپنا عیب چھپانے کے لئے اپنی ننگ ڈھانکنے کے لئے
حضرت نے عورت کو یون ٹالا قسم کہائی عورت کو ٹھنڈا کیا۔ کہان ہین۔
جسٹس امیر علی و محمد صاحب کی داد دین "اسوقت اُن کی ضمیر نے اُس
کمزوری کی بابت کوئی سخت ملامت" حضرت کو نکی۔ آخر عشق غالب آیا
شرم دفع ہوئی حضرت نے قسم توڑی۔ اور قران بھی یاد نہ رکھا "نہ توڑو
قسمین پکی کئے پیچھے" نحل ع ۱۳۔ افسوس حضرت نے خدا پر بہتان باندہا اور
انپر وہ آیت صادق آئی "ہم نے اسکو دین اپنی آیتین پھر اُن کو چھوڑ
نکلا تو وہ ہوا گمراہون مین" اعراف ع ۲۲ حضرت نے آخر خوب سوچ سمجھکر
اپنے گناہ کو ہلکا کرنے کے واسطے قران مین کہا تھا "اُس سے ظالم کون
جو جھوٹھ باندھے اللہ پر یا کہے مجھکو وحی آئی اور اسکو وحی کچھ نہین آئی"
انعام ع ۱۱ حضرت نے اپنے ظلم کا اعتراف کیا اس عاقلانہ پیرایے مین
اور گنہگار اندیشہ ناک از خدا ہو گئے۔ مگر بقول شخصے ع ہم تو مرشد تھے
تم ولی نکلے۔ سید امیر علی صاحب نے ماریہ اور حفصہ کے اس قصہ سے انکار
کیا تھا۔ مگر نور الدین صاحب نے ضمناً ماریہ کے وجود سے بھی انکار کر دیا۔ اور
یہ خوب کیا۔ نہ رہا بانس نہ بجیگی بانسری۔ یہ خوب کیا۔ ذرا بھی نہین رکھتا مرغا کہان رہے گا چنانچہ آپ فرماتے
ہین "بلکہ محققین نے ماریہ کے وجود پر بھی انکار کیا ہے" ص ۱۶۱ اور محققین
ایسے ہی ہونا چاہئے۔ برائے نوازش آپ ہمکو اُن محققین کا نام تو بتائیں
تا کہ معلوم ہو کہ آیا وہ سوائے آپکے کوئی اور بھی ہین۔ ہم نے تو اجتک بجز
آپکے اور کسی محقق کا نام نہین سنا۔ مگر آپ بھی یا یہ تحقیق سے گرے ہوئے

معلوم ہوتے ہین اور ان "محققین" کے زمرہ مین شامل ہونے کے لایق نہین کیونکہ باوجود انکار وجود ماریہ آپنے فرمایا ہے "یہ ماریہ وہ تھی۔ جسکی حقیقی بہن حسان کے گہر مین تھی۔ یہ ماریہ وہ ہے جسکے ساتھ شہباز خچری آئے جسے مسلمان دلدل کہتے ہین (خواب ام ماریہ کے ساتھ خچری کی آمد یاست نہ شد دو شد) . . ماریہ ہمارے خاتم الانبیا کی ام ولد ہو مسریہ لی تھین" ص۱۶۵ واہ رے محققو! کس برتہ پر وجود ماریہ کا انکار کیا ہے؟

غیر ماریہ کا یہ مختصر حال ہم نے بیان کیا اور آپکے دروغ بے فروغ کو چراغ دکھلایا اور ثابت کر دیا کہ یہ قصہ اسیہ یا کسی عباسی عیاش کے زمانہ مین ایجاد نہین ہوا بلکہ فی الحقیقت عیاشی کے مرد میدان بن کر خود آپکے "سچے اور پاک ہان نہایت سچے اور پاک خاتم الانبیا" نے اس قصہ کو زینت بخشی اب آپ دوسری لونڈی کے بھی حالات سنئے۔

دوم "ریحانہ بنت زید۔ بنی نظیر کے اسیرون سے یا بنی قریظہ کے وطی فرماتے تھے۔ حضرت اس سے ملک یمین کرکے . . . . . وفات پائی اسکی نسلے حضرت کی وفات کے آگے حجۃ الوداع سے پھرتے وقت اور دفن کی گئی بقیع کے درمیان" منہاج ص۳۸۳ یہ تو معلوم ہو چکا کہ سید صاحب کو حضرت کی لونڈیون کے وجود سے بالکل انکار ہے۔ بلکہ لونڈیون کا رکھنا ہی "آنحضرت کے احکام کی اصل منشا کے خلاف ہے" تاہم آپ ایک جگہہ نوا جھوٹھ بولنے سے چوک گئی۔ چنانچہ بنی قریظہ کے اسیرون کی کیفیت مین آپ فرماتے ہین "منقول ہے (گو یاست بہ ہے) کہ بقیۃ السیف یہود جب مسلمانون پر تقسیم کئے گئے تو ایک زن یہودیہ ریحانہ نام آنحضرت کے حصہ مین آئی۔ بعض نے لکہا ہے۔ کہ وہ پہلے ہی سے آپکے لئے مخصوص کر دی گئی تھی" یہ تکلف کے کلمات مین انکی حقیقت آگے ظاہر ہوگی پھر آپ فرماتے ہین کہ

"عیسائی مورخ تو ہمیشہ اس فکر مین رہتے ہین کہ ذرہ سا حیلہ بھی ملجائے
تو پیغمبر اسلام پر اعتراض کر بیٹھین چنانچہ اس روایت پر انہون نے بہت
گرفت کی ہے،، مجھکو یقین کامل ہے کہ ہرگز کسی عیسائی مورخ نے آپ سا
طرز اختیار نہ کیا ہوگا - مگر ہان اپنا روپیہ کھوٹا پرکھنے والے کو الزام ہے آپکا کام
ہے - آپ فرماتے ہین "ریحانہ کا حضرت کے حصہ مین آنا چونکہ اُس زمانہ کے
دستورات مسلمہ جنگ کے سراسر موافق تھا لہذا مورخین نصاریٰ کے اعتراض
اس بنا پر محض بے بنیاد ہین" - اس بات مین ہمنے آپ سے صرف ایک سچی
معذرت سنی ہے - وہ یہی ہے - ہم تیار ہین کہ آپ کا سخن مان لین بلکہ
اس سے زیادہ - حضرت نے جو جھوٹھ بولے - حضرت نے جو فریب دے -
حضرت نے جو ناحق بیگناہون کے خون کئے - حضرت نے جو حرامکاریان
کین - یہ سب "اس زمانہ کے دستورات" کے سراسر موافق تھا - لہذا ہم
اس زمانہ کے حضرت پر اعتراض کرنا نہین چاہتے - مگر حضرت نے خدا
سے کلام کرنے کا دعوے کیا - جبرئیل سے وحی حاصل کرنے کا دعوے
کیا - اپنے تمام افعال کا کرانے والا حضرت نے خدا کو ٹھہرایا - زید اپنے
فرزند متبنی کی جورو چھینی خدا نے چھنوائی - ماریہ اور حفصہ کی باری مین جوبی
سے صحبت کی خدا نے کرائی - اس پر اعتراض ہے - ورنہ دراصل حضرت
کے اخلاق اُن کے ہمعصرون کے اخلاق سے کچھ بہت اچھے نہین تھے
اور نہ ہو سکتے تھے - اعتراض آپ پر ہے - جو آپ اُن کو اس زمانہ کے
کوئی تعلیم یافتہ سید صاحب ثابت کرنے چلے ہین - پھر جسطرح حضرت نے
تھوڑی دیر کے لئے اپنے اوپر ماریہ کو حرام کرلیا تھا - اور مابعد پھر قسم توڑ کر
اُسے حلال کرلیا - آپنے بھی تھوڑی دیر نیم سچ بولا اور جھٹ سے مکر گئے اور
کہنے لگے "میرے نزدیک ریحانہ کی ازواج پیغمبر مین داخل ہونے کی روایت

مصنوعی ہے علی الخصوص جب یہ دیکھا جاوے کہ اس سانحہ کے بعد پھر اسکا
ذکر کہین تواریخ مین نہین ہے۔ حالانکہ دیگر ازواج مطہرات کا احوال
مشرح و مفصل تواریخ مین لکھا ہے (صفحہ ۱۰۷) یہ ایک طرح بالکل سچ ہے
اور ایک طرح بالکل جھوٹھ۔ ریحانہ حضرت کی لونڈی تھی۔ پس اس کا
ذکر آپ ازواج مین کیون ڈھونڈھتے ہین پھر لونڈی کا اگر کہین
آپ کو مفصل ذکر نہ ملے بجز اس کے کہ وہ اسیر تھی لونڈی ہوئی حضرت
نے اس سے صحبت کی وہ مر گئی اور فلان مقام پر دفن ہوئی۔ تو کیا تعجب
یہ لونڈی تھی مورخین کو حضرت کی اور ازواج جو زیادہ معزز تھین۔
اسکے حالات بھی تو قلمبند کرنے تھے۔ مگر نہین آپ یہ یقین دلایا چاہتے
ہین کہ حضرت کے پاس کوئی عورت ریحانہ نام نہین رہی اور نہ اُن کے
تصرف مین آئی۔ ہم آپ کو تواریخ دکھلادین تاکہ آپ نہ بھکین۔ ابوالفدا
جنگ بنی قریظہ کے آخر مین لکھا ہے کہ "بعد ازان رسول خدا نے جتنی
عورتین اور لونڈیان بنی قریظہ کی گرفتار آئین تھین اور جتنا مال غنیمت
وہان سے آیا تھا سب مین سے پانچوان حصہ نکالکر صحابہ کو تقسیم کردیا۔
اور اپنے واسطے (ناظرین یہ الفاظ سنین) ایک عورت مساۃ ریحانہ
بیٹی عمرو کی چھانٹ کر پسند کر لی (شاباش) یہ عورت تا وفات پیغمبر
خدا کے اُنکے ملک مین رہی" شاید "چھانٹ کر پسند کرے" سے ہمارا مخاطب
یہ سمجھا چاہیے کہ یہ بڈھی تھی۔ بیوہ بھی تھی۔ محتاج تھی۔ اور کوئی مسلمان اسکو
قبول بھی نکرتا تھا۔ حضرت نے اس کو پرورش کرنے کے لئے ......
...... لے لیا تھا۔ مگر حضرت "چھانٹ کر پسند" ع پسلی پھڑک
اٹھی نگہہ انتخاب کی۔

فصل ہشتم عیاشی اور معجزہ نبوت۔ اب ہم بس کرتے ہین کہ حضرت

کی عیاشی کا اعمالنامہ کوتاہ نہین - یہ سب ایسی شرم کی باتین ہین جن کو مسلمانوں نے بڑے ادب پر بڑے فخر کے ساتھ بیان کیا ہے - مگر اس زمانہ مین ہم اپنی قلم سے یہ نقل کفر بھی نہ کرتے - اگر یہ واقعات اس پیشوا دین کی زندگی کے جزو اعظم نہ ہوتے - اگر ان واقعات سے اُس کے پیرو معجزہ اور حق کو موثر فیض و معترضین کو جھٹلانے اور اپنے نبی کی عیب پوشی کرکے اس کو ضرورت اور حقیقت سے زیادہ پاکباز ٹھہرانے کی غرض سے قطعًا انکار نہ کرتے تو ہم بھی اس ناگفتہ بہ بے شرمی کے کارخانہ کو نہ کھولتے بلکہ اسپر مٹھی خاک ڈالنے کو راضی ہوتے - پر ہم مجبور ہین مخالف کو جواب دینا فرض ہے حضرت کی سیرت لکھنے والے ایماندارون نے حضرت کی جوروُن کے حال مفصل تحریر کئے ہین - اور اُنکے ساتھ حضرت کی وہ تعلقات بھی جن کو بجز زوجہ شوہر کے کسی کو نہ جاننا چاہیئے - خود زبانی اُنکے ازواج مطہرات کے بیان کئے ہین مسلمانون نے حضرت کی عیاشی کو بھی بفقدان دیگر معجزات ایک معجزہ نبوت سمجھا ہوا ہے - اور وہ معذور ہین - کیونکہ خود حضرت نے اُنکو یہ دھوکھا دیا بلکہ یہ سمجھا دیا کہ اُن کو آسمان سے قوت باہ و امساک کے نسخے ہاتھ لگے ہین - اور حضرت کے اس نمونہ نے اُنکی اُمت کے اخلاق کہانتک برباد کر دئے ہین جن بعض ثقہ دراز ریش مولویون کو شاہد لاتا ہون چنانچہ ترجمہ مدارج النبوۃ جلد اول صفحہ ۲۷ مین ہے "ابن سعد نے طاؤس اور مجاہد سے روایت کیا ہے - کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چالیس آدمیون کی قوت جماع مین دی گئی تھی - . . . . اور صفوان بن مسلم سے مرفوعًا آیا ہے کہ جبرئیل میرے پاس ایک دیگ پکی ہوئی لائے پس مین نے اس دیگ مین سے کھایا پس چالیس مردون کی قوت جماع مجکو مین دی گئی" حضرت جبرئیل کو بجز قوت باہ و امساک کی ادویہ

بنانے کے اور تو کوئی کام رہا نہیں ۔ شاہد یہی جبرائیل ہیں جن کو
یہود اپنا دشمن کہتے تھے اور جو حضرت پر وحی لاتے تھے ۔ یہین سے
طب نبوی مین معجون ہاشمی کی ایجاد ہوئی ۔ اسلام پر اسکا اثر یہ ہوا کہ ابن
عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نکاح کرو ۔ کیونکہ بہتر اس امت مین سے
وہ شخص ہے جسکی بیبیان بہت ہین ..... اور بالاتفاق اہل عرب کی
خوشی اور فخر اور فضیلت مردون مین جماع کی قوت مین ایک امر مقرر
ہے اور اسپر اس سے زیادہ اور دلیل کیا ہوگی کہ سید انبیا صلے اللہ علیہ
واٰلہ وسلم اس کام کے کرنے والے تھے اور نکاح کا حکم کہ چار عورتون کے ساتھ
ایک کرنیکا ہے آپکو اس سے زیادہ مباح ہوا ...... اور آنحضرت نے
فرمایا مین صبر کرتا ہون کھانے اور پینے سے اور نہین کرتا
ہون عورتون سے .. اور حضرت کو جو جماع کی قوت
تھی وہ بھی معجزہ مین داخل ہے ۔ کیونکہ ایک شب مین وہ سب بیبیوں
سے مباشرت فرماتے تھے " صـ۲۳ تا صـ۲۹ کہو ہمارے مخاطب کا کلام کیسا
صادق آیا "فعل کا اثر ہمیشہ قول سے زیادہ ہوتا ہے ۔ (اور یہان قول سے
زیادہ فعل در اصل بھی تھا) لھذا جب بادشاہون کے متعدد محلات ہوئے
تب رعایا اُن کی تقلید سے کب چوکتی تھی " صـ۲۲ اور یہان تقلید نہین ۔
بلکہ سنت نبوی ہے " اسپر اس سے زیادہ دلیل کیا ہوگی ۔ کہ سید انبیا صلے اللہ
علیہ واٰلہ وسلم اس کام کے کرنے والے تھے ۔" پس اب قرآن و حدیث
وسنت نبوی اور کلام اصحاب و تفاسیر معتبرہ کو چھوڑ کر ہم اس انگریزی خوان
نیم مغربی حامی اسلام کا قول کیسے مانین جو کہتا ہے ۔ کہ بہر کیف حکم تعداد
ازدواج کو از قسم روا ہی سمجھنا چاہیئے ۔
مولوی محمد حسین صاحب بھی اس کثرت جماع کے معجزہ کی طرف اشارہ

توکرتے ہین ۔مگر اس کے بیان سے شرماتے ہین ۔آپ داؤد و سلیمان
کی کثرت ازواجی کی مذکورے کے بعد رقمطراز ہین کہ" ایساہی آنحضرت صلعم
کو سمجھنا چاہیئے انبیا رمین یہ قوت بطور خرق عادت پائی گئی ہے ۔جسکا
عقلی سر ہم اس خوف سے بیان نہین کرتے کہ مخاطبین کے عقول اسکے
فہم سے ابھی قاصر ہین" ص۱۹۵ داؤد اور سلیمان کی کثرت ازواجی اونکی اپنی
شریعت کے خلاف نہ تھی جسکا مذکور آگے آوے گا ۔حضرت کی کثرت
ازواجی شرع اسلام کے خلاف تھی پھر بادشاہون کا بہت سے عورتون
کو فراہم کرنا یہ قدیم بدرواج کے موافق تھا لوگ اس کو شان بادشاہی
سمجھتے تھے ۔اور اسلامی سلاطین ابتک سمجھتے ہین ۔ہم اس کو معیوب
جانتے ہین اور داود اور سلیمان کی حمایت اسارہ مین کہتے شرماتے ہین
اور ہم کو جرءت نہین کہ ہم اس عیاشی کو معجزہ یا خرق عادت کہین آگے
جو آپ نے یہ کفر بکا ہے کہ آنحضرت نے عالم شباب سے لیکر پچاس سال
تک صرف حضرت خدیجہ پر قناعت اختیار کی اور حضرت مسیح سے فی الجملہ مشا
بہت کی اور اونکی وفات کے بعد مردانہ قوت کی طرف توجہ فرمائی اور
حضرت داؤد سے مشابہت ظاہر کی اور کہ آنحضرت اوصاف انبیاء کے جامع
تھے ص۱۹۵ و ۱۹۶ ۔اسکا جواب یہ ہے کہ آنحضرت ابتدائی عمر سے ہی یاری
لے لے ہوتے تھے ۔ اور اپنے گھر مین شکار کھیلنا شروع کر دیا تھا ام ہانی کا قصہ
ہم آپ کو سنا چکے اور اس کے بعد آپ خدیجہ کی چاکری کرنے لگے ۔اور
بچے جنانا شروع کر دے اس ایام مین آپ کو شبہ ہوا کہ آپ کاہن ہوگئے
اسی ایام مین آپ خودکشی کے درپے ہوئے اور پھر آپ حضرت مسیح
کی مشابہت کا دعوے کرتے ہین ۔ رہی داؤد کی مشابہت کیسی شرم
کی بات ہے کہ کوئی خدا کی نافرمانی کرے اور آدم کا مثل بنے قتل کرے

اور موسےٰ کی نظیر بنے جھوٹ بولے اور ابراہیم کا مقلد بنے اگر اس معنی مین حضرت اوصاف انبیاء سابقین کے جامع تھے" تو یہ حق ہے آپ بھول گئے کہ قرآن مین حضرت یحیی کے محامد بیان ہوئے ہین۔ کہ وہ حصور یعنی عورتون سے پرہیز کرنے والے ہونگے ال عمران ع حضرت انکے اوصاف کے جامع کیون نہ بن سکے۔ محمد اور مشابہت مسیح سا چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

فصل نہم۔ حضرت کی کثرت ازدواجی کی معذرت

مین لوگون نے بہت کچھ کہا ہے مگر وہ کل عذر بدتر از گناہ ہین اور معترضین کی گرفت بمصداق ع زنند جامۂ ناپاک گازرن برسنگ ہے چنانچہ سید صاحب فرماتے ہین۔

دفعہ اول "شاید بعض عقد آپنے اولاد ذکور کی خواہش سے کئے ہون" اولاد ذکور کی خواہش کوئی شرعی خواہش نہین حضرت ہندو نہ تھے کہ فرزند نرینہ کا وجود اپنی نجات اخروی کے لیے لازمی سمجھتے۔ اور پھر آپ یہ بھی تسلیم نہین کرتے کہ حضرت اپنے لیے کوئی بادشاہت پیدا کر رہے تھے۔ تخت نشینی کے واسطے فرزند چاہتے تھے۔ اگر یہ ہوتا تو اس کے لیے بھی فرزند لازمی نہ تھا پھر قرآن مین کفار عرب کی رسم کی مذمت آئی ہے۔ کہ وہ لوگ مثل ہندون کے لڑکون کو مبارک اور لڑکیون کو منحوس جانتے تھے۔ حضرت اسوقت ہرگز بےاولاد نہ تھے۔ آپ کی بیٹی فاطمہ زندہ تھی علی آپکا داماد موجود تھا نواسے موجود تھے۔ اگر اب بھی آپکو فرزند کی حرص تھی۔ تو آپ بوالہوس تھے بے اولادی کیحالت مین شاید آپکا عذر کسی درجہ تک مسموع ہوتا۔

مولوی محمد حسین کہتے ہین" اولاد خصوصاً نرینہ جسکو پہلے انبیا نے بھی چاہا ہے۔ اور ہر ایک انسان بالطبع اس کی خواہش رکھتا ہے ان نکاحون سے آپکو مطلوب تھی"۔ اور آپ ہمکو یاد دلاتے ہین کہ "حضرت زکریا نے اپنے لئے خدا

سے فرزند مرینہ کی دعا کی تھی" صفحہ ۱۹۱ ہمارا اعتراض یہ ہے کہ ان تمام حرص وہوا کو پورا کرنے کے لئے حضرت نے موافق شرع اسلام چار جورؤن پر اکتفا کیون نہ کیا - کوئی نیک مرد اولاد ذکور کی آرزو مین مرتکب منہیات نہ ہوگا - جب شریعت چار کی موجود تھی تو چار سے زیادہ کرکے اولاد کی خواہش کرنا کیا معنی - کیا دنیا مین حرامزادون کی کثرت منصور ہے - آپ بتائین کہ کس نبی نے اولاد ذکور کی خواہش مین اپنے شریعت کا عدول جائیز رکھا - سچ ہے کہ زکریا نے فرزند کی خواہش کی - مگر کس حالت مین جبکہ وہ بڈھا ہوگیا تھا - اور اس کی عورت بانجھ ثابت ہوئی وہ بالکل لاولد تھا بیٹی یا نواسے نہ رکھتا تھا - اس کی خواہش حق بجانب تھی - مگر اس آرزو کو پورا کرنے کے لئے پیغمبر زکریا نے کثرت ازدواجی کے ذریعہ نہ چاہے تمام العمر خدا پر شاکر رہا - اور خدا نے اوس کی آرزو پوری کی تو اسکی ایک ہی بیوی کو جو اس کی جوانی کی رفیق تھی بار ور کیا اور برکت دی - اگر حضرت مثل زکریا کے خدا پر شاکر رہتے اور عدل سے فرزند چاہتے تو بہتر ہوتا - مگر حضرت کو اسکی ضرورت نہ تھی آپ بے اولاد نہ تھے - اور اگر آرزو کی تھی تو اپنی شریعت کے اندر رہتے اِس سے تجاوز کیون کیا - اس کا جواب نہ سید صاحب سے بن آتا ہے نہ مولوی صاحب سے - اسکا جواب یہی ہے کہ حضرت شہوت پرست تھے عیش اڑاتے تھے -

دفعہ دوم دوسرا عذر سید صاحب یون کرتے ہین " واقعات کو بحیثیت کذائی دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے - کہ ان نکاحون سے عمدہ نتائج پیدا ہوئے یعنی انہین کی بدولت قبائل عرب مین باہمی جنگ و جدل موقوف ہوا اور گونہ موافقت اور اتحاد پیدا ہوا " صفحہ ۲۱۱ کتنا لغو سخن ہے سراسر خلاف واقع بتائے کس قبیلہ سے اور کب اور کہان کسی ایک نکاح کی وجہ سے صلح و آشتی کی بنیاد پڑی ہو "باہمی جنگ و جدل موقوف ہونا" آپ کس خواب

خرگوش ہیں ہین۔ خانہ جنگیان پیدا ہوئین حضرت کا ناک مین دم آگیا۔
سوتیا ڈاہ نے تمام امور تہ و بالا کر دیے تھے۔ خاندان کو مٹا دیا حفصہ و عایشہ
نے اولاد حضرت کو تمام حقوق سے محروم کرا دیا۔ جنگ جمل کے حالات تو خود
آپنے انگریزی کتاب مین تسطیر فرمائے۔ حضرت کی جوروؤن کے باپون نے خلافت
کو دبا کر اور آل محمد کو محروم کرکے معرکہ کربلا کی بنیاد ڈالی تھی۔ اور وہ جنگ و جدل
اور شور و شغب برپا کرایا جس کی نظیر صفحہ تاریخ جہان پر نہین مل سکتی بلکہ سچ
تو یہ ہے کہ ان نکاحون نے حضرت کے ایوان نبوت کو خاک مین ملا دیا
ہے۔ اور حضرت کو جوروئین جمع کرنے والا عورتون کے عشق مین مبتلا صحبت
اور جماع سے عدیم الفرصت ثابت کر دیا ہے۔ ان نکاحون کی کثرت و
حقیقت نے عایشہ پر سے الزام زنا ہٹانے کے لئے سورہ نور کو نازل کرایا
طلحہ و زبیر کے ہاتھ مین عثمان حکومت دیدی۔ علی کو خراب کیا۔ فاطمہ کو
غمزدہ گور مین اتارا حسن و حسین اور اسکی اولاد کا خون بہایا۔ اور کیا کیا۔
کیا چھپا نہین کہ آپ نہ دیکھین۔ اگر کوئی حضرت سے پوچھتا تو وہ آپ
فرما دیتے ع شامت اعمال ما صورت نادر گرفت۔

مگر حضرت اپنی زندگی مین اپنے کئے کی کافی پاداش پا چکے ہین چنانچہ
مارج والا لکھتا ہے ص۳۶ جلد ۲ "حضرت نے ازواج سے بہت آزار
کھینچے اور ملول ہوئے پھر سوگند کی کہ ایک مہینہ تک انکے پاس نہ جاوین
اور سزا دوین تا کہ وے اپنے کئے سے پشیمان ہون" آخر حضرت خود
اپنے کئے سے پشیمان ہوئے ایک ماہ پورا بھی نہ ہوا تھا کہ آپ جوروؤن سے
ملنے کو آئے۔ نوجوان عایشہ نے اس بے صبری پر طعنہ مارا ہے تو کہا
"یا رسول اللہ آپنے قسم کی تھی کہ ایک ماہ تک ہمارے پاس نہ آؤگے
اور حال یہ کہ مین نے شمار کئے کہ ۲۹ روز سے زیادہ نہیں ہوتا" فرمایا

ایسا بھی ہوتا ہے - کہ مہینہ ۲۹ روز سے زیادہ نہین ہوتا" منہاج صفحہ ۵۴ ہم
حضرت کی تاویل کی داد دیتے ہین حضرت نے سچ فرمایا تھا مین عورتون
سے صبر نہین کر سکتا - حضرت اس عایشہ کی نسبت ہمیشہ بدظن رہے انکو
ڈر تھا - کہ کہین عایشہ مجھکو چھوڑ نہ دے چنانچہ جب آیت تخییر سنائی تو آپ کو
غم عایشہ کی وصلت کا اور فراق دامنگیر حال ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ عایشہ دنیا کو اور
اور زینت دنیا کو اختیار کرے" منہاج صفحہ ۴۵۵ ہمکو امید کرنا چاہیئے - کہ بہر حال مسلمان
بیٹیین ممالک مغربی و شمالی کی امہات مومنین سے زیادہ وفادار اور تابعدار
شوہر کی ہوتی ہین - اور انکے شوہر انسے تہمت آزار نہین کھینچتے" شکر ہے
اگر وہ جیسی مان ویسی بیٹی کی مصداق نہین اور انہون نے حضرت کے
ازواج کے اخلاق نہین سیکھے - ہم اس طوفان بدتمیزی کے افسانہ سوز
کو کہان تک بیان کرین -

دفعہ سیوم - ہمارا مخاطب یہ بھی کہتا ہے کہ حضرت نے "غریب و نادار
و بیوہ زنون کو جو کوئی ذریعہ معاش نہ رکھتی تہین . . . . . اپنے حرم محترم مین
داخل کرکے انکی پرورش اور دستگیری کی" اس کی تردید تو سابق مین کما
حقہ ہو چکی - مگر یہ قول بھی غضب کا ہے قول کیا کشت زعفران ہے اور صرف
آپ ہی کا حصہ ہے "اُس زمانہ اور اُس قوم کے حالات کے موافق صرف
یہی طریقہ ان بیچاریون کی پرورش کا تھا" بیوہ پروری کا طریقہ اس زمانہ
مین جورو بنانا تھا! "صرف یہی طریقہ تہا" اسے حضرت - زینب بنت جحش
کی بابت جو لکھا ہے کہ "وہ پالنے والی یتیمون اور بیوہ عورتون کی تھی"
منہاج صفحہ ۵۵۹ تو کیا اس سے ہم یہ سمجھین کہ حضرت کی جورو زینب را نڈ بیوا ؤ
کو اپنی جورو بنالیتی تھی ؟ مدنہ کوئی طریقہ تہین بیوہ پروری کا تھا - اگر یہ
ہوتا تو حضرت اہل عرب سے کیون فرماتے ہین - کہ "بیوہ محتاج کی ہمدردی

ہین ساعی کا ثواب مجاہد کے ثواب کے برابر ہے" مشارق الانوار
حدیث نمبری ۱۲۹۳ - ہمارے مولوی بٹالوی کو اس بیوہ پروری کے
عذر نے بہت ستایا ہے - چنانچہ مخالفین کا یہ اعتراض نقل کرتے ہین -
"اغراض نکاح تو اور ہی ہین - جنکا بیان تمہارے کلام مین ہوچکا (یعنی
تسلین وعفت نفس اور اولاد صالح کی طلب صفحہ ۱۲۷) آنحضرت کو اُن نکاحون
سے صرف یتیم وبیوہ پروری اور دوست یا دشمن نوازی منظور تھی - تو یون
بھی ہوسکتی تھی کہ ان لوگون کی تنخواہ مقرر کردیتے یا اور سبیل سے احسان کرتے
اُن عورتون کو نکاح مین کیون پھنسا لیا اگر اتنا ہی مقصود تھا" صفحہ ۱۹۱ اسکا
جواب مولوی صاحب سے کچھ نہین بن آتا بجز اس کے کہ " اولاد خصوصاً نرینہ
... ان نکاحون سے آپ کو مطلوب تھی" پس بیوہ پروری کا خیال تو
دھرا رہ گیا - یہ عورتین ضرور اس قسم کی ہونگی جن سے اولاد کی توقع کی
جا سکتی تھی پس بڑھاپے کو رونا بے سود ہے - اور اولاد کی تمنا کے بارہ مین
آئیندہ عرض کیا جاوے گا -

مگر بیوہ پروری پر حضرت کے دوسرے وکیل حکیم نور الدین صاحب کو
ایک پاکیزہ برہان سوجھی ہے اور انھون نے جج صاحب اور نیز مولوی
صاحب کو مات کردیا - آپ فرماتے ہین "ان ایام مین چند بیوہ عورتون
کی پرورش - اگر بدون نکاح حضور متکفل ہوتے تو پادری اور الزام پر کمر باندھتے
فصل الخطاب جلد اول صفحہ ۲۹ یعنی حضرت نے پادریون کے ڈر کے مارے بہت
سے نکاح کرلئے! بھئی یہ بھی ایک ہی ہوئی - میرا گمان تو ہے کہ محمد صاحب
کو ڈر کسی کا نہین تھا - جوروؤن کے معاملہ مین وہ تو خدا سے بھی نہیں
ڈرے - مگر ہان انکے وکیل "پادریون کے اعتراضات کو دیکھکر حیران ہین
اور مضطر و پریشان" ایضاً صفحہ ۲ اور یہ کچھ بے ہوشی کی ہانک رہے ہین

بہرکیف سید صاحب کو بھی معلوم ہو گیا اور حکیم صاحب کو بھی کہ بیوہ پروری کا حیلہ کیسا باطل تھا۔ کیونکہ اگر حضرت کو بیوہ پروری کا خیال ہوتا اور اس فیاضی کے آگے عرب مین کوئی پیچیدگی حائل ہوتی تو حضرت ان رانڈون سے اپنی اُمت کی بال بچہ دار رنڈون کی دستگیری فرمانا زیادہ مناسب سمجھتے۔ مگر ہم تو کبھی یہ صلائے کرم نہین سنتے کہ بخشیدم اگرچہ مصلحت ندیدم۔

دفعہ چہارم۔ بعض مولویون نے حضرت کی کثرت ازواجی کی معذرت مین ایک یہ امر بھی پیش کیا ہے کہ جب اسلام مذہب پھیلنے لگا۔ اور بہت سے مرد و عورتین مسلمان ہو گئین تو ضرور ہوا کہ اسلام کی باتین سکھلانیوالے بھی زائد ہون مردون کے لئے مرد اور عورتون کے لئے عورتین تاکہ تبلیغ احکام الٰہی اچھی طرح انجام پاوے ظاہر ہے کہ جسطرح عورت سے عورت ہر ایک امر کہہ سکتی ہے اور دریافت کر سکتی ہے۔ مرد سے ہرگز نہین کر سکتی اس لئے ضرور تھا۔ کہ آپ کی ہم صحبت عورتین بھی ہو جاوین تاکہ وہ عورتون کو احکام شرعی پہونچائین۔ اور یہ امر ممکن نہ تھا۔ بغیر اس کے کہ آن حضرت متعدد نکاح کرین۔ کیونکہ شریعت محمدیہ مین غیر عورت کا ہم صحبت رہنا جائز نہین۔ البتہ شریعت عیسوی مین غیر عورتون سے خلا ملا درست ہے۔ اور شاید اسوجہ سے عیسایون کی عورتین بے تکلف اور بے روک ٹوک غیر مرد کے پاس خلوت و جلوت مین جاتی ہین ... مگر اس کی وجہ سے جو کچھ فتنہ متصور ہے وہ ظاہر ہے" مولوی محمد علی کانپوری کے تلبیسات صفحہ ۱۳۱ و ۱۳۲ اے کاش کہ اس معذرت کا کوئی ایک جملہ بھی تو صحیح ہوتا۔ ہم کہتے ہین۔ کیا کوئی استثنا کسی مسلمان کے لئے اس حکم شریعت مین کہ چار عورات سے زیادہ کوئی شخص ایک وقت مین نکاح نہ کرے روا رکھی گئی ہے ؟ چاہئے کیسی ہی ضرورت درپیش ہو

کوئی مسلمان ۴ سے زیادہ نکاح نہین کرسکتا۔ پس اب شریعت اسلام نے محمد صاحب کے اس فعل کو (اس کے لئے چاہے وہ آپکی معذرت والی ضرورت تسلیم ہی کی جائے) حرام ٹھہرایا پس کیا محمد صاحب تبلیغ اسلام سے حلال فعل کے لئے ۴ سے زیادہ جورو ئین رکھنے کے حرام فعل کو جایز رکھین گے۔ اور اگر جایز رکھین تو کیونکر حرام کار نہ کہلائین گے۔

۲۔ عورتون کی تبلیغ کے لئے کیا مسلمان شوہر کافی نہ تھے۔ کیا وہ اب کافی نہین ؟ ہم آپ کو بلکہ محمد صاحب کو ایک بہتر صلاح دین۔ محمد صاحب مردون کو تبلیغ اسلام کرین مرد اپنی جورؤن کو اپنی ماؤن کو اپنی بہنون کو اپنی بہانجیون کو اپنی بہو بیٹیون کو تبلیغ اسلام کرین۔

۳۔ پردہ کی رسم عرب مین ویسی نہ تہی جیسی مسلمان اب ہند مین کرتے ہین۔ عورتین مسجدون مین مردون کے ساتھ نماز کرتی تہین احکام شرعی پوچھنے کیواسطے فقیہون کے پاس آتی تہین۔ خود حضرت کی جورو بے پردہ کرتی ہوئی فوج کی سرداری کرتی تہی جنگ جمل مین احکام نافذ کرتی تہی۔

۴۔ پردہ کی رسم ابتدا زمانہ محمد صاحب مین نہین ہوئی بلکہ جب حضرت ۱۸ برس تک نبوت کا دعوے کر چکے اور ایک عمر تبلیغ اسلام مین بسر کر چکے تب حکم پردہ نافذ کیا۔ جبکہ آپ ایک ساتھ چھ جورؤن کے خصم بن چکے تھے اور وہ بہی جبکہ آپ زینب کو غسل کرتے ہوئے ننگا دیکہکر اُسپر عاشق ہو چکے تھے۔ اور المریقیس علے نفسہ اس ڈر کے مارے کہ شاید سب مسلمان ایسا ہی کرین اپنے نشہ مین اپنی عورات کی بابت پردہ کی آیت اتاری چنانچہ زینب کے قصہ مین مدارج والا لکھتا ہے " کہ شریعت حجاب بہی اس قصہ مین واقع ہوئی" صفحہ ۹۹۶ اور فیض الباری والا لکھتا ہے کہ امت کی عورتون کے پردہ کا حکم حدیث صحیح صریح سے ثابت نہین ہوا" صفحہ ۹۹ مطبوعہ لاہور۔

٥۔ حضرت عورتون سے ایسی شرم کی باتین بیان کرکے تبلیغ اسلام کرتے
اور عورتین ایسی ایسی بیحیائی کے باتین اُنسے دریافت کرتی تھین کہ مجھکو حیرت ہے
کہ یا الٰہی وہ کون سا حکم شریعت اسلام کا تھا کہ کوئی عورت بے جھجک حضرت سے
خود نہ پوچھ سکتی تھی۔ اور جسکے بتانے مین حضرت کو سر مو تامل ہوتا چنانچہ پارہ
اوّل صحیح بخاری مین باب الحیاء فی العلم مین ہے کہ اُم سلیم آئی رسول اللہ پاس
سو اُس نے کہا یا رسول اللہ مقرر خدا حق بات سے شرماتا نہین کیا عورت پر
غسل واجب ہے جو ... ہو پس فرمایا حضرت نے۔ اگر ... دیکھے" (اسوقت اُس
عورت منہ کھولے ہوئے حضرت سے ہمکلام تھی اب حضرت نے ایک بے شرمی
کیطرف اشارہ کیا کہ عورت شرما گئی) "پس ام سلیم نے اپنا منہ ڈھانک لیا اور کہا
یا رسول اللہ کیا عورت بھی ... ہوتی ہے فرمایا ہان" (اور شاید منہ ڈھانکنے پر
خفا ہوئے فرمایا) "خاک آلودہ ہو تیرا دھنا ہاتھ" (جس سے چادر منہ پر لے آئی تھی)
"پس کس سے ہمشکل ہوتا ہے اس سے بچہ اسکا" حضرت تو اس بے حجابی کی باتو
سے بھی حجاب کرنیسے خفا ہوتے ہین۔ اور آپ پردہ داری کرتے ہین۔ شاید اس
بے حیائی کی گفتگو کی نظیر مسیلمہ اور سجاحتہ کی گفتگو ہو اور سمجھئے تو یہ مسلمان عورت
اور مسلمانون کے نبی کیسے بے تکلف و بے روک ٹوک خلوت و جلوت کر رہے ہین
اور آپ عیسائی عورتون پر طعن کرتے ہین ہ شرم! یہ تو ایک غیر عورت نے
حضرت سے مسئلہ شرعی پوچھا اب مین ایک اور نظیر اس بات کی دیتا ہون کہ
حضرت کی زوجہ ایک غیر مرد سے کس طرح مسئلہ شرعی بیان کرتی ہے۔ اسی
پارہ صحیح بخاری کے آخر مین ہے کہ "سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ مین
عایشہ سے ... کا حال پوچھا جو کپڑے پر لگ جاوے کہا مین دھوتی تھی ... کپڑے
[illegible] نماز کو جاتے اور کپڑے مین تری رہتی تھی"
[illegible] مرحوم ... وہ کہتا ہے جو عورت ہی خوب جانتی ہے [illegible]

کا حال ایسا تنا تھا ہے کہ مردشرما جاوے۔ اسی طرح صحیح بخاری پارہ ثانی
میں "عایشہ سے روایت ہے کہ جب حضرت کی جوروں میں سے کسی کو حیض
آتا"۔ حضرت اس کے ساتھ ایسی حالت میں مباشرت کرنا چاہتے (آگے بڑی بے
شرمی کے عمل کا مذکور ہے۔ ہم ترک کرتے ہین) جو چاہے کتاب پڑھ لے
فیض الباری ترجمہ اردو بخاری مطبوعہ لاہور صفحہ ۱۷۳ آخر کچھ بے شرمی کی انتہا
بھی ہے؟ حیض میں مباشرت اور امّ المومنین کا اسکو یون علانیہ بیان
کرنا اور امام بخاری کا اس سے مسایل اخذ کرنا برین ریش فش!
اور اگر ان مسایل کے سیکھنے کے لئے عورتین ضرور تھین تو لا کلام ضرور تھا کہ
حضرت کی ہمصحبت عورتین بھی ہوجاوین تاکہ عورتون کو احکام شرعی پہنچاوین
اور یہ امر ممکن نہ تھا بغیر اس کے کہ آن حضرت متعدد نکاح کرین؟ بیشک کیونکہ
ان مسایل کے بتانے کے لئے پورا تھیٹر ہونا چاہیئے تھا۔ مگر اب تک ہم نہ
سمجھے کہ کیا صرف بی بی عایشہ کافی نہ تھین کہ تمام عورتون کو بتا دین کہ حضرت
کس طرح صحبت کرتے تھے کون کون حرکات عمل مین لاتے تھے کپڑا کیسے صاف
کرتے تھے ایام مین کس طرح مباشرت کرتے تھے۔ کیا ضرور تھا کہ ان گندگی
کی مسایل کی تبلیغ کے لئے چار سے زیادہ عورتین حضرت کی ہمصحبت ہوین پس
یہ کیا عذر بدتر از گناہ ہے۔
۲ آپ کو یہ بھی معلوم ہو کہ مثل مردون کے حضرت عورتون کو بھی وعظ سنایا کرتے
تھے چنانچہ پارہ اول صحیح بخاری میں ہے کہ "ابن عباس سے روایت ہے
کہ حضرت نبی بلال کے ساتھ نکلے اور گمان کیا کہ عورتون نے وعظ نہین سنا سو
حضرت نے انکو وعظ سنایا"۔ اور دوسری حدیث اسی جگہ یون مرقوم ہے "ابی
سعید خدری سے روایت ہے کہ عورتون نے نبی سے کہا کہ آپکے پاس مرد ہم پر
غالب آگئے پس آپ ایک دن خاص ہمارے واسطے مقرر فرمائیے۔ سو حضرت نے

عورتون سے ایک دن کا وعدہ کیا جس مین اُن سے ملاقات کی - اور وعظ سنایا اُنکو اور حکم دیا اُن کو " پس جناب مولوی صاحب آپ تبلیغ اسلام کے لئے حضرت کو متعدد نکاح کرنے پر مجبور نہ کرین وہ تبلیغ اسلام بغیر نکاح کے کر رہے ہین - ہُو نکاح بغیر تبلیغ اسلام کے -

دفعہ پنجم - ایک اور معذرت ہمارے مخاطب نے حضرت کی کثرت ازدواجی پر پیش کی ہے وہ کتاب انگریزی مین اس طرح مرقوم ہے " کثرت ازدواجی کی حد کی تلقین مدینہ مین چند سال بعد ہجرت کے ہوئی . . . . . تمام نکاح حضرت کے قبل نزول آیت حد کثرت ازدواجی عمل مین آچکے تھے اور اس کے ساتھ دوسری آیت نازل ہوئی جس سے تمام حقوق حضرت کے ساقط ہوگئے - اور گو کہ تابعین چار تک نکاح کرنے کے مجاز تھے - اور اختیار طلاق کی وجہ سے نئے نکاح بھی کرسکتے تھے - حضرت نہ تو اپنی کسی زوجہ کو طلاق دے سکتے تھے - اور نہ کسی نئی کو نکاح مین لاسکتے تھے " ھ ۴۴۳ جھوٹھ ہو تو ایسا ع این کار از تو آید و مردان چنین کنند + آیت حد نکاح سورہ نساء مین وارد ہوئی ہے - اور سورہ نساء کو مکی سورہ بھی کہا گیا ہے - دیکھو اتقان جلد اول شروع حضرت نے جورؤن کی بھر مار مدینہ مین جاکر بعد ہجرت کی - پس اس بیرونی شہادت سے آیت حد نکاح کا وجود قبل کثرت ازدواجی آپ کے پیمبر کے ثابت ہے مگر ہم آپکو اسکی تاکید مین اندرونی شہادت قران بھی سناوین - کیونکہ قران سے معلوم ہوتا ہے کہ " کثرت ازدواجی کی حد " کی آیت بہت پہلے سے سنائی جاچکی تھی - اور جسوقت حضرت عورتون پر عورتین کرتے جاتے تھے - اُسوقت اُنکو معلوم تہا - کہ شریعت اسلام مین صرف چار عورتین حلال ہین - چنانچہ سورہ احزاب مین جس مین زینب کے ساتھ حضرت کے نکاح کی کیفیت مندرج ہے - حضرت کو وہ عورتین گنائی گئی ہین - جن کو وہ جورو بنا سکتے تھے - یعنی وہ عورتین جن کو نکاح کے

ٹھہرائے جاوین یا لونڈیان یا چچا اور پھوپھی اور ماموں اور خالہ کی بیٹیان جنہون
نے ہجرت کی یا کوئی عورت مسلمان جو اپنی جان بخشدے "نری تجھی کو سوائے
سب مسلمانون کے" اور اسی شریعت کے ساتھ کہا جاتا ہے "ہم کو معلوم ہے جو
ہمنے ٹھہرا دیا مسلمانون پر انکی عورتون مین اور انکے ہاتھ کے مال مین تا نرہے
تجھپر تنگی" ع پس جو مسلمانون پر ٹھہرایا کہ چار جوروان اور لونڈیان حلال وہ
ان واقعات سے بہت قبل ہے اور فراخی صرف حضرت کو دی جاتی ہے
سوائے سب مسلمانون کے تا نرہے محمد پر تنگی"
سنہ ۴ ہجری تک حضرت ۴ جوروان کر چکے تھے - سنہ ۵ مین حضرت نے پانچوین
جورو کی زینب زوجہ زید - اسکا قصہ سورہ احزاب مین وارد ہوا - اس قصہ کے سلسلہ
مین حضرت کو فراخی دی گئی اور بتلایا گیا - کہ "ہمکو معلوم ہے جو ٹھہرا دیا مسلمانو
پر" جس سے ظاہر ہے کہ آیت حد کثرت ابتدا مین ہو چکی ہے اور حضرت کی کثرت
ازدواجی اس آیت کے بعد - چنانچہ زینب کے نکاح کے بعد حضرت نے جویریہ -
ام حبیبہ - حفصہ - میمونہ - ماریہ وغیرہ وغیرہ کو جوروان بنایا پس حضرت کا جوروان
کرنا قبل آیت حد کے بتانا محض جھوٹ بولنا ہے - آیت حد قبل ہے اور جوروان کرنا
بعد مین اور اسی غرض سے کہ "محمد پر تنگی نہ رہے" اب وہ آیت جسپر آپ استدلال
کرتے ہین یہ ہے "حلال نہین تجھکو عورتین اس پیچھے اور نہ یہ کہ انکے بدلے اور
کرے عورتین اگرچہ خوش لگے تجھکو انکی صورت مگر مال ہو تیرے ہاتھ کا" احزاب ع
اس پیچھے" ابی بن کعب وغیرہ نے اس کے معنی یہ بتائے ہین کہ اس کا اشارہ ان
چار قسم کی عورتون کیطرف ہے جنکا ذکر اوپر ہوا جو محمد صاحب کو حلال تھین یعنی
"حلال نہین تجھکو عورتین سوائے ان اقسام مذکورہ کے" اور بسند ترمذی ابن
عباس سے بھی یہی مروی ہے - لایحل لک من بعد الاجناس الاربعۃ - جلالین
کمالین حاشیہ اور فتح الرحمن شاہ ولی اللہ صاحب مین بھی یہی عاید ہوا ہے ہمیں

اس سے حضرت کے لیے کوئی حد معین نہین ہوئی بلکہ قسم عورات معین ہو گئی ہے یعنی اُن چار قسمون مین اختیار ہے چاہے حضرت ہزار کرلین یا بارہ سو چنانچہ شاہ عبدالقادر بھی اپنے فایدہ مین لکھتے ہین "یعنی جتنی قسمین کہدین اُس سے زیادہ حلال نہین . . . حضرت عائشہ نے فرمایا یہ منع آخر کو موقوف ہوا سب عورتیں حلال ہوگئین" پس کہو حضرت کی شہوت رانی کے لیے یہ آیت کیسے روک ٹھہر سکتی ہے ۔ اس مین تو حد مقرر نہین اور جو حد اقسام عورات کی مقرر معلوم ہوتی ہے وہ بھی موقوف و منسوخ ہوئی یا یون کہین کہ اس حد کو بھی حضرت نے مثل قسم تحریم ماریہ کے توڑا ۔!

پھر اگر ہم آپ کے اس جھوٹے بہانے کو کچھ دیر کے لیے تسلیم کرلین کہ وہ مثل حضرت اپنی ۹ یا ۱۰ جورووان قبل آیت حد کرچکے تھے ۔ تو بھی حضرت کی صفائی نہین ہوسکتی ۔ کیا اس سے یہ لازم آتا ہے کہ حضرت وہ زیادہ نکاح جو بقول جناب کے آیت کے قبل کرچکے اپنے اوپر حلال کرسکتے ہین ۔ اگر اُس آیت کی پابندی کسیطرح فرض تھی تو زایدہ نکاحون کا مابعد فسخ کرنا لازم تھا جس طرح کہ اگر کوئی شخص قبل اسلام مان سے . . . - - - نکاح کرچکا ہوتا تو اسلام مین آنے سے اسپر مان . . . . کا رکھنا حرام ہوجاتا اور نکاح فسخ ہوتا اور جس طرح یہ حدیث ہے کہ اگر کوئی دس جورون کا شوہر مسلمان ہوجائے ۔ تو اُس کو چھ جورؤں کو طلاق دینا چاہیئے ۔ جامع ترمذی مترجم کتاب النکاح صفحہ ۳۴۷ نولکشوری ۔ پس حضرت کو لازم تھا کہ اگر وہ شریعت حد نکاح کے قبل ایک فعل کرچکے تھے تو ۔ ۔ ۔ کی شریعت کے اعلان پر اُس کی پابندی مثل ہر مسلمان کے کرتے ۔

آپکا یہ کہنا بیجا ہے کہ اس آیت حد نکاح کے ساتھ ہی دوسری آیت بھی نازل ہوئی جیسا ہم دکھا چکے ۔ پر تھوڑی دیر کے لیے ہم یہ بھی مانے لیتے ہین . . . تو کہین کہ اگر . . . آیت حد نکاح . . . تمام مسلمانون کو انکی زاید جورواں . . .

تھیں تو حضرت نے وراصل اپنے واسطے اس آیت کے حیلے سے وہ جایز رکھا جس کے وہ مستحق نہ تھے - کیونکہ اپنی جورُون کو جدا کرنا انپر شاق گذرا اپنی رعایت کی گو دوسرون کی رعایت نہ کر سکے - اب یہی اپنے اوپر طلاق کو ناجایز کرنے کیصورت تو پہلے تو آپ ہی جورُون کو مسلمانون پر حرام کر چکے تھے - اور اُن کو ڈرا چکے تھے - کہ کوئی تم سے شادی نہ کریگا جو مجھ کو چھوڑ دوگی - آخر ایک جورو نکل گئی بس آپنے اپنے اوپر طلاق ہی ناجائز کر لیا - تاکہ کوئی جورو نکل نہ جاوے کیونکہ اُنکی جوروان اُنکو ڈرایا کرتی تہین - کہ ہم چاہیں تو نکل جاوین "کلینی بسند ہائے معتبر بسیار روایت کردہ است از امام محمد باقر و امام جعفر صادق کہ گفت بعضے از زنان محمد گمان میکند کہ اگر مارا طلاق بگوید ما کفو خود را نخواہیم یافت از قوم خود کہ مارا تسنر و بیج نماید و بروایت دیگر زینب گفت کہ تو عدالت نمی کنی میان ما با آنکہ پیغمبر خدائی و حفصہ گفت کہ اگر مارا طلاق بگوید ہمتائے خود را خواہیم یافت از قوم خود کہ مارا تسنر و بیج نماید و بروایت دیگر این ہر دو سخن را زینب گفت" حیات القلوب باب ۵۳ بلکہ حضرت کو نکل جانے کا بڑا اندیشہ خود اپنی پیاری بی بی عایشہ کی نسبت بھی رہا کرتا تھا - چنانچہ جب آپنے آیت تخییر سنائی "تب حضرت کو بھی غم عایشہ کی وصلت کا اور فراق دامنگیر حال ہوا کہ ایسا نہو عائیشہ دنیا کو اور زینت دنیا کو اختیار کرے" یعنی میرے پاس سے نکل جاوے - منہاج جلد ۲ صفحہ ۱۵۸ دوسری بات یہ ہے - کہ اگر حضرت کو کوئی ضرورت درپیش آتی تو وہ اس آیت کی اصلاً پروا نہ کرتے بلکہ حرف غلط کیطرح مٹا دیتے - یہ سب خود غرضی پر مبنی تھا - کیونکہ اگر اس آیت سے مطلق منع طلاق وغیرہ نکلتا ہے تو اُس واقعہ کے بعد ماریہ کے ساتھ پکڑے جانے پر آپنے اپنی ازواج کو دہمکایا کیسے تھا "ابھی اگر نبی طلاق دے تم سبکو اُسکا رب بہت سی عورتین تم سے بہتر تحریم ع یہان طلاق دینے کا اختیار بھی ثابت ہے "اگر نبی چاہے" - اور دوسری عورتین کرنے کا اختیار بھی خدا جانے یہ

مولوی قران کو کس طرح پڑھتے ہین - حضرت اپنے عمل سے جا بجا ہار آیت
کو توڑتے ہین - جسکو وہ کلام خدا بتاتے ہین - مگر خیر ہم مولویون کو - انہی سے پوچھتے
ہین انکی خاطر ایک دم کو ملے لیتے ہین کہ حضرت پر جورؤن کی تعداد محدود ہوگئی
تھی اور یہ بھی کہ وہ کسی جورو کو طلاق نہ دیوین - تو بھی آپ گوش ہوش سے سنیئے
کہ اس آیت مین ممانعت ہے تو جورؤن کی نہ مطلق عورتون کی کیونکہ آخر فقرہ
مین "جو مال ہے تیرے ہاتھ کا" اُس قید سے مستثنیٰ ہے پس حضرت نے در اصل اپنے
اوپر آسانی کی کہ عیاشی بھی کرتے جاوین - نت نئی عورتون سے صحبت کرین کیونکہ
یہ وقت عروج اسلام کا ہے ہزار ہا لونڈیان ایک سے ایک بڑھکر خوبصورت حضرت
کے ہاتھ آتی ہین - اور جورو مین کرنے کی سر دردی بھی نہ اٹھاوین - چنانچہ مدارک
سے معلوم ہوتا ہے اس آیت کی تفسیر مین - کہ اس آیت کے بعد ماریہ لونڈی
سے حضرت ملے -
محمد علی صاحب نے بھی اپنی تلبیسات مین اس آیت سے استدلال کیا ہے اور حضرت
کی گویا مصیبتین بیان کرکے روئے ہین - مگر ہمنے دکھلایا کہ کیسی کچھ آسانی حضرت
نے اپنے نفس پرور کو رکھی ہے - مگر ایک بات اور ہے کہ یہ آیت جیسا ہم کہہ چکے برائے
بیت ہے حضرت کے لئے کوئی معنی نہین رکھتی اُنکے اعمال اسکے خلاف ہر طرح سے
ہین - چنانچہ ملاؤن نے اسکو قران سے بھی منسوخ بتایا ہے اور حدیث سے بھی
مدارک مین ام سلمہ و عایشہ کی حدیث کا حوالہ ہے - اور آیت ماسبق سے بھی
اسکی تنسیخ ہوتی ہے - یہ بھی مدارک ہی سے ظاہر ہے - مگر ہم اُس پر ایک اور
شہادت خود ہندوستان کی لاتے ہین - صاحب تفسیر حقانی اپنے مقدمہ صفحہ ۱۲۵ مین
بیان فرماتے ہین "آیات قرانیہ اور احادیث نبویہ مین بھی تناسخ واقع ہوتا
ہے - یا نہین ؟ جمہور کہتے ہین واقع ہوتا ہے - اور اس کی دو قسم ہین اول
نسخ الکتاب بالسنۃ جیسا کہ یہ آیت لا یحل لک النساء الآ یہ حدیث عایشہ سے

منسوخ ہے کہ آنحضرت صلعم نے انکو خبر دی ہے کہ خدا نے اُنکو جسقدر عورتین
چاہئین مباح کر دین رواہ عبد الرزاق والنسائی واحمد والترمذی والحاکم۔ قول
فیہ نظر کس لیئے کہ اس آیت کی ناسخ اس سے پہلی آیت ہے "پس معلوم ہوا کہ ہماری
یا رایک آیت منسوخ سے استدلال کرکے حضرت کی پردہ پوشی کرتے ہین چنانچہ
صاحب تفسیر حقانی نے ان لوگون کی نسبت خوب فرمایا ہے (حاشیہ) "بعض خفیہ شان
آنحضرت علیہ السلام کے لیئے نکاح محدود نہ ہونے کو عیب سمجھتے ہین اور اس حدیث
کو بپیرایۂ خیر خواہی اسلام بلا قاعدہ محدثین جھوٹھی بتاتے ہین" ہم اُن خفیہ کر
شانون کو کیا کہین جب ایک ڈنکے کی چوٹ پر بولنے والا مسلمان وتفسیر فتح
المنان" مین اُنکی یون خبر لیتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ اس آیت نے حضرت کو بچایا
نہین بلکہ اور بگاڑا کیونکہ حضرت نے عین اسکے خلاف عمل کیا۔

دفعہ ششم سنت انبیاء سابقین۔ ایک معذرت اور باقی رہی جاتی ہے۔ محمد علی
صاحب فرماتے ہین "جب انبیاء سابقین نے موافق رضائے خدائے تعالے کے یہ فیصل
کیا تو حضرت سرور انبیاء محمد مصطفیٰ بھی اسی زمرہ مین ہین۔ انکی لیئے کوئی نئی
اجازت کی ضرورت نہین ہے۔ وہی انبیاء سابقین کی اجازت کافی ہے جنابؐ
بیبیون کا کرنا منصب نبوت کے خلاف اور قابل طعن ہو جاویگا" صـ۱۷ پیغام محمدی۔ اور
مولوی محمد حسین بھی حضرت کو اسی بہتے پر مثل داؤد وسلیمان لکھتے ہین۔ محمد صاحب
کو انبیاء سابقین کے زمرہ مین تسلیم کون کرتا ہے۔ کہ آپ اس تسلیم کی بنا پر استدلال
کرتے ہین انبیاء سابقین کے زمرہ مین حضرت کو بٹھانا یہ آپکی زبردستی ہے اور بڑی
اکی۔ بان زمان مین تیر امتحان۔ مگر جواب سنئے۔

الحاصل یہ ہے کہ کسی نبی یا غیر نبی کو شریعت کے لحاظ سے عاصی وخاطی ثابت
ہوگا۔ آپ خود فرماتے ہین کہ "اس مین شک نہین کہ تعدد ازواج کو غیر محدود
چھوڑ دینا جیسا کہ شریعت موسوی مین کیا گیا حد اعتدال سے خارج ہے" صـ۱۳۳

الٰہی مروجہ کے خلاف نہ کرنا چاہئیے اگر کریگا تو اس شریعت

پس آپ کو معلوم ہے کہ شریعت موسوی مین تعدد ازواج کو غیر محدود چھوڑ دیا گیا
پس اگر کسی نبی یا غیر نبی نے اُس شریعت کی متابعت مین غیر محدود جوروان کین
تو وہ اُس شریعت کے اعتبار سے پاک ہے۔ ہان اگر برخلاف اسکی اُس شریعت کے خلاف کوئی
فعل کیا جاوے جو اُس شریعت کے قبل وہ فعل مستحسن ہی کیون نہ رہا ہو
کرنیوالا گنہگار ہے جیسے شریعت موسوی کے قبل دو بہنون کا ایک وقت نکاح*
شریعت موسوی مین دو بہنون کا رکھنا حرام ہوا۔ پس اگر کوئی شخص اب دو
بہنین نکاح مین لاوے حرام کرتا ہے۔ ایسا ہی غیر محدود ازواج کا رکھنا شریعت
موسوی مین حلال تہا۔ مگر اب آپ فرماتے ہین کہ "شریعت محمدیہ نے ایسا نافع
اور عمدہ حکم دیا کہ پہلی شریعت اور اُسوقت کے رواج نے جو بلا حصر و تعیین جواز تعدد
کا فتوے دے رکھا تھا۔ اول تو اُسے چار مین محدود کر دیا۔ مگر اس جواز مین بھی
عدل کی ایک سخت قید لگا دی" ص ۱۷۳ تو اب آپ بتائین کہ محمد صاحب نے جنہون نے
شریعت موسوی کی اصلاح مین دم مار کر بقول جناب "ایسا نافع اور عمدہ حکم دیا" اپنی
شریعت کے خلاف "ایسے نافع اور عمدہ حکم" کو کیون عدول کیا۔ انبیاء سابقین
نے موسوی شریعت پر ہو کر غیر محدود تعدد ازواج کو جایز رکھا۔ شریعت اسلام نے
اُسکو جایز نہین رکھا اور تعدد کو محدود کیا حتی کہ اگر کوئی مسلمان پانچ جوروان
ایک ساتھ رکھ لے تو وہ زنا کار کہلاوے اور انبیاء سابقین کی سنت یا شریعت
موسوی کا جواز اُسکی حمایت مین دم نہ مار سکے۔ حضرت نے ایسے "نافع اور عمدہ حکم"
شریعت محمدیہ سے خلاف کر کے کس طرح ۱۵ یا ۱۶ یا ۲۰ یا زیادہ جوروین کرین
اعتراض یہ ہے سو یہ ہے آپ سمجھین نہین۔ یا تو محمد صاحب کو تعداد ازواج مین
شریعت موسوی کا پابند بنائین اور تعدد کے محدود کرنے کو ناجایز ٹھہرائین اور
اُسے "نافع اور عمدہ" حکم نہ فرمادین۔ یا محمد صاحب کو شریعت اسلام اور قرآن کا
عدول کرنے والا ۔۔۔ نفس اور شہوت پرست مانین اور یہ بتائین کہ کیون نشوونما

* جس کا مطلب حضرت یعقوب سے ہے جو ایسا نکاح کیا

کا کرنا منصب نبوت کے خلاف نہین ہوسکتا مگر نو بیبیون کا کرنا منصب نبوت کے خلاف ہے" بلکہ منصب معمولی شرافت اور دینداری اسلام کے خلاف تہی - یہ آپکے عذرات تھے - سچ ہے ع پائی چوبین سخت بے تمکین بود -

سید امیر علی صاحب اعلی اعتراضون سے بچنے کے لئے فرماتے ہین - کہ "غالباً یہ کہا جائیگا کہ آنحضرت کو نہ چاہئے تہا - کہ کسی ضرورت سے خواہ کیسی ہی شدید ہو تعدد ازدواج کی رسم قبیح کو خود عمل مین لاتے یا اسکو مباح کر دیتے" صـ ۳۱۳ یقیناً یہ ہرگز نہ کہا جائیگا - حضرت نے خوب کیا جو تعدد ازدواج کو عمل مین لاکر - ہم آپکے کوئی بہتر اسوہ نہین رکھتے ہین - مگر ہان اگر اس رسم قبیح کو "مباح" کیا تھا تو اپنے لئے صرف اسقدر مباح رکھتے جو اورون کے لئے مباح رکھا تھا - اس سے تجاوز کرنے سے صرف یہ کہا جائیگا کہ "آنحضرت کو نہ چاہئے تھا کہ کسی ضرورت سے خواہ وہ کیسی ہی شدید ہو تعدد ازدواج کی رسم قبیح کو اپنے لئے اس حد سے زیادہ روا رکھتے جو انہون نے اپنی شریعت مین آپ مباح قرار دی تھی - جب کسی امتی کے لئے کسی ضرورت کی خواہ وہ کیسی ہی شدید ہو رعایت نہ رکھی تھی تو اپنے نفس کے لئے رعایت رکھنا کیا معنی تھا - اور یہین آپ ہم و بکم ہین اور اب معلوم ہوگیا - کہ بعض مورخین عیسائی نے آنحضرت پر طعن کیا کہ آنحضرت نے تعدد ازدواج کرکے اپنی نفس سے وہ رعایت کی جسکے مستحق آپ شرع شریف کے موجب نہ تھے" صـ ۳۰۲ ہمارے ذی علم و مشہور آفاق مسلمان جج نے لاکھ سر مارا کہ اس طعن کو مٹا دے مگر اس طعن کا ایک ایک حرف ہزار زور کے ساتھ حضرت پر اور چسپان ہوگیا اور اسکا ایک ذرہ بھی ہمارے مخاطب کے اٹھانے سے نہ اٹھ سکا -

فصل دہم متعۃ النسا -

عبادات کی نسبت صرف اسقدر کہ روائی اسلام کی نہ بیسہ ہین نہ ہے ۔ اگر ۔ ۔ ہی

ہوتی تو صبر کیا جاتا۔ حضرت کی شریعت مین متعہ بھی حلال ہے۔ متعہ صریح رنڈی
بازی ہے خرچی دیکر کسی عورت سے رات دو رات تعلق پیدا کرنا اور چلتے
پھرتے نظر آنا نہین۔ بلکہ وضعدار لوگ رنڈی بازی مین متعہ کرنے والونسے
زیادہ وفاداری و آدمیت برتتے ہین مولوی محمد علی کہتے ہین کہ "متعہ کا جواز
تو قران مجید سے ثابت نہین ہوتا بلکہ کئی مقام سے اسکا حرام ہونا اظہر من
الشمس ہے۔ اب اگر احادیث سے اسکا ثبوت ہوتا ہو تو عیسایون کو اسپر اعتراض
کرنا ہرگز نہین پہونچتا" اور پھر یہ کہ "کیا متعہ کا ثبوت قران مجید سے ہوتا ہے ہرگز
نہین کیا ایسی آئتین قران مجید مین نہین ہین جن سے صاف صاف متعہ کی
حرمت ثابت ہوتی ہے بیشک ہین دیکھو ارغام الشیاطین وغیرہ" پیغام محمدی
صفحہ ۱۷۵ و ۱۷۶ بیشک متعہ کا ثبوت قران سے ہوتا ہے اور ایسی کوئی آیت قران مین
نہین ہے جس سے صاف صاف متعہ کی حرمت ثابت ہوتی ہو۔ دیکھو ضربت حیدریہ
وغیرہ۔ مسئلہ متعہ کے اثبات مین نص قران موجود ہے۔ فما استمتعتم بہ منھن فآتوھن
اجورھن فریضۃ پھر جو کام مین لاے تم اُن عورتون کو دیدو اُنکا اجورہ
جو مقرر ہوا۔ النساء ع ضربت حیدریہ مین نہایت قاطع دلایل سے ثابت
کر دیا ہے کہ یہ آیت متعہ پر نص ہے۔ اور سنی علماء کو بھی اس امر جیسا شیعون نے
ثابت کیا ہے انکار نہین ہو سکا چنانچہ تفسیر ثعلبی مین منقول ہے کہ عمران
بن حصین کہتا ہے کہ نازل ہوئی آیت المتعہ بیچ کتاب اللہ تعالے کے نہین
نازل ہوئی بعد اُس کے کوئی آیت جو منسوخ کرے اُسکو پس امر کیا ہم کو
رسول اللہ صلعم نے اُسکا متعہ کیا ہم نے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
اور وہ مر گئے اور نہین منع کیا ہم کو اُس سے اور کہا ایک شخص نے اپنی راے
سے جو چاہا" (یہ اشارہ ہے عمر کے حکم منع متعہ کیطرف) اور تبیان الحقایق
شرح کنز الدقایق مین کتاب النکاح محرمات مین مذکور ہے کہ ابن عباس

حلت متعہ میں اس آیت سے استدلال کرتے تھے۔

اور یہ تو سب کو معلوم ہے کہ ہدایہ میں امام مالک کی نسبت منسوب کیا گیا
کہ وہ متعہ کے جواز کا قایل ہے پس اس کا انکار نہیں ہو سکتا اور قران میں
متعہ موجود ہے سنی ناحق اس کو منسوخ بتاتے ہیں کوئی سند اس کے
ہونیکا نہیں ہے شیعون نے بڑے بڑے قطعی دلائل
ثابت کر دیا ہے کہ اسلام میں خود بحکم محمد صاحب متعہ حلال تھا۔ اور ... کی
حلال ہے۔ چنانچہ جملہ امامیہ اسپر کاربند ہیں لیکن آپکا یہ کہنا کہ متعہ کا
سنے نہیں ثابت مردود ہے۔ اور یہ حیلہ کہ چونکہ احادیث میں اسکا ثبوت ہے اس
لیئے عیسایون کو اسپر اعتراض کرنا ہرگز نہیں پہونچتا ابلہ فریبی ہے۔ ہم اسلام
پر اعتراض کرتے ہیں اور اسلام کی بنیاد تم خود قران اور احادیث دونوں کو
تسلیم کرتے ہو پس اگر قران میں مسئلہ متعہ کا ثبوت نہوتا۔ بلکہ صرف حدیث میں ہوتا
تو بھی اسلام ہمارے اعتراض سے محفوظ نہیں رہ سکتا ہے۔ مگر اب تو قران کی
نص موجود ہے اور کوئی امر منافی متعہ قران میں نہیں اور احادیث بھی موجود
ہیں جو قطعی ہیں۔ اور اسپر مسلمانان طبقہ اول و ثانی کے عمل بھی موجود ہیں
جنپر تواریخ شاہد ہے پس متعہ سے انکار کرنا اور اسلام کو ماننا ممکن نہیں سنیون نے
اب متعہ کو باوجود تسلیم سند حدیث حرام ٹھہرایا ہے۔ اور کچھ اسی بنا پر جس بنا پر ہمارے
سید صاحب کثرت ازدواجی سے بیزار ہیں اور اس کو اب زناکاری کا تعلق فرماتے
ہیں۔ دراصل متعہ نہایت ہی بے حیائی بداخلاقی و عیاشی کا مسئلہ ہے عورتوں کو
بیوہ کیکر کام میں لانا ہے مگر قران کی آیت مذکورہ صاف صاف اسکی مؤید ہے
سنی اس متعہ کو یہ نہیں کہتے کہ اسلام میں حلال نہ تھا۔ بلکہ صرف یہ کہ حضرت
نے آخر زمانہ میں اسکو حرام ٹھہرا دیا۔ حضرت کے وقت میں وہ حرام نہ تھا۔ بہی
تمہارے حضرت بھی بڑے حضرت تھے۔ چنانچہ مترجم موطا امام مالک نکاح المتعہ کے

درست تھا پھر فتح مکہ کے روز حرام ہوا پھر عمرہ قضا میں
فایدہ میں یون قمطراز ہے کہ اوایل اسلام میں درست ہوا پھر فتح مکہ کے روز
حرام ہوا پھر جنگ اوطاس میں درست ہوا پھر حرام ہوا پھر تبوک میں درست
ہوا پھر حجۃ الوداع میں حرام ہوا اس بار بار کی حرمت اور حلت سے
لوگون کو شبہ باقی رہا بعض لوگ متعہ کرتے تھے بعض نہین کرتے تھے۔
یہانتک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی۔ اور حضرت ابو بکر
کی خلافت مین ایسا ہی رہا اور حضرت عمر کی اوایل خلافت مین بھی یہی حال
رہا بعد اس کے حضرت عمر نے اُسکی حرمت برسر منبر بیان کی جب لوگون نے
متعہ کرنا چھوڑ دیا مگر بعض صحابہ اُس کے جواز کے قایل رہے جیسے جابر بن
عبد اللہ اور عبد اللہ بن مسعود اور ابو سعید اور معاویہ اور اسماء بنت ابی بکر اور
عبد اللہ بن عباس اور عمرو بن حریث اور سلمہ بن الاکوع اور ایک جماعت تابعین
مین سے بھی جواز کی قایل ہوئی ہے۔ (ملخص زرقانی) کشف الغطا مطبوعہ
مطبع مرتضوی دہلی ۱۲۹۹ھ جلد ثانی ص ۳۴۱ غزوہ خیبر سنہ ۷ ہجری مین واقع
ہوا یعنی دعوے نبوت کے ۲۰ برس بعد حضرت اس کے ۳ برس بعد مر گئے۔
فتح مکہ سنہ ۸ ہجری مین ہوئی غزوہ تبوک سنہ ۹ ہجری مین ہوا اور آخری
حرمت متعہ عوایہ حجۃ الوداع مین ہوئی جو آخری سال حضرت کی عمر کا تھا پس
کم سے کم ۲۰ برس زمانہ نبوت محمد صاحب مین متعہ کا حلال رہنا خود مخالفین متعہ کے
اقوال سے ثابت ہے ۱۰ برس سوا سال قبل وفات حضرت متعہ کے حرام ہونیکا
شبہ تاریخی قرینہ سے باطل ہے کیونکہ سنی اس سے بھی انکار نہین کرتے کہ حضرت
عمر نے پہلا حکم دیا تہا۔ کہ جو شخص متعہ کریگا مین اُسکو رجم کرونگا مگر خلیفہ اول ابو بکر
کے زمانہ مین متعہ ہوتا رہا۔ اور اس عمرو کے فیصلہ کو خود اُس کے بیٹے نے خلاف
شرع کہا۔ چنانچہ جلال الدین سیوطی تاریخ الخلفا مین عمر کو اول من حرم
المتعہ اول شخص جس نے متعہ کو حرام ٹھہرایا لکھتے ہین پس خلیفہ اول ابو بکر کے

زمانہ مین متعہ حرام ہوا - اگر محمد صاحب اپنی حین حیات متعہ کو حرام کر گئے تھے تو خلیفہ اول کے عہد مین حلال کیسے ہو گیا تھا کہ حرمت کا حکم عمر کو دینا پڑا حقیقت یون ہے کہ متعہ حرام کبھی نہین ہوا آیت متعہ قران مین موجود ہے - اسکا ناسخ کوئی حکم قران مین نہین - اور اگر قران مین کوئی آیت حرمت متعہ پر ہوتی تو ہرگز اختلاف صحابہ کے لئے گنجایش نہ تھی - اور اگر قران مین صریح آیت متعہ وارد نہوتی تو عبد اللہ بن مسعود سا قران دان متعہ پر اصرار کیونکر کر سکتا - چنانچہ صحابہ کے عمل کی کیفیت ہے جیسا جابر سے اوپر منقول ہوا وہ کہتا تھا کہ ہمنے متعہ کیا عہد رسول اللہ صلعم مین اور عہد ابو بکر اور نصف خلافت عمر مین پھر منع کیا اُسنے لوگون کو اس سے یہ ایک پرانا مسئلہ ہے جس طرح لطر کے ثبات شیعہ مقابلہ مین سنیون کے دیکھی اور سنیون سے کوئی جواب نہ بن پڑا جو شخص چاہے طرفین کی کتب مناظرہ اس باب مین دیکھ لے -

پس اہل سنت کا متعہ کو حرام ٹھہرانا قران وسنت سے درگذر کرنا ہے شیعی حق پر ہین ورنہ اسکی حرمت ایسی ہی جیسی کہ کثرت ازدواجی کی جسکو ہمارے سید صاحب مخالف منشاء قران و تعلیم محمدی سمجھکر "زنا کاری کا تعلق" فرماتے ہین -

فصل یازدہم

تقویم پارینہ

اب کہ ہمنے حضرت کے ازدواج کے حالات مفصل پر تحقیق کے ساتھ نظر ڈالی اور انکے ساتھ حضرت کی بےحیائی کے تعلقات دیکھے ہم یہ کہے بغیر نہین رہ سکتے اگر وہ بمصداق الحق مر لکے تابعین کو کیسا ہی ناگوار کیون نہ معلوم ہو کہ حضرت شہوت پرست و عیاش پرلے درجہ کے تھے -

خدیجہ کی وفات کے دو ماہ بعد ہی حضرت نے دو عورتون سے یعنی سودہ اور عایشہ سے نکاح کر لیا اور انکی جورون کا روزنامچہ جس سے مسلمان انکار نہین کر سکتے ہم ہدیہ ناظرین

کرتے ہین۔

سنہ	حضرت کی عمر شریف	نام ازواج مطہرات	مختصر کیفیت ازواج مطہرات کی
۱۰ نبوی	۵۱ سال	سودہ	حضرت سودہ کو جبتک عایشہ تیار نہ ہوئی مثل پتل کے رکھتے رہی مابعد کبر سنی کے باعث حضرت نے انکو بالکل پنشن دیدی تھی اور انکی جگہ عایشہ کو قبول فرمایا۔ اور محمد حسین بٹالوی کے قول پلاؤ اور جو کی سوکھی روٹی کی داد دی۔
		عایشہ	اسوقت انکی عمر کل سات سال کی تھی پہلے ہی سے حضرت نے انکو اپنے واسطے رکھ چھوڑا۔
سنہ ۱ھ	۵۳	ءء..	دو برس بعد جب عایشہ ۹ برس کی ہوئین حضرت نے النبی زفاف فرمایا یہ حضرت کی بڑی چہیتی بی بی تہین کیونکہ کنواری صرف یہی تہین یعنی منکوحہ عورتون مین۔ ماریہ لونڈی بھی کنواری تھی بعد عایشہ کے حضرت اسپر بھی دلدادہ تھے۔ اور یون تو تمام جوان عورتون کو چاہتے تھے۔
سنہ ۳ھ	۵۵	حفصہ	یہ بڑی قبول صورت پری تمثال عورت ۱۷ سال کی نوجوان تھی۔
ءء	ءء	ام المساکین	یہ بہت جلد فوت ہوگئی۔
سنہ ۴ھ	۵۶	ام سلمہ	کڑی ۲۷ سال کی عمر والی عورت تھی۔
سنہ ۵ھ	۵۷	زینب بنت جحش	یہ زید حضرت کے فرزند متبنیٰ کی جورو تھی مگر بڑی حسین

سنہ	حضرت کی عمر شریف	نام ازواج مطہرات	مختصر کیفیت ازواج مطہرات کی
			ماہ پارہ عابد فریب تھی آخر حضرت نے اسکو اپنی جورو بنا لیا۔
ایضاً	۵۷ ایضاً	ریحانہ	حضرت نے اسکو بہت سی عورتون مین سے چھانٹ کر اپنی جورو بنایا۔
سنہ ۶	۵۸	جویریہ	ازحد حسین عمر اسکی ۲۰ سال تھی۔
سنہ ۷	۵۹	ماریہ قبطی	گورے رنگ والی بڑی صاحب جمال تھی حضرت اسپر فدا تھے حتیٰ کہ عایشہ رشک کھاتی تھی آپکو تحفہ مین ملی تھی اور کنواری تھی۔
سنہ ۷	۵۹	صفیہ	ازحد حسین تھی نو ۶ وس ۱۷ سال کی۔
ایضاً	ایضاً	ام حبیبہ	اسکو حضرت نے اپنے واسطے حبش سے بلوایا تھا اُسکی عمر تیس سال تھی حضرت اسکو ایک ملکی غرض سے بھی نکاح مین لائے تھے۔
ایضاً	ایضاً	میمونہ	انھون نے حضرت کو اپنا نفس بخش دیا تھا ع برگ سبز است تحفۂ درویش۔ اور حضرت نے جود و کرم کو کام فرما کر کہ ع گر قبول افتد زہی عز و شرف۔ قبول فرما لیا اور اس مین ایک بڑی غرض یہ بھی تھی کہ آپ اسکے رشتہ دارون کو جو مخالفت کرتے تھے ٹھنڈا کرنا چاہتے تھے۔

اب حضرت کے جورویں فراہم کرنے کے آگے بجز موت کے کوئی روک باقی نہ رہی تھی ۔ آخر حضرت ہجرت کے دس برس بعد مر گئے اور مرتے مرتے نکاح کر گئے چنانچہ حیات القلوب والاکسی شنیا دختر صلت کا ذکر کرتا ہے "کہ حضرت اور ا تزویج نمود و پیش از ان کہ او را بخدمت حضرت بیاورند حضرت از دار فانی رحلت نمود" فقط جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بستر مرگ ہی پر جسکو وہ بستر مرگ نہ جانتے تھے حضرت نے یہ نکاح کیا تھا مگر نوبت صحبت کی نہ آنے پائی ۔ یہ انتہائی بوالہوسی ہے !

بس روزنامچہ ہی جو مکمل نہیں کیونکہ اس میں حضرت کی چار لونڈیوں میں سے دو کا تذکرہ نہیں کیا گیا صاف عیان ہے کہ علاوہ بی بی خدیجہ کے جنکا انتقال قبل ہو گیا تھا حضرت کے پاس کم سے کم کوئی چودہ جورویں تھیں اور حضرت نے یہ نکاح وغیرہ بعد وفات خدیجہ شروع کئے تھے خدیجہ سنہ ۱۰ دعوے نبوت میں مری اور اس کے بعد حضرت ۱۳ برس اور جیئے ۔ اگر حضرت ان ۱۳ برس کے زمانہ میں صرف ۱۳ عورتیں کرتے تو وہ شیخ سعدی کے اس لطیفہ کے مصداق ہوتے سنہ "زنے نو کن اے دوست ہر نو بہار ۔ کہ تقویم پارینیاید بکار" ۔ مگر حضرت نے اس کا ۱ حد کر دیا ۔

ہمارے مخاطب اول تو حضرت کے حرم سرا کی تعداد میں قطع برید کرتے رہے پھر حضرت کی جوروں کو بڈھی سے بڈھی ثابت کرتے رہے اور یہی کہتے گئے کہ بیکسیں بیواؤں کی پرورش کرنیکے لئے حضرت جورویں رکھے تھے ۔ گویا حرم سرا کیا ایک محتاج خانہ تھا مگر ہم نے دکھلایا کہ حضرت شہوت رانی و عیاشی کرتے تھے ۔ ہر عمر کی ایک عورت حضرت رکھتے تھے ۔ یہاں ۶ سے ۹ برس تک کی باکرہ بھی ہے ، ۱۷ برس کی نو عروس بھی ۔ دو تین ۲۰ سال والی بھی ۔ ۲۷ سال والی بھی ۔ ۳۰ والی بھی ۔ ۳۵ والی بھی ۔ ۴۰ والی بھی ۔ اور پچاس والی بھی ۔ تاکہ ہوس کم نہ ہو اور تجربہ زیادہ ہو فرنگی محل چینی محل حبشی محل والوں نے حضرت ہی کو اپنا استاد مانا ہو گا ۔ یہ سوجھ بوجھ ۔ مرحبا سید مکی مدنی العربی ہی کو تھی ۔ اور عورتوں کا انتخاب حضرت یوں کرتے تھے ۔ جیسا حیات القلوب والے نے لکھا ہے "کلینی بسند معتبر روایت کردہ است کہ چون

حضرت رسول ارادہ خواستگاری زنے می نمود زنے را فرستاد کہ نظر کند بسوی
او وی فرمود کہ بو کن گردنش را اگر گردنش خوش بوست ہمہ بدنش خوش بوست و بنگر
پایش را ملاحظہ کن کہ اگر آنجا پر گوشت است ہمہ جائے تن او پر گوشت است" ہ ۵ یعنی عورتون
کی پرکھ تو شاید کسی رئیس اودہ کو بھی نہ معلوم تھی۔ اے سید صاحب شرم کیجئے اور ایسی بے تکی نہ
ہانکئے۔ حضرت عیاش تھے پر گوشت عورتون کو تلاش کرا کر اور جبرائیل کے لائے ہوے؟ ہریسہ
اور جوب امساک کہا کہا کر یا شہد اور کیکر کا رس پی پی کر جسکا پتا مولانا عماد الدین نے دیا ہے (تاریخ
محمدی ص ۲۳۲) رات بھر عیاشی کیا کرتے تھے۔ جیسا خود محمد حسین قبول کرتے ہین کہ حضرت
ایک ہی ساعت مین رات یا دن کے سبھی ازواج سے ہمبستر ہوتے" ص ۱۹۲ پس بیہودہ پروری کا
خیال تو جانے دیجئے محمد حسین کہتے ہین کہ "مخالف بھی تجویز نہین کرسکتا کہ آپکا تکثر و تعدد
نکاح شہوت پرستی و نفس پروری کی غرض سے تھا۔۔ آپ نفسانی اغراض رکھتے اور اُن اغراض
سے عیش چاہتے تو عالم شباب مین رسم و رواج قوم کے مطابق بہت سی عورتین نکاح مین لا سکتے
تھے سو بھی جوان اور باکرہ جو نفسانی اغراض کا اصل محل ہین" ص ۱۷۱ و ۱۷۲ اسکا جواب ہم دے چکے کہ
عالم شباب مین زنیست عشق ثمن ثمین تھا حضرت کو ایک جورو ڈھونڈے نہ مل سکتی تھی۔ اور
جب خدیجہ سے آپ نے نکاح کیا تو آپ اسکی زندگی بھر اسکے حلقہ بگوش طوعاً و کرہاً رہے کان ہلانے
کا بھی کوئی ظاہری موقع نہ تھا۔ پھر مولوی صاحب فرماتے ہین اگر کوئی اس بات کو نہ مانے۔ اور مانے
کیسے۔ تو وہ یہی خیال کرے کہ اس تکثر و تعدد ازواج پر باعث آپ کو نفسانی اغراض ہوتے تو
جس وقت آپ صاحب سلطنت اور ملک عرب مین و شام کے مالک و متصرف ہوگئے۔ اور اس تعداد
نکاح کے مرتکب ہوئے تھے۔ اسی وقت آپ جوان باکرہ عورتون سے نکاح کرتے" مولویصاحب کو نہین
معلوم کہ کیون ہی حضرت نے اپنے آپکو صاحب سلطنت دیکھا ملک الموت نے رگ جان کو کاٹا
حضرت کو جینے کی مہلت ہی نہ ملی اور کوئی نئی کلی دل کی نہ کھلی ؎ امید بستہ بر آمد ولے
چہ فایدہ زان۔ امید نیست کہ عمر گزشتہ باز آید۔ مگر آپ ہماری تقویم کا مطالعہ کرین اور
حضرت کی حرم سرا کا تماشہ دیکھین۔ حفصہ جوان بھی ہے۔ اور خوبصورت۔ زینب حسن

جمال کی موہنی مورت صفیہ نوعروس ۱۷ سال جویریہ نئی عمر پری تمثال بیگانہ کو
حضرت نے چھانٹ کر پسند کر لیا ہے اور عائشہ کی کم سنی نے آپکو اپنا پائے بند
ہو روش ماریہ شہرہ آفاق ہے۔ جدائی اسکی حضرت کو شاق ہے مگر آپکے جوان اور باکرہ
عورتون کا پتہ نہین لگتا۔ عائشہ بھی باکرہ ہے۔ ماریہ بھی باکرہ ہے۔ اور کیا چاہیئے۔ دوسری
عورتین جوانی کا نمونہ ہین اگر باکرہ نہین تو کیا مضایقہ جہانگیر ایک غیر باکرہ بیوہ عورت کی
طلب مین کیون دیوانہ تھا۔ اور پھر یہ حضرت کی ازواج کس رنگ ڈھنگ کی تھین
ہم بتاتے ہین ملکہ آپ کو اپنا کہا یاد دلاتے ہین سورہ احزاب ع۴ مین خدا کو آپسے
کہنا پڑا "اے نبی کی بیویو تم اور عورتون کی طرح نہین تم خدا سے ڈرنیوالی ہو
تو اجنبی مرد سے لچک اور پیار کی بات نہ کرو اس سے بیمار دل والے طمع کرینگے۔ دستور
کے موافق بات کیا کرو۔ گھر مین ٹھہری رہو سنا دانی کے زمانہ کیطرح اپنی زینت اجنبی
مردون کو نہ دکھاؤ" (خطبہ ص۳۲۵) ان عورتون کو آپ بڈھیا ناحق کہتے ہین حضرت
کو انکی جوانی کا اسقدر جو اندیشہ تھا۔

اور یہ جو آپنے ارشاد فرمایا کہ "عقلی و طبعی قاعدہ ہے کہ جس عورت کا جمال و شباب کسی مرد
کو محبوب و معشوق ہوتا ہے وہ اسکے ہوتے دوسری عورت کا جو جمال و شباب مین اس سے
کمتر ہو ہرگز طالب و راغب نہین ہوتا" ص۱۷۱ اسکی تصدیق بھی سودہ اور عائشہ کے حالات
مین ہم دکھلا چکے جو عیاش بہت سی نمایشی عورتین جمع کر سکتے ہین وہ بھی کسی ایک
پر فدا ہو رہتے ہین ہماری حضرت علیہ السلام بھی بنت ابو بکر پر گردیدہ تھے۔ کیونکہ یہ
بھی باکرہ تھین۔ اور کم سن بھی بعد انکے یعنی دوسرے درجہ پر آپ سفید پوست ماریہ پر
شیدا تھے یہ بھی عائشہ کی مثیل تھی۔ اس کے بعد جویریہ پر پھر صفیہ پر پھر حفصہ پر علی ہذا
القیاس ہر جوان پر سودہ عمر مین بڑی تھی حضرت نے اسکو پنشن عطا فرمائی میمونہ اور
ام حبیبہ وغیرہ جو عمر مین کچھ زیادہ تھین حضرت کے دل مین کم جگہ پاتی تھین۔ مگر یہ عورتین
بھی بڈھی نہ تھین۔ بلکہ جنکو آپ بڈھیا سمجھتے ہین اسپر بھی جناب کا یہ سخن جسپان ہوتا ہے

کہ "بت ہمیں کر زینت دسنگار سے بوڑھیا بھی جوان معلوم ہوتی ہے اور وہ شدت کے حریصوں کی محل طمع ہو جاتی ہے" خطبہ صفحہ ۳۲۹ اس لئے حضرت بیمار دل لوگوں سے اندیشہ نالے تھے۔ اور ان ازواج کو ارشاد تھا کہ اون سے لچک اور پیار کی بات نہ کرو۔ اور نہ ان کو اپنی زینت دکھلاؤ۔ مولوی صاحب کس کس بات کا انکار کروگے حضرت اپنی کرنی کرتوت کے کافی سے زیادہ ثبوت اپنی تاریخ میں لکھا گئے ہیں۔

فصل دوازدہم طلاق

ہم نے ابتدا میں بیان کیا کہ طلاق وکثرت ازواجی لازم ملزوم ہیں بلکہ ہمیشہ ہمدوش چلنے والے۔ ایک برائی کی اصلاح دوسری برائی سے ہوتی ہے۔ اس لئے شرع عیسوی نے کثرت ازدواجی کو حرام ٹھہرا کر طلاق کو حرام ٹھہرایا۔ اور صرف ایک حالت میں یعنی زنا کی حالت میں اسکو جائیز رکھا۔ عہد عتیق میں کثرت ازدواجی حلال ومباح تھی طلاق بھی حلال ومباح تھا۔ خداوند مسیح نے طلاق کو انسان کی سختدلی کا نتیجہ بتلایا۔ اسلام میں جب کثرت ازدواجی حلال ومشروع بلکہ ایک مستحسن امر ٹھہرا تو اس حال میں کوئی الزام اسلام پر اسوجہ سے عاید نہیں ہو سکتا کہ اس نے طلاق کو کیوں جائیز رکھا مگر یہ امر کہ وہ اصل طلاق ایک برائی ہے اور خداوند کو ناپسند پیغمبر اسلام کے ناموافق اقوال بھی اسکی تائید کے عیسوی شریعت سے طلاق کی تصدیق کرتے ہیں۔ چنانچہ سید صاحب ایکحدیث نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا خدا نے کوئی چیز دنیا میں ایسی نہیں پیدا کی جسکو وہ طلاق سے زیادہ ناپسند کرتا ہو۔ صفحہ ۲۱۶ اور مولوی محمد علی صاحب بھی ایک حدیث سناتے ہیں کہ حلال چیزوں میں خدا کو زیادہ غصہ میں لانے والی طلاق ہے" صفحہ ۱۶۴ پیغام محمدی پس یہاں سے ظاہر ہے کہ طلاق خدا کو ناپسند اور اسکی مرضی کے خلاف بلکہ اسکو غصہ میں لانے والی ہے *۔ مباح قرار دیکر خدا کے غضب کو بھڑکاوے۔ مگر اس اسلامی طلاق کو اسلام کے حامی بہت رنگ دیکر پیش کرتے ہیں سید صاحب فرماتے ہیں آنحضرت طلاق کے مفہوم ذہنی کو بہت ناپسند فرماتے تھے۔ اور اس کے وجود خارجی

* ہم اب یہ جرأت اسلام ہی کو ہو سکتی تھی کہ وہ ایسے امر کو جسکو انکا پیغمبر صریح خدا کی ناپسند اور اسکو غصہ میں لانیوالا جانتا تھا۔

یعنی عمل کو قاطع بنیان تمدن جانتے تھے۔ (شکر ہے) مگر باین ہمہ ایک حکیمانہ قانون طلاق منضبط کر کے آپنے اُن ضرورتون کا تدارک کامل فرمایا جو تمام اوقات مین اور سب خاندانون مین اسوقت تک ضرور پیش آینگے جبتک کے انسان عامہ بشریت پہنے رہیگا" ص۲۱۵ محمد علی صاحب فرماتے مین کہ شریعت محمدیہ نے اسبات مین ایسے احکام نافذ کیے جس سے شریعت کا پابند بجز حالت ضرورت اور مجبوری کے کسی طرح بیوی کو علیحدہ نہین کر سکتا" ص۱۶۴ اور پھر بزرگ مولوی صفدر علی صاحب کے اس قول کی کہ قرآن و حدیث لوگون کو یہ سکھاتے ہین کہ جب تمہاری خواہش ہو اکرے جورون کو طلاق دیدیا کرو" تردید کرتے ہین۔ پیغام محمدی ص۱۶۵ مین ایک عملی دلیل سے اس امر کو ثابت کر دیتا ہون کہ دراصل قرآن و حدیث کا منشا وہی ہے جو مولوی صفدر علی صاحب نے بیان کیا۔ بلا کسی وجہ کے بھی جب چاہے مرد جورو کو طلاق دیدے اور دوسری جورو کرے۔ اسلام کے اماموں نے ایسا کیا پیغمبر اسلام کے پیارون نے ایسا کیا وہ جو بہشت کے سردار سمجھے جاتے ہین اُنہون نے ایسا کیا۔ جو پیشوائی امت محمدیہ مین انہون نے ایسا کیا۔ جو اسلام اور قرآن اور حدیث اور سنت نبی کے منادی ہین۔ اُنہون نے ایسا کیا۔ اور خوب ضرور سے کیا بڑے مزے سے کیا۔ پوری طرح شریعت کا پابند ہو کر کیا اور کوئی اصول شریعت محمدیہ اُنکو اس بے اعتدالی فطرتی سے روکنیوالا نہ تھا اور نہ کسی نے اُنکو بے ایمان مسلمان کہا نہ شریعت کا توڑنے والا۔

سید امیر علی صاحب نے بڑی دلبری سے فرمایا ہے کہ حضرت علی اور اُنکے صاحبزادون نے کیسی عالی ہمتی ظاہر فرمائی۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ حرمت نسوان کا ایک غیر مکتوب قانون مسلمانون مین علیحدہ مقرر ہو گیا" ص۳۲ مین حضرت علی کے صاحبزادون مین سے ایک کی نظیر پیش کرتا ہون تاکہ حرمت نسوان کا غیر مکتوب قانون" ظاہر ہو جاوے۔

حضرت امام حسن - محمد صاحب نے اُنکو جوانان بہشت کا سردار فرمایا ہے۔ "آپ سینہ سے لیکر سر تک رسول خدا سے مشابہ تھے" اور جسمانی مشابہت کے موافق آپکو اخلاقی مشابہت بھی تھی۔ مرأة الکائنات مین ہے کہ تمام تواریخون مین مذکور ہے کہ حضرت امام حسن

بڑے کثرت سے نکاح کرنے والے اور طلاق دینے والے تھے حتی کہ اپنی والد کے حین حیات انہون نے ۹۰ یا ۱۱۰ نکاح کیئے اور باوجود حسن اخلاق کے اوز ادنےٰ وجہ پر انہین سے ہر ایک کو طلاق دیدیا۔ فاطمہ کا نکاح حضرت علی کے ساتھ سنہ ۲ ھ مین ہوا اور حضرت علی سنہ ۴۰ ھ مین مقتول ہوئے پیدائش امام حسن سنہ ۳ ھ کی ہے اور اگر فرض کیا جاوے۔ کہ انہون نے شروع سن میں عیاشی کرنا شروع کی تھی اور اس سن کو ابتدائی زمانہ ۱۷ برس کا فرض کرین جو سنہ ۲۰ ھ مین ہوتا ہے تو انکے والد کی وفات تک ۲۰ برس باقی رہتے ہین تو اس حساب سے ۲۰ برس مین حضرت نے (۹۰ یا ۱۱۰ کا اوسط قریب) ۱۰۰ جورو ئین کین۔ مگر کبھی چار سے زیادہ ایک آن مین نہین رکھین بپابندی شرع محمدیہ پس صاف ظاہر ہے کہ حضرت امام حسن بحساب ۵ جوروئین فی سال طلاق دیتے تھے یعنی ہر ڈھائی ماہ مین ایک نئی جورو کرتے تھے اور پرانی کو طلاق دیتے تھے۔ بعد وفات علی امام حسن ۹ برس اور جئے کیونکہ سنہ ۴۹ ھ مین انکو انکی جورو نے زہر دیکر مار ڈالا[1]۔ اس ۹ برس کے عرصہ مین ۹ + ۵ = ۴۵ نکاح اور طلاق حضرت نے اور کیئے ہونگے۔ یا نکئے ہون قبل ہی آسودہ ہو گئے ہون مگر اس مین شک نہین کہ وہ سوا سو جوروئین جنکا ذکر اوپر کیا گیا۔ علاوہ اُن بے شمار لونڈیون کے ہین جو کسی حساب مین نہین آسکتی۔ مگر ناظرین انکا بھی خیال رکھین اب آپ فرماوین کہ امام عیاش

[1] حاشیہ تاریخ الائمہ مصنفہ سید ویر حسین خان صاحب بہادر قائم مقام سب جج مطبوعہ لوکس پریس ۱۸۸۳ مین کتاب کنز المصائب سے منقول ہے کہ معاویہ نے ایک پارچہ زہر آلودہ زوجہ امام حسن مسماۃ جعدہ بنت اشعث کو اس ہدایت سے بھیجا کہ جب امام حسن تیرے پاس آویں تو بعد انزال فراغ فاوت اس رومال زہر آلودہ سے آپکے جسم اطہر کو پاک کرنا کہ زہر اسکا جسم امام حسن مین اثر کرے گا۔ اور پھر جان بر نہ ہو وین گے۔ چنانچہ اس ملعونہ نے ایسا کیا اور بوجہ اس صدمہ کے ۴ روز تک آپ تکلیف مین رہے" جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب کی جان بھی عیاشی کے قربان کی اور خدا جانے کسی مرض مین مبتلا کرمرے حسن کے لیئے اس قسم کے قصون کی ضرورت پیدا ہوئی۔

بلا کسی وجہ کے محض حظ نفس کی غرض سے نکاح پر نکاح کرتا جاتا ہے اور طلاق پر
طلاق دیتا ہے اور آپ نہیں کہہ سکتے کہ اس نے شریعت محمدیہ کا عدول کیا یا وہ اسکے اعتبار سے
گنہگار و عیاش ٹھہرا۔ اور اگر آج کوئی مسلمان اس امام کیطرح نکاح و طلاق کو روا رکھے تو
کون اسکو برا کہہ سکتا ہے حضرت علی زندہ ہیں۔ امیر المومنین ہیں انکی آنکھوں کے سامنے حسن سا شا
زادہ بلند اقبال یہ کر رہے ہیں اور کوئی حکم شرع انکے عمل کے خلاف وہ نہیں پاتے
بلکہ صحابہ بھی کہتے ہیں کہ بہتر اس امت میں سے وہ شخص ہے جسکی بیبیاں بہت ہیں منہاج
صفحہ ۲۷ اور بہت جورواں بھی ہوں جب بہت طلاق ہوں اور بہت طلاق ویسی ہی ہوں
جیسے امام حسن نے دئے۔

ہم اس حیوانی حرکت کو کیا کہیں اور اس کے مرتکب کو کس موضوع نام سے یاد کریں اگر مسلمان
انصاف کریں تو خود سمجھ سکتے ہیں چنانچہ مولوی محمد حسین صاحب اس شخص کی نسبت
جو چار جوروں سے بھی آسودہ نہیں ہوتا اور زیادہ عورتیں چاہتا ہے یہ ارشاد فرماتے ہیں
"اگر کوئی ایسا چھپا رستم نکل آئے جو چار قوی اور توانا عورتوں کا کام تمام کرکے بھی خود ناکام رہکر
تو اسکی حاجت روائی کے لئے پانچویں یا چھٹی عورت کی اجازت دینے کی نسبت کم مضرت اور
سہل العمل یہ ترکیب ہے کہ وہ پہلی چار اسامیوں کو پنشن دیکر یکے بعد دیگرے یا یکبارگی ریٹائر کر دے
اور انکی جگہ چار امیدوار بھرتی کرے انکو بھی وہ چھپا رستم ہرا دے تو انکو چھوڑ کر چار اور کرلے و علی ہذا
القیاس۔ ایسے شخص مفروض الوجود و الصفات کو چار کی موجودگی میں پانچویں کی اجازت دیگا
تو اس سے دیندار بدمعاشوں و عیاشوں کو ایک حیلہ و بہانہ ہاتھ آ جائیگا۔ وہ اس بہانہ سے بہت سی
عورتوں کو گھیر لینگے اور مخلوق خدا کے حق تلفی کرینگے۔ دیندار انکو انکے دعوے کے
بموجب کہا اور حقیقت میں وہ بدمعاش ہیں" صفحہ ۱۹۶ مولوی صاحب کو ہرگز نہیں یاد تھا کہ
ایسا شخص "مفروض الوجود و الصفات" نہیں ہے بلکہ خود امام حسن صاحب ہیں اور وہ آپکے صلاح
کار بند رہے اگر یہ معلوم ہوتا تو آپ ایسے لوگوں کو "دیندار بدمعاش و عیاش" نہ فرماتے
بہرحال ان دیندار بدمعاشوں کی سرپرست شریعت اسلام ہے۔ مگر با ہمہ حیف صد کہ

یہ مولوی صاحبان صفدر علی صاحب کو یہ نہین کہنے دیتے کہ قرآن و حدیث لوگون
کو یہ سکھلاتے ہین کہ جب تمہاری خواہش ہوا کرے جورؤن کو طلاق دیدیا کرو۔ ان
مولویون کو امام حسن جھٹلا دین جو فصل سردار جوانان بہشت اور امیر المومنین کے خلاف
شریعت ٹھہرا رہے ہین اور نہین سوچتے ع چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی ۔

فصل سیزدہم

عورات کی حیثیت۔

اس سے اگے مصنف نے اس بارہ مین جو جو غلط بیانیان اور سینہ زوریان کین ہین
اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اُسنے عورات کی حیثیت اسلام مین یہودیت اور عیسایت سے
افضل ظاہر کرنا چاہی ہے۔ کوئی کلام نہین کہ اسلام کی حمایت نے ہمارے مخاطب
کی آنکھون پر پردہ ڈالدیا ہے۔ اور اُنکی زبان کو بے لگام کردیا۔ اب اس کو سفید
کو سیاہ اور کھرے کو کھوٹا کہنے مین سر مو تامل نہین رہا۔ وائے بر بے انصافی اور ہم کو
وہ یہ سناتا ہے اور تہذیب دنیا کو اپنے اوپر ہنساتا ہے "دین مسیحی نے عورتون کی شقاوت
اور اُنکی برائیان اور اُنکی کینہ پروری اور کینہ جوئی پر بہت کچھ لکھا تھا" ص ۲۱۹ اگر اس
قول مین ہم بجائے دین مسیحی کے اسلام اور بجائے قدمار علمار مسیحی کے محمد اور صحابہ و علما
کرین تو یہ لفظاً درست ہوتا۔ دین مسیحی نے! ہم للکارکے اُس سے اور اُس کے ہم خیالون سے
کہتے ہین۔ انجیل مقدس سے کوئی ایک کلمہ تو نکالدو جسمین عورتون کو ملعون اور مطعون
کیا گیا ہے۔ یا تم ہمسے سن لو کہ قرآن و حدیث عورتون کو کس طرح ذلیل کرتے ہین
کثرت ازواجی سے اُنکے دلون کو جلاتے ہین۔ اُنکی غیرت کو کھوتے اُنکی زندگی کو
وبال کرتے ہین طلاق وغیرہ سے جیسا کہ حضرت امام حسن کا عمل تھا۔ عورتون کو مردون
کے شہوت رانی کا ایک آلہ بناکر اُن کو دکھلاتے ہین کہ نساءکم حرث لکم

* [illegible]

فَاْتُوا حَرْثَکُمْ اَنّٰی شِئْتُمْ۔ بقر ع ۲۸ عورتین تمہاری کھیتی ہے پس جاؤ کرو کھیتی مین جہان سے چاہو۔ شارع اسلام نہ کوئی اور جسکی شریعت پر آپ ناز کرتے ہین عورت کو صورت شیطان فرماتے ہین [1] - اور کہ نہین چھوڑے مینے اپنے بعد کوئی فتنہ جو زیادہ ضرر پہونچانے والا ہو مردون پر عورتون سے [2] پھر حضرت عورت کو شوم نحس فرماتے ہین اور اسکی شومی کی گھوڑی کی شومی مین نظیر ڈہونڈتے [3] - پھر فرماتے ہین نماز کو قطع کرتے ہین کتا اور عورت اور گدھا [4] دیکھئے عورت کو کتے اور گدھے کے بیچ مین بٹھلا ہنسی نہین شرماتے - انکی پلیدی کو قاطع نماز فرماتے ہین - اور انتہا اس کی یہ ہے کہ جب حضرت نے دوزخ اور بہشت کی سیر فرمائی تو دوزخیون مین عورتون کی کثرت دیکھی [5] اور فرمایا کہ "اقلّ ساکنین جنت مین عورتین سب سے کم ہونگی [6]" - بلکہ حق یون ہے کہ نہ صرف حضرت عورت کو "صورت شیطان" سمجھتے تھے - بلکہ مکاری اور فریب کے لحاظ سے وہ عورت کو شیطان سے بڑھی بلکہ شیطان کی خالہ جانتے تھے چنانچہ سورہ نسا ع مین آیا ہے - اِنَّ کَیْدَ الشَّیْطٰنِ کَانَ ضَعِیْفًا البتہ شیطان کا فریب ضعیف ہے مگر سورہ یوسف ع مین وارد ہوا ہے کہ اِنَّ کَیْدَکُنَّ عَظِیْمٌ اے عورتو تمہارا فریب عظیم ہے - اور ایک فریب کے واقعہ پر جس سے انکی عورتون نے ایکعورت کو حضرت کے ہاتھ نہ لگنے دیا حضرت نے اپنی ازواج مطہرات کو اسکا مصداق بنایا تھا - دیکھو منہاج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۴۷۹ ہمارا مخاطب اپنے گریبان مین سر نہین ڈالتا اور بغیر سند دین مسیحی کو بدنام کرتا ہے - اور بقول شخصی کہ "کندن وکاہ برآوردن" قدما مین سے ٹرٹولین کے قول کو نقل کرتا ہے اور نہین جانتا یا نہین سمجھتا کہ دین مسیحی کی بنیاد انجیل مقدس ہے نہ کہ اقوال ٹرٹولین و کریسا سٹم جنکو مترجم غلطی سے "ایمہ کلیسیا" لکھتا ہے - آپ فرماتے

---

[1] حدیث مسلم او مسارق الانوار نمبر ۳۳ - [2] مسلم اور بخاری ایضاً نمبر ۹۱ ، [3] مسلم اور بخاری ایضاً نمبر ۱۲۹۵ - [4] مسلم ایضاً نمبر ۱۶۱۳ - [5] مسلم و بخاری ایضاً نمبر ۱۲۶ ، [6] مسلم ایضاً نمبر ۲۲ -

ہین "چنانچہ ٹرٹولین نے ایک رسالہ قبائح نسوان مین تصنیف کیا تھا اور ٹرلیسیٹ
جسکو عیسائی لوگ ولی سمجھتے ہین بقول ایکے صاحب موزخ کے متقدمین علما نصارٰی کی رائے
عموماً بیان کردی ہے کہ عورت ایک ایسی بلا ہے جس سے گریز ممکن نہین ہے اور ایک
قدرتی مغوی ہے ایک مرغوب آفت اور ایک خانگی فتنہ اور ایک تباہ کن خوش رنگ بلا ہے
بلا ہے" پھر بھی یہ حضرت سے کم رہے جنکو مسلمان لوگ سید الانبیا سیدالانام اور کیا کچھ نہین
سمجھتے یہ حضرت ہی کا حصہ تھا کہ عورت کو شوم و نحس کتے اور گدہے کی طرح پلید سب سے
بدتر فتنہ شیطان کی خالہ شیطان سے بڑھکر مکار شیطان کی صورت اور جسم اور گویا کہ
رنگین بلا کے کالی بلا فرماوین - آپ اپنے قول کو نقل فرماکر یون رطب اللسان ہوتے ہین سبحان
اللہ یہ کلمات عورت کی شان مین ایک عیسائی ولی نے اس زمانہ مین فرمائی ہین جبکہ مادر
حضرت مسیح کی عبادت فرائض دینی مین داخل سمجھی جاتے تھی" ہم کہتے ہین العیاذ باللہ وہ
کلمات عورت کی شان مین مسلمانون کے خاتم النبین نے اس زمانہ مین فرمائے تھے جبکہ
بی بی فاطمہ کو خاتون جنت بنانے کی کوشش ہو رہی تھی پھر بھی آپ کہتے ہین شارع اسلام
نے عورتون کی عزت کرنیکا حکم قطعی فرمایا ہے "اے حضرت کہان غالباً آپ اسی حساب
کی غلطی مین دیدہ و دانستہ مبتلا ہونا چاہتے ہین - انہون نے سورہ نسا کے پہلے رکوع مین
مین ایک جملہ کا ترجمہ یہ کردیا ہے (Respect to women) عورتون کی عزت کرو - اصل مضمون
یہ ہے واتقوا اللہ الذی تساءلون بہ والارحام جسکا بہت درست ترجمہ نواب محمد حسین خان
خانصاحب نے اردو ترجمہ ہل اتی مین کیا ہے "ڈرو اُس خدا سے کہ جس کا نام لے کر آپس مین
مانگ جانچ لیتے ہو اور قطع رحم سے" حسینی مین بھی یہی ہے "بپرہیزید از قطع رحم"
اور عبدالقادر کے ترجمہ مین ہے "خبردار رہو ناتوان سے" اور اس کے فایدہ مین ہے
یعنی بدسلوکی مت کرو آپس مین" پس حضرت قرآن مین سے عورتون کی عزت
تو ایسی اڑگئی جیسے گدھے کے سر سے سینگ - اور شارع اسلام نے جو جو عورتون کے
فضائل احادیث مین بیان فرمائے ہین - اُس سے بیچارے ٹرٹولین بھی شرمائے

اب ہم آپ کو یہان سناوین کہ دین مسیحی نے یعنی انجیل مقدس نے عورت کی نسبت
کیا بتلایا ہے اور اُنکی منزلت کیا مقرر کی۔
سر تو اپنے بھی بڑے خندہ پیشانی سے اپنی انگریزی کتاب مین تسلیم کیا ہے کہ "مسیح
نے دولت کے ساتھ انسانیت کا سلوک کیا تھا۔ اُس کے پیرون نے اُنکو انصاف سے خارج
کر دیا" ھنٹ ۲۰ خیر آپ اُن پیرون کو معاف فرماوین اور پیرون کے مقتدا کی سنین۔
اُن مسیح کی۔ جو سلوک اُنہون نے عورات سے کیا وہی سلوک دین مسیحی کی شرع
ہے مگر پیرون مین اگر آپ ٹرٹولین سے لوگون نے جو ہمارے یہان سے کوئی امام
حسن یا صحابہ کرام نہین اور جن کو ہمارے یہان کا ولی بتلانا گویا ہم کو
بدنام کرنا ہے۔ سند پکڑیں تو یہ بھی آپ کی خامی ہے۔ حقیقی پیرو مسیح کے
اُس کے حواری تھے جنکے وسیلہ مسیح کی تعلیم ہم کو پہونچی اُنپر بھی آپ حرف نہین لا سکتے
اب آپ عورتون کی عزت کے بارہ مین انجیل کا فرمان سنین۔ عورت کو نازک سید ایتر
سمجھکر عزت دو۔ ۱ پطرس ۳ب اس سے زیادہ آپ کیا چاہتے ہین عورت مرد کا جلال ہے
۱ قر ۱۱ب آپ بالکل خلاف لکھتے ہین کہ "اسلام نے عورتون کو مواجب و حقوق بخشے اور اُنکو مردو
ہمپایہ کر دیا" اُنکے مواجب و حقوق تو ہم فصل سیوم قران و تعدد ازدواج اور عدل مین
بیان کر چکے۔ اور مردون کے ساتھ مساوات کے بارہ مین جو حکم انجیل کا ہے وہ ہم
آپ کو سنائے دیتے ہین۔ خداوند مین نہ مرد عورت کے بغیر ہے نہ عورت مرد کے بغیر
کیونکہ جیسا عورت مرد سے ہے۔ ویسا ہی مرد بھی عورت کے وسیلہ سے ہے پر سب خدا سے ہے ۱ قر
۱۱ب ۱۱و۱۲ شوہر جورو کا حق جیسا چاہیئے ادا کرے اور ویسا ہی جورو شوہر کا۔ جورو اپنے
بدن کی مختار نہین بلکہ شوہر مختار ہے۔ اس طرح شوہر بھی اپنے بدن کا مختار نہین
بلکہ جورو ہے۔ ۱ قر ۷ب ۳و۴ "مواجب اور حقوق" اُنھین کہتے ہین
آپ ہم کو اب اسکے مقابل مین کوئی شریعت اسلامی بھی سنائین آخر آپکو اسلام اور عیسویت
کی تعلیم کے اثر جیسے آپ و ہم اپنی آنکھون سے مشاہدہ کر رہے ہین دیکھکر یہ ماننا ہی

بڑا کہ "جو حیثیت عیسائی عورات کی اسوقت ہے اسلامی عورات ایک صدی میں اس حیثیت کو حاصل کرینگی" (انگریزی) صفحہ ۳۶۳ ہنوز دلّی دور است پہلی اسلامی ملکی و دیگر حیثیتین درست کرلین تب یہ سبز باغ عورات کو دکھائین۔ ان اگر پہلا ایک صدی مین اسلام نہ رہے اور اُس پر وہ اثر پڑ جاوے۔ جو آپ پر پڑا ہے تو شاید یہ سننے کو بھی تیار ہو جاتے۔ اسلام اپنی اصلاح اسلام سے مخالفت کرکے کرسکتا ہے بر دین عیسوی کے کہ جہان تک اسکی پیروی کی جاوے جہان تک اسکے احکام کو مانا جاوے اصلاح ہوتی جاتی ہے۔ کیونکہ وہ دین اصلاح کا منبع ہے۔ جو مسیح کی سنیگا وہ عورت کی عزت کریگا۔ جو محمد کی سنیگا وہ عورت کو "فتنہ پیدا کی" اور "صورت شیطان" اور ... تو کیا ایک صدی کے بعد محمد صاحب کی کوئی نہ سنیگا۔ ہاں اگر ایسی امید ہے تو ہم بھی تمہارے ساتھ امید کرتے ہین۔ فانتظروا انی معکم من المنتظرین۔

اعلان

جناب ڈاکٹر احمد شاہ صاحب شائق ولایت تشریف لیگئے ہیں۔ وہ رسید کتاب کی تیاری بیں برابر دیر ہوتی رہی حتی کہ اوسکی اشاعت ...... نہ ہوسکی لہٰذا انہوں نے ہندوستان مین اس کتاب کی اشاعت کیواسطے مجھکو اپنی طرف سے ایجنٹ مقرر کردیا ہے جس خدمت کو مین نے خوشی سے قبول کیا آیندہ کو اس کتاب کے متعلق درخواستین اور ہر قسم کی خطوط وغیرہ میرے نام اس پتہ پر آنی چاہئیے۔

پنڈت پرشوتم داس دفتر اسمٰعیل ایڈوکیٹ۔ گوجرانوالہ پنجاب

کتاب شہادت قرآنی بجواب رسالہ عصمت انبیا جسکا ذکر رسالہ ہذا میں کتاب ہذا میں آیا ہے عنقریب شائع ہونے والی ہے۔ ... مناظرین کو رسالہ امہات مومنین آخیر ماہ اپریل ۱۸۹۸ تک بلاقیمت ...

فروری ۱۸۹۸

پرشوتم داس۔

STATE LIBRARY

بقیہ صحت نامہ رسالہ امہات مومنین نمبر ۱۰۵ سے اخیر تک

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۵	۸	مایخ	تاریخ سے	۱۲۹	۱۷	تاکید	تائید
۱۰۶	۱۴	حس		۱۳۱	۱۵	مرام	حرام
۱۰۷	۷	اقول	اقوال	"	۱۸	(مشکوک لفظ)	تو اسلام
۱۱۴	۴	حواب	حوب	۱۳۲	۲	متق	مستحق
۱۱۵	۱۵	اور	سے	۱۳۶	۱۲	سترات	شریعت
۱۱۶	۱۸	چاہئیے	چاہیے	۱۳۸	۴	(مشکوک لفظ)	ممسوح
۱۱۷	۲	ے	سے	"	۱۹	(")	اجورہ وغیرہ
۱۱۹	۱	وکرتے	کرتے	۱۵۳	۴	درات	عورات
"	۴	اکے	اسکے			[illegible]	[illegible]
"	۵	اپی					
"	"	اہی	اپنی				
"	۱۴و۱۶	(مشکوک عبارت)	ابتدائی عمر میں عشق نہ کی کرے گئی تھے			[illegible]	[illegible]
۱۳	۸	گا زنان	گا رزان				
۱۲۱	۴	(مشکوک عبارت)	ماپوں سے ملاقات				
"	۱۴	"	اعمال ناصورت				

قیمت کتاب مع محصول ڈاک سواری ۱/۰

(صحت نامہ مطبع حلوکا طبع گوجرانوالہ میں چھپا)

التماس

چونکہ ڈاکٹر شایق صاحب نے اہل اسلام کی خدمت میں یہہ کتاب یوں ہی بلاقیمت مفت نذر کردی ہے اسلیئے وہ بھی اہل اسلام سے توقع رکھتے ہیں کہ اگر ان میں سے کوئی صاحب انکی کتاب کی تائید یا تردید میں کچھ لکھیں تو لازم ہے کہ اسکی ایک کاپی ڈاکٹر صاحب کو بھیجدیں۔ کیونکہ صرف وہی تحریریں جواب کے مستحق ہوسکتے ہے جسکی اطلاع ان کو پہونچے۔ ہر اس قسم کی تحریرات میرے نام آنی چاہیئے۔ میں انکو ڈاکٹر صاحب کو پہونچا دینیکا ذمہ وار ہوں۔

المشتہر

پرسوتم داس

جلوہ طور پریس گوجرانوالہ